عمران سیریز

بلیک سرکل



ارشاد العصر جعفری

محترم قارئین!
السلام علیکم
نئے ناول "بلیک سرکل" کے ساتھ حاضر ہوں۔ اس امید کے ساتھ کہ میرے سابقہ ناولوں کی طرح یہ ناول بھی آپ کی توقعات پر پورا اترے گا۔ قارئین۔ آپ جانتے ہیں کہ دنیا کی اکثر غیر مسلم طاقتیں ایسی ہیں جو کسی بھی مسلمان ملک کو ترقی کرتا ہوا نہیں دیکھ سکتیں۔ وہ ان ممالک سے دوستی کا دم بھرتی ہیں اور وہ ملک اور ملک کے حکمران بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں کہ دنیا کی یہ طاقتیں ان کے ساتھ ہیں لیکن جب یہ ملک ترقی کی منازل تیزی سے طے کر رہے ہوتے ہیں تو دوستی کا دم بھرنے والی یہ طاقتیں سازشیں کر کے اپنے دوست ملک کی پیٹھ میں چھرا گھونپ دیتی ہیں اور انہیں اس قدر تباہ کر دیتی ہیں کہ وہ ملک ترقی کے لحاظ سے کئی دہائیاں پیچھے چلا جاتا ہے۔ نہ صرف وہ سائنسی ترقی کے اعتبار سے زیرہ ہو جاتا ہے بلکہ اس کی معیشت بھی تباہ ہو جاتی ہے۔ موجودہ دور میں اس کی ایک دو نہیں بلکہ درجنوں مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ مجھے نام لینے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ آپ خود اپنی آنکھوں سے نہ صرف دیکھ رہے ہیں بلکہ سمجھ بھی رہے ہیں۔
اسی طرح کی ایک سازش پاکیشیا کے خلاف بھی بنائی گئی ہے جو

پاکیشیا کی سائنسی ترقی کو روکنے کے ساتھ ساتھ اس کی معیشت کو بھی تباہ کر سکتی تھی لیکن پاکیشیا کو تو اللہ تعالیٰ نے علی عمران جیسا بیٹا عطا کیا ہوا ہے جسے ایسی سازشوں کی بروقت اطلاع مل جاتی ہے اور وہ ان سازشوں کا ڈٹ کے مقابلہ کرتا ہے۔

ایک عرصے کے بعد عمران اور اس کی ٹیم روسیا کسی مشن پر گئی ہے اور اس مشن کے نتیجے میں جو کہانی سامنے آئی ہے وہ ناول کی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے ایک بار پھر خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ میں آپ کے اعلیٰ ذوق کے مطابق ایک اور ناول لکھنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

قاری کے مشورے، تنقید اور رائے مصنف کے لئے بہت اہم ہوتی ہے کیونکہ اس سے مصنف کو پتا چلتا ہے کہ پڑھنے والے کس قسم کی تحریر چاہتے ہیں پھر مصنف کوشش کرتا ہے کہ وہ قارئین کی پسند کے مطابق لکھ سکے۔ تنقید مصنف کو بہتر لکھنے پر مجبور کرتی ہے۔ تنقید برائے اصلاح سے مصنف کی تحریر میں بہتری آتی ہے اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ ناول پڑھنے کے بعد آپ نے اپنی رائے ضرور دینی ہے۔ مجھے آپ کے خط کا انتظار رہے گا۔ اگلے ناول میں پھر ملاقات ہو گی۔

والسلام

ارشاد العصر جعفری

بلیک زیرو کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ کمپیوٹر پر نیٹ آن تھا اور وہ نیٹ پر مختلف ویب سائٹس وزٹ کر رہا تھا۔ کافی دنوں سے پاکیشیا سیکرٹ سروس فارغ تھی اور ان دنوں بلیک زیرو کا زیادہ وقت نیٹ پر ہی گزرتا تھا۔ انٹرنیٹ سے اسے دنیا بھر کی تازہ ترین معلومات حاصل ہو جاتی تھیں اور دانش منزل میں اس کا وقت بھی بہت اچھا گزرتا تھا۔

اسے کمپیوٹر آن کئے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ ہوا تھا کہ بلیک زیرو یکدم ہی چونک پڑا کیونکہ کمپیوٹر کی اسکرین یکدم آف ہو گئی تھی۔ اس کی نظر فوراً ہی ٹیوب لائٹ کی طرف اٹھی تھی۔ ٹیوب لائٹ بھی آف ہو چکی تھی اور یہ اس کے لئے انتہائی حیرت کی بات تھی کیونکہ دانش منزل میں بجلی کبھی بھی بند نہیں ہوتی تھی۔ ویسے تو ملک بھر میں بجلی کا بحران تھا اور کئی کئی گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ ہوتی تھی لیکن دانش منزل ایک حساس بلڈنگ تھی اس لئے لوڈ شیڈنگ فری تھی۔ اس

کے باوجود بھی اگر کسی وجہ سے بجلی فیل ہو جاتی تو دانش منزل کا ذاتی پاور سسٹم بھی موجود تھا جو ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں خود بخود آن ہو جاتا تھا اس لئے کمپیوٹر اور ٹیوب لائٹ کا آف ہو جانا بلیک زیرو کے لئے حیرت کا باعث تھا۔

بجلی کے آف ہونے پر چند لمحوں تک تو بلیک زیرو بیٹھا رہا پھر وہ کرسی سے اٹھا اور اسی لمحے اسے احساس ہوا کہ کنٹرول روم میں اندھیرا چھا رہا ہے۔ یہ اس کے لئے مزید حیران کن بات تھی کیونکہ دن کا وقت تھا۔ کنٹرول روم میں شیشے کی کھڑکیاں لگی ہوئی تھیں جن سے روشنی اندر آتی تھی۔ وہ حیران ہوتا ہوا کنٹرول روم کے دروازے کی طرف بڑھا لیکن ابھی اس نے دو قدم ہی اٹھائے تھے کہ اسے رک جانا پڑا کیونکہ اب کنٹرول روم میں گہرا اندھیرا چھا گیا تھا۔ اندھیرا اس قدر گہرا ہو گیا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی تاریک کنویں میں پہنچ گیا ہو۔

"کیا میں اندھا ہو گیا ہوں"...... بلیک زیرو کے ذہن میں ایک خیال ابھرا اور وہ لرز کر رہ گیا۔ بے اختیار وہ دروازے کی طرف بڑھا لیکن اس کا رخ معمولی سا مڑ گیا جس کی وجہ سے وہ کرسی سے ٹکرایا۔ چونکہ اس کا ذہن الجھا ہوا تھا اس لئے کرسی سے ٹکرانے کے بعد وہ فرش پر گر گیا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے اندھیرے میں ہاتھ چلائے تو اس

کے ہاتھ کرسی سے ٹکرائے۔ اس نے کرسی پکڑ کر اٹھنے کی کوشش کی۔ ابھی وہ مکمل طور پر اٹھ نہیں سکا تھا کہ پھر گر گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا دماغ بھی تاریک ہوتا چلا گیا۔

بلیک زیرو کو بے ہوش ہوئے دو منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ کنٹرول روم کا دروازہ کھلا اور روشنی کی ایک لکیر اندر داخل ہوئی۔ یہ ٹارچ کی روشنی تھی اور اس روشنی نے کنٹرول روم کے اندھیرے کو کافی حد تک کم کر دیا۔ کنٹرول روم میں دو آدمی داخل ہوئے تھے۔ ٹارچ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں تھی۔ انہوں نے ٹارچ کو پورے کنٹرول روم میں گھمایا۔ ان کی نظر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے بلیک زیرو پر پڑی تو وہ اس کی طرف بڑھے۔ بلیک زیرو کے قریب آ کر انہوں نے ٹارچ کی روشنی اس کے چہرے پر ڈالی اور پھر ان کے اپنے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"چاؤف۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا یہی ایکسٹو ہے"...... ٹارچ والے نے اپنے ساتھی سے پوچھا۔

"ایکسٹو کی شخصیت کے بارے میں جو کچھ پڑھا اور سنا گیا ہے اس سے یہ مطابقت تو نہیں رکھتا۔ بہرحال ہمیں اس سے کچھ لینا دینا نہیں۔ ہمیں تو اپنا مشن مکمل کرنا ہے"...... چاؤف نے بلیک زیرو کو غور سے دیکھنے کے بعد کہا۔

"ہونہہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو چاؤف۔ میں سیف روم کو ڈھونڈتا ہوں"...... ٹارچ والے نے کہا اور پھر اس نے ٹارچ کی روشنی

کنٹرول روم کی دیواروں پر ڈالی۔ ایک دیوار میں دو دروازے تھے اور دوسری دیوار میں ایک دروازہ تھا۔

''لی باؤ۔ ہمارے پاس وقت کم ہے جس قدر جلد ممکن ہو سکے ہمیں مشن مکمل کر لینا چاہئے''...... چاؤف نے کہا۔ پھر وہ دونوں آگے بڑھے۔ انہوں نے ایک دروازہ کھول کر دیکھا۔ یہ کچن تھا۔ انہوں نے دروازہ واپس بند کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے دوسرا دروازہ کھولا۔ یہ ایک بڑا کمرہ تھا۔ اس میں بہت سی الماریاں تھیں اور ان الماریوں میں کتابیں نظر آ رہی تھیں۔ انہوں نے اس کا دروازہ بھی بند کر دیا۔ اس کے بعد وہ تیسرے دروازے کی طرف بڑھے۔ انہوں نے دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔ درمیانے سائز کا کمرہ تھا اور یہ بالکل خالی تھا۔ وہ دونوں اسی کمرے میں داخل ہو گئے۔ کمرے کی دیواریں سپاٹ تھیں۔

''لی۔ چیک کرو۔ سیف اسی کمرے میں ہے''...... چاؤف نے کہا تو لی باؤ نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا پھر اس نے جیب سے ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ نکالا اور اس کا بٹن دبایا۔ بٹن کے دبتے ہی اس آلے پر سرخ روشنی جلنے بجھنے لگی۔ دو تین سیکنڈ بعد سرخ روشنی سبز روشنی میں تبدیل ہو گئی۔ روشنی کے سبز ہوتے ہی ان دونوں کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات پھیل گئے۔ لی باؤ آلے کے ساتھ ایک دیوار کی طرف بڑھا۔ اس نے وہ آلہ دیوار کے ساتھ لگایا تو آلے میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں آنے لگیں۔

''ہونہہ۔ دیوار میں سیف موجود ہے''...... لی باؤ نے کہا تو چاؤف نے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر چاؤف نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک سپرے بوتل اور ایک باریک خنجر نکال لیا۔ اس نے خنجر سے دیوار پر چوکور خانہ سا بنا دیا اور پھر اس خانے پر سپرے کر دیا۔ تقریباً پندرہ سیکنڈ بعد نشان زدہ ٹکڑا زمین پر جا گرا اور دیوار میں ایک سیف دکھائی دینے لگا۔ سیف کو دیکھتے ہی لی اور چاؤف کے چہروں پر خوشی کے تاثرات آ گئے۔ سیف بالکل سپاٹ تھا۔ اس کا نہ تو دروازہ تھا اور نہ کہیں تالا دکھائی دے رہا تھا۔

''چاؤف۔ جلدی سے سیف کو کھولو''...... لی باؤ نے خوشی اور بے چینی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔

''لی۔ فکر نہ کرو ہم نے مشن مکمل کر لیا ہے''...... چاؤف نے مسکراتے ہوئے کہا پھر اس نے اپنے کوٹ کی جیب میں سے ایک کٹر نکالا اور اس کے بلیڈ پر سپرے کرنے کے بعد اس نے کٹر سیف پر رکھ کر دبایا تو کٹر سیف کو کاٹتا چلا گیا۔ چند سیکنڈ میں سیف اتنا کٹ گیا کہ اس میں رکھی ہوئی فائلیں نظر آنے لگیں۔

چاؤف ایک ایک فائل اٹھا کر دیکھنے لگا۔ خود فائل دیکھنے کے بعد وہ فائل لی کی طرف بڑھا دیتا۔ لی باؤ فائل پر نظر دوڑاتا اور پھر فائل دور پھینک دیتا۔ سیف میں موجود تمام فائلیں انہوں نے دیکھ لیں اور سب فائلوں کو فرش پر پھینک دیا۔

''اس سیف میں تو فائل نہیں ہے۔ اب دوسرا سیف دیکھنا

پڑے گا''...... چاؤف نے کہا۔

''میں چیک کرتا ہوں''...... لی باؤ نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے ریموٹ نما آلے کا بٹن دبایا اور سبز روشنی کے آن ہوتے ہی اس نے وہ آلہ دیوار کے ساتھ لگایا۔ آلہ خاموش رہا۔ اس نے آلہ دیوار پر آگے بڑھایا۔ تقریباً دو منٹ بعد ایک جگہ دیوار پر آلہ رکھتے ہی آلے سے ٹوں ٹوں کی آواز نکلنے لگی۔ لی باؤ نے ہاتھ پیچھے کر یا جبکہ چاؤف آگے بڑھا۔ اس نے ایک بار پھر اپنی کارروائی دوہرائی اور کچھ ہی دیر میں ایک اور سیف دیوار میں نمودار ہو گیا۔ چاؤف نے اس سیف کو بھی کاٹا اور اس میں رکھی ہوئی فائلیں اٹھا کر دیکھنے لگا۔

''یہ۔ یہ مل گئی فائل''...... چاؤف نے ایک فائل پر نظریں دوڑاتے ہوئے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''لاؤ دکھاؤ''...... لی باؤ نے بھی خوشی اور جوش کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا اور چاؤف کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ چاؤف نے فائل اس کی طرف بڑھائی۔ لی باؤ نے فائل لینے کے بعد اس میں موجود کاغذات پر نظر دوڑائی۔

''سو فیصد یہی ہے''...... لی باؤ نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا اور پھر اس نے فائل اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لی۔

''آؤ''...... لی باؤ نے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف مڑا۔ اگلے ہی لمحے وہ دونوں سیف روم سے نکل کر کنٹرول روم میں

آئے۔ کنٹرول روم میں آتے ہی لی باؤ نے ٹارچ کی روشنی بلیک زیرو پر ڈالی جو کہ ابھی تک بے ہوش تھا۔

''چاؤف۔ اس کا کیا کرنا ہے''...... لی باؤ نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم اس وقت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر میں ہیں اور یہ شخص تنہا اس بلڈنگ میں موجود ہے اس لئے ممکن ہے کہ یہی ایکسٹو ہو۔ ایکسٹو جیسی پراسرار شخصیت ہمارے ہاتھوں ماری جائے تو یقیناً یہ ہمارے لئے اعزاز کی بات ہے''...... چاؤف نے کہا تو لی باؤ کی آنکھوں میں بھی ایک چمک پیدا ہو گئی۔

''تم نے ٹھیک کہا ہے۔ چاؤف، ہم دونوں اسے بیک وقت گولیاں مارتے ہیں۔ جب ہم رپورٹ میں اس بات کا ذکر کریں گے اور تصدیق ہو جائے گی کہ ہمارے ہاتھوں مرنے والا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو تھا تو ہر طرف ہمارے نام کا ڈنکا بج اٹھے گا۔ کئی ملکوں کی تاریخ میں ہمارا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا''...... لی باؤ نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

اس کے بعد دونوں نے اپنی اپنی جیبوں میں سے ریوالور نکال لئے۔ دونوں کے ریوالوروں کا رخ بے ہوش بلیک زیرو کی طرف ہوا اور پھر دانش منزل کا کنٹرول روم فائرنگ کے دھماکوں سے گونج اٹھا۔ دونوں نے دو، دو گولیاں چلائیں اور اس کے بعد وہ کنٹرول روم سے باہر نکلتے چلے گئے۔

عمران نے فلیٹ کا دروازہ کھولا تو اسے ٹیلی فون کی گھنٹی کی آواز سنائی دی۔ وہ ٹیلی فون کی طرف بڑھا۔

''یس علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) اسپیکنگ''...... اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''کہاں ہو تم۔ اتنی دیر سے فون کر رہا ہوں۔ کوئی فون نہیں اٹھاتا اور تمہارا سیل فون بھی آف ہے''...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''میں سلیمان کے گاؤں گیا تھا کیونکہ اس کی سسٹر کی شادی تھی۔ گاؤں کا ٹرانسفارمر خراب تھا جس کی وجہ سے بجلی نہیں تھی لہٰذا سیل فون کی بیٹری ریچارج نہ ہونے کی وجہ سے سیل فون آف ہو گیا۔ ابھی فلیٹ میں داخل ہوا ہوں اور آپ کی برہم آواز سن رہا ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''میں برہم نہیں ہوں بلکہ پریشان تھا۔ تمہارا سیل فون آف جا

رہا تھا۔ فلیٹ کا نمبر بھی کوئی نہیں اٹھا رہا تھا پھر میں نے دانش منزل فون کیا تو طاہر نے بھی فون اٹینڈ نہیں کا''...... سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''طاہر نے بھی فون اٹینڈ نہیں کیا۔ وہ تو ہر وقت دانش منزل میں ہی ہوتا ہے''...... عمران نے وال کلاک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے وہاں بھی کئی بار کوشش کی ہے''...... دوسری طرف سے سرسلطان نے کہا۔

''میں دیکھتا ہوں اسے۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ میری جدائی میں کیوں دبلے ہوئے جا رہے تھے''...... عمران نے کہا۔

''ہمارے دوست ملک شوگران سے دو نوجوان سائنس دان آ رہے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ تم آج شام ان سے ملاقات کر لو''...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''شاہ معظم۔ سلطانی احکامات پر حرف بہ حرف عمل کیا جائے گا۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کریڈل پر انگلی رکھ کر کال منقطع کر دی۔ حسب عادت وہ سرسلطان کو زچ کرنا چاہتا تھا لیکن بلیک زیرو کے فون اٹینڈ نہ کرنے کا سن کر اسے بے چینی سی محسوس ہو رہی تھی۔ اس لئے وہ جلد سے جلد اس سے رابطہ کرنا چاہتا تھا۔

اس نے کریڈل سے انگلی ہٹائی اور پھر ٹون آنے پر دانش منزل

کے نمبر پریس کرنے لگا۔ جلد ہی دوسری طرف بیل جانے لگی۔ کافی دیر تک بیل جاتی رہی لیکن دوسری طرف سے کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل پر انگلی رکھ دی۔ دوبارہ ٹون آنے پر عمران نے بلیک زیرو کے سیل فون کے نمبر پریس کئے لیکن جلد ہی کمپیوٹرائزڈ آواز سنائی دی جس کے مطابق عمران کا مطلوبہ نمبر آف تھا۔ عمران کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ اس نے جلدی سے رسیور رکھا اور تیزی سے سپیشل روم کی طرف بڑھا۔ سپیشل روم میں پہنچ کر اس نے کمپیوٹر آن کیا اور پھر اس کی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر حرکت کرنے لگیں۔ جلد ہی مانیٹر پر دانش منزل کا منظر دکھائی دیا اور عمران کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے لگیں کیونکہ دانش منزل مکمل طور پر اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔

''یہ۔ یہ کیا ہوا ہے دانش منزل میں''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھا اور انتہائی تیز رفتاری سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ اب دانش منزل جانا بہت ضروری ہو گیا تھا۔ وہ تقریباً دوڑنے والے انداز میں اپنی کار تک پہنچا اور پھر اس کی سرخ سپورٹس کار تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتی ہوئی دانش منزل پہنچ گئی۔ دانش منزل کے گیٹ پر کار روک کر عمران کار سے نیچے اترا اور پھر اس نے گیٹ پر دباؤ ڈالا۔ گیٹ اندر سے بند تھا۔ عمران نے اس کا سپیشل لاک کھولنے کی کوشش کی لیکن سپیشل لاک نہ کھلا اور یہ اسی صورت میں ہوتا تھا جب دانش

منزل کا تمام سسٹم جام ہو گیا ہو۔ اب گیٹ صرف کنٹرول روم سے ہی کھولا جا سکتا تھا اور گیٹ کھلوائے بغیر اندر داخل نہیں ہوا جا سکتا تھا۔

عمران تیز رفتاری سے چلتا ہوا سائیڈ گلی میں آیا۔ سائیڈ گلی میں دانش منزل کی بلند و بالا دیوار تھی اور دیوار پر خار دار تاریں بھی لگی ہوئی تھیں۔ ایک جگہ سے تاریں کٹی ہوئی تھیں۔ کٹی ہوئی تاروں سے واضح ہو رہا تھا کہ کچھ دشمن دانش منزل میں داخل ہوئے ہیں اور بلیک زیرو کے ساتھ کوئی حادثہ ہو چکا ہے۔ دانش منزل میں داخل ہونے والوں نے یقیناً جدید سائنٹیفک ٹیکنالوجی استعمال کر کے دانش منزل کے تمام حفاظتی سسٹم بریک کر دیئے تھے۔

عمران نے اردگرد نظر دوڑائی۔ اس کے پاس کوئی بھی ایسی چیز نہیں تھی جسے استعمال کر کے وہ دانش منزل کی بلند و بالا دیوار پر چڑھتا۔ دیوار جتنی بلند تھی اتنا جمپ لگانا بھی اس کے لئے ممکن نہیں تھا جبکہ دانش منزل میں فوری داخل ہونا بھی ضروری تھا۔ عمران ایڑی پر گھوما اور پھر دو سیکنڈ میں ہی وہ اپنی کار تک پہنچ گیا۔ اگلے لمحے اس کی کار ایک جھٹکے سے بیک ہوئی اور پھر مڑ کر آگے بڑھی۔ نصف منٹ بعد وہ ایک اور کوٹھی کے گیٹ تک پہنچ چکا تھا۔ اس گیٹ پر نمبروں والا تالا لگا ہوا تھا جسے کھولنے میں اسے صرف ایک سیکنڈ ہی لگا۔ گیٹ کھول کر وہ اندر کی طرف دوڑا۔ کار کو اس نے گیٹ پر ہی چھوڑ دیا تھا۔ وہ برق رفتاری سے دوڑتا ہوا اس کوٹھی

کے ایک کمرے میں پہنچا۔ اس کمرے میں ایک دیوار کے ساتھ لوہے کی الماری کھڑی ہوئی تھی۔ عمران نے اس الماری کے ہینڈل کو تین بار مخصوص انداز میں جھٹکے دیئے۔ اور پھر اس نے الماری کے نچلے حصے میں ایک جگہ پر زور سے ٹھوکر ماری۔ جیسے ہی الماری کو ٹھوکر لگی الماری اپنی جگہ سے کھسکنے لگی اور دیوار پر تقریباً ڈھائی فٹ چوڑا خلا نظر آنے لگا جس کے دوسری طرف سیڑھیاں نظر آ رہی تھیں۔ یہ دانش منزل کا انتہائی خفیہ راستہ تھا اور اس راستے کا علم صرف عمران ہی کو تھا۔ عمران نے کبھی بلیک زیرو سے بھی اس راستے کا ذکر نہیں کیا تھا اور آج سے پہلے اسے یہ راستہ استعمال کرنے کی کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی۔

عمران نے سیڑھیوں پر قدم رکھا اور پھر پلک جھپکتے ہی وہ ایک سرنگ نما راستے تک پہنچ گیا۔ جیسے ہی اس کے قدم اس راستے پر پڑے ایک گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ اس آواز کو سنتے ہی عمران نے ایک جمپ لگایا اور وہ کئی میٹر آگے جا گرا جہاں وہ محض ایک سیکنڈ پہلے موجود تھا۔ وہاں چھت سے ایک بڑا پتھر آ گرا تھا۔ اگر عمران جمپ نہ لگاتا تو یقیناً اس پتھر کے نیچے دب جاتا۔

نیچے زمین پر گرتے ہی عمران تیزی سے کروٹیں بدلنے لگا کیونکہ گڑگڑاہٹ کی آواز ایک بار پھر سنائی دی تھی اور جہاں عمران جمپ لگانے کے بعد گرا تھا وہاں ایک پتھر آ گرا تھا۔ تیزی سے کروٹیں بدلتے بدلتے عمران یکدم اچھل کر کھڑا ہوا اور پھر وہ دوڑنے لگا۔

ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے پر لگ گئے ہوں یا اس کے جسم میں بجلی بھر دی گئی ہو۔ اب گڑگڑاہٹ کی آوازیں مسلسل سنائی دے رہی تھیں اور پتھر بھی مسلسل برس رہے تھے لیکن چونکہ عمران پارہ بنا ہوا تھا اس لئے ابھی تک کوئی بھی پتھر اسے نہیں لگا تھا۔ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے وہ سیڑھیوں کے قریب پہنچ گیا۔ جیسے ہی وہ سیڑھیوں کے قریب پہنچا تو گڑگڑاہٹ کی آوازیں رک گئیں اور پتھر گرنا بھی بند ہو گئے یہ خفیہ راستے کا حفاظتی سسٹم تھا جو دانش منزل کا سیکورٹی سسٹم جام ہونے کی وجہ سے خود بخود آن ہو گیا تھا اور اسے بند کرنا ممکن نہ تھا۔ عمران بغیر رکے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں وہ آخری سیڑھی تک پہنچ گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر دیوار تھی اور دیوار میں اڑھائی فٹ چوڑا خلا تھا لیکن خلا کی دوسری طرف لوہے کی ایک چادر دکھائی دے رہی تھی۔ عمران نے دیوار پر ایک جگہ مخصوص انداز میں تین بار ہاتھ مارا اور پھر لوہے کی اس چادر پر بھی ٹھوکر ماری۔ لوہے کی چادر ایک طرف سرک گئی اور سامنے کمرہ نظر آنے لگا۔ عمران اس کمرے میں آ گیا۔ یہ دانش منزل کی لائبریری تھی۔ کمرے میں لوہے اور لکڑی کی بہت سی الماریاں موجود تھیں۔ عمران نے لوہے کی جس چادر کو ٹھوکر ماری تھی وہ بھی ایک الماری ہی تھی۔ عمران کے اس طرف آ جانے کے بعد وہ الماری سرک کر واپس اپنی جگہ ایڈجسٹ ہو گئی۔ اب وہاں خلا نظر نہیں آ رہا تھا۔ جبکہ عمران لائبریری میں آنے کے

بعد وہاں رکا نہیں تھا۔ وہ تیز رفتاری سے چلتا ہوا لائبریری سے باہر آیا۔ کمپیوٹر پر دانش منزل کو چیک کرتے ہوئے اسے جو اندھیرا دکھائی دیا تھا وہ اب نہیں تھا۔ لائبریری سے باہر آ کر وہ کنٹرول روم میں داخل ہوا۔ کنٹرول روم میں داخل ہوتے ہی اس کے چہرے پر پتھروں جیسی سختی آ گئی۔ اسے بلیک زیرو فرش پر گرا ہوا نظر آ گیا تھا۔ اس کے اردگرد خون پھیلا ہوا تھا اور اس کے چہرے کی رنگت زرد ہو چکی تھی۔ اس کی حالت سے اندازہ ہو رہا تھا کہ زندگی سے اس کا تعلق ٹوٹ چکا ہے۔ عمران صرف ایک سیکنڈ کے لئے رکا اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے بلیک زیرو کی طرف بڑھا۔ اس نے بلیک زیرو کے دل کی دھڑکن چیک کی جو کہ رک چکی تھی۔ عمران کے چہرے پر موجود سختی کئی گنا بڑھ گئی پھر اس نے بلیک زیرو کی نبض چیک کی اور عمران کے چہرے پر امید کی ایک ہلکی سی کرن نمودار ہوئی۔ اسے محسوس ہوا جیسے نبض نے حرکت کی ہے۔ اگلے ہی لمحے عمران نے بلیک زیرو کے منہ سے منہ لگا دیا۔ وہ بلیک زیرو کو مصنوعی سانس دینے لگا۔ تقریباً ایک منٹ تک اس نے بلیک زیرو کو مصنوعی سانس دیا اس کے بعد اس نے بلیک زیرو کی نبض چیک کی۔ اب نبض حرکت میں آ چکی تھی گویا حرکت بہت ہی مدھم تھی لیکن اس مدھم رفتار نے بھی امید کے چراغ روشن کر دیئے تھے۔ اس کے بعد عمران نے بلیک زیرو کے دل کو بھی مخصوص انداز میں جھٹکے دیئے۔ چند جھٹکے دینے کے بعد وہ اچھل کر کھڑا ہوا اور ایک سائیڈ پر موجود

الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری میں بڑا سا میڈیکل باکس رکھا ہوا تھا۔ اس نے وہ باکس لا کر کھولا اور اس میں سے ایک انجکشن نکال کر تیار کر کے بلیک زیرو کو لگا دیا۔ ایک کے بعد اس نے مزید دو انجکشن تیار کئے اور بلیک زیرو کو لگائے پھر وہ کھڑا ہوا اور فریج کی طرف بڑھا۔ فریج میں خون کی بوتلیں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک بوتل اٹھائی اور بلیک زیرو کے قریب آ گیا۔ اب اس نے بلیک زیرو کی نبض چیک کی تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ بلیک زیرو کی نبض کچھ حد تک نارمل ہو چکی تھی۔ عمران نے اسے خون کی بوتل لگا دی۔ خون لگانے کے بعد وہ ٹیلی فون کی طرف بڑھا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور رانا ہاؤس کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

''پرنس آف افریقہ جوزف دی گریٹ اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے بعد جوزف کی آواز سنائی دی۔

''میں عمران بول رہا ہوں۔ تم فوراً دانش منزل آ جاؤ''۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے سیل فون چارجنگ پر لگایا اور بلیک زیرو کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے بلیک زیرو کے زخموں کا جائزہ لیا۔ اسے چار گولیاں لگی تھیں۔ عمران نے زخموں کی مرہم پٹی کر دی۔ بلیک زیرو کے چہرے کی زردی میں اب کچھ کمی ہو گئی تھی۔ عمران غور سے بلیک زیرو کو دیکھنے لگا۔ اسی لمحے بیل کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ عمران اٹھ کر اپنی کرسی پر آ بیٹھا۔ اس

نے کمپیوٹر پر مین گیٹ کا منظر دیکھا۔ اس کی توقع کے مطابق گیٹ پر جوزف موجود تھا۔ عمران نے بٹن دبا کر مین گیٹ کھول دیا۔ گیٹ کے کھلتے ہی جوزف اپنی کار میں بیٹھا اور کار دانش منزل کا گیٹ کراس کر آئی۔ اندر آ کر جوزف نے کار ایک جگہ روکی اور خود کار سے نیچے اتر آیا۔

''جوزف۔ کنٹرول روم میں آ جاؤ''...... عمران نے مائیک اٹھا کر منہ کے قریب کرتے ہوئے کہا۔

اس کے بعد اس نے مائیک واپس میز پر رکھ دیا جبکہ چند لمحوں بعد جوزف کنٹرول روم میں داخل ہوا۔ اس نے کنٹرول روم کا منظر دیکھا تو اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''باس۔ یہ طاہر صاحب کو کیا ہوا ہے''...... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ماشی جھیل کی بدروح آ گئی تھی۔ وہ طاہر سے تمہارے خون کا نذرانہ مانگنے لگی لیکن طاہر نے انکار کر دیا اور نتیجہ تمہارے سامنے ہے''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو۔ ماشی جھیل کی بدروح خون پیتی تو ہے لیکن خون بہاتی نہیں''...... جوزف نے کہا۔

''اے شب دیجور کی اولاد۔ تیرا میرا مذاق کا رشتہ ہے''...... عمران نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''باس۔ اس دنیا میں میرا رشتہ ہی صرف تم سے ہے۔ میں نے

اپنے باقی سب رشتے بھلا دیئے ہیں''...... جوزف نے عقیدت مندانہ لہجے میں کہا۔
''اچھا۔ ان رشتوں پر بعد میں غور کریں گے۔ پہلے تم طاہر کو صدیقی ہسپتال لے جاؤ۔ اس کے جسم میں چار گولیاں لگی ہیں۔ اس کا آپریشن ہونا ہے''...... عمران نے کہا۔
''او کے باس۔ میں ابھی طاہر صاحب کو لے جاتا ہوں''۔ جوزف نے مؤدبانہ لہجے کہا۔ اس کے بعد جوزف، بلیک زیرو کی طرف بڑھا جبکہ عمران سیف روم کی طرف۔ سب سے پہلے وہ سیف روم کو چیک کرنا چاہتا تھا۔ دانش منزل میں سیف روم ہی ایک ایسا کمرہ تھا جہاں سے مجرم یا کسی ملک کے سیکرٹ ایجنٹ کوئی فائل چرا سکتے تھے۔ سیف روم محفوظ ترین کمرہ تھا اور اس میں سیف اوپن بھی نہیں تھے۔ کسی بھی سیف کو اوپن کرنے کے لئے کئی مرحلوں سے گزرنا پڑتا تھا لیکن مجرموں نے جس طرح دانش منزل میں کارروائی کی تھی اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ مجرم کوئی عام انسان نہیں تھے بلکہ وہ سائنس سے مکمل واقفیت رکھنے والے تھے۔
وہ سیف روم میں داخل ہوا تو اس کے خیال کی تصدیق ہوگئی۔ دو سیف اوپن تھے اور کٹے ہوئے تھے اور بہت سی فائلیں فرش پر بکھری پڑی تھیں۔ عمران نے فرش پر سے تمام فائلیں اٹھائیں۔ انہیں ترتیب سے واپس سیف میں رکھا تو اسے معلوم ہو گیا کہ ایک فائل یو اے وی غائب ہے۔ اس کے بعد اس نے سیف کو سونگھتا تو اسے جی وی

ٹو کی بو محسوس ہوئی۔ جی وی ٹو جدید ترین گیس تھی جسے روسیاہ کے ایک سائنسدان نے ایجاد کیا تھا۔ اس کی خصوصیت یہ تھی کہ اگر اسے کسی کیمیکل میں ملا کر چھری پر لگا دی جاتی تو چھری سٹیل کو بھی اس طرح کاٹ دیتی تھی جیسے تار صابن کو کاٹتی ہے۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کارروائی روسیاہی ایجنٹوں کی ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر وہ واپس کنٹرول روم میں آ گیا۔ کنٹرول روم میں آ کر اس نے سوئچ بورڈ پر لگے بہت سے بٹنوں میں سے ایک بٹن دبایا تو اور پھر دیوار پر لگے ایک انرجی سیور بلب کو اتار کا اس کا پچھلا حصہ دبایا تو وہ کھل گیا اور اس میں سے ایک فلیش برآمد ہوئی۔ یہ بلب ایک جدید ترین ڈیجیٹل مووی کیمرہ تھا۔ عمران نے فلیش کمپیوٹر میں لگائی اور پھر اس نے پروگرام فائل اوپن کی اور کی بورڈ پر ہاتھ چلانے لگا۔ چند لمحوں بعد کمپیوٹر سکرین پر دانش منزل کا منظر ابھرا۔ دانش منزل مکمل طور پر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ منظر میں دو آدمی دکھائی دے رہے تھے لیکن وہ واضح نہیں تھے۔ اندھیرے کی وجہ سے وہ اندھیرے کا حصہ معلوم ہو رہے تھے۔ انہوں نے آپس میں باتیں بھی کی تھیں۔ ان کی باتوں سے عمران کو ان کے نام بھی معلوم ہو گئے تھے۔ ایک کا نام لی باؤ تھا اور دوسرے کا چاؤف۔ اب کنفرم ہو گیا تھا کہ یہ کارروائی روسیاہی ایجنٹوں نے کی ہے۔ کنفرم ہونے کے بعد عمران نے میز پر رکھا ہوا اپنا سیل فون ٹھایا۔ چارجنگ ابھی ہو رہی تھی۔ عمران نے چارجنگ پن لگی رہنے

دی اور ٹائیگر کے نمبر پریس کرنے لگا۔
''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) اسپیکنگ''۔
جیسے ہی دوسری طرف سے کال رسیو ہوئی تو عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔
''یس باس۔ حکم''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
''ٹائیگر۔ دو روسیاہی ایجنٹ پاکیشیا میں موجود ہیں۔ تم نے انہیں فوری طور پر ٹریس کرنا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
''یس باس۔ میں تلاش کا کام ابھی سے شروع کر دیتا ہوں۔ ان کے بارے میں کوئی تفصیل''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔
''صرف نام معلوم ہیں۔ ایک نام چاؤف ہے اور دوسرے کا نام لی باؤ''...... عمران نے ٹائیگر کو روسیاہی ایجنٹوں کا نام بتایا۔
''او کے باس''...... ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو عمران نے کال کاٹ دی۔ سیل فون اس نے میز پر رکھا اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر جولیا کے نمبرز پریس کرنے لگا۔
''جولیا اسپیکنگ''...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔
''ایکسٹو۔ تمام ممبران کو فون کر دو کہ وہ فوری طور پر دارالحکومت میں پھیل جائیں او دو روسیاہی ایجنٹوں جن کے نام چاؤف اور لی باؤ ہیں کو ٹریس کریں''...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے"...... جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے مختصراً کہا اور پھر اس نے کریڈل پر انگلی رکھ کر ہٹا لی۔ روسیاہی ایجنٹوں کی دارالحکومت میں موجودگی کی اب امید تو نہیں تھی کیونکہ ایسے ایجنٹ جب کسی ملک میں مشن مکمل کر لیتے ہیں تو پھر وہاں ایک لحہ بھی نہیں رکتے لیکن اس کے باوجود انہیں ٹریس کرنے کی کوشش تو عمران نے کرنی ہی تھی اور ان دونوں کا فوری خاتمہ بھی ضروری تھا کیونکہ انہوں نے بلیک زیرو کی اصل شکل دیکھ لی تھی اور یہ اتنا بڑا جرم تھا کہ اس کی سزا صرف اور صرف موت ہی تھی۔ دوبارہ ٹون آئی تو عمران، ضیانوف کے نمبرز پریس کرنے لگا۔ ضیانوف روسیاہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ تھا۔ نمبرز پریس ہونے کے ایک لمحے بعد دوسری طرف بیل جانے لگی۔

"یس۔ ضیانوف اسپیکنگ"...... دوسری طرف سے کال رسیو ہونے کے بعد آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے ضیانوف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ضیانوف۔ دو روسیاہی ایجنٹوں چاؤف اور لی باؤ نے پاکیشیا میں ایک فائل "یو اے وی" چرائی ہے۔ یہاں انہیں ٹریس کیا جا رہا ہے لیکن ممکن ہے کہ وہ پاکیشیا سے نکل گئے ہوں لہذا تم فوراً معلومات

حاصل کرو کہ کس ایجنسی کے ایجنٹ مشن پر پاکیشیا آئے ہیں۔ جیسے ہی یہ دونوں ایجنٹ روسیاہ واپس پہنچیں تم نے بلا تامل انہیں گولی مار دینی ہے اور اگر فائل ان کے پاس ہو تو وہ حاصل کر کے واپس بھجوانی ہے اور فائل ان کے پاس موجود نہ ہو تو معلوم کرنا ہے کہ فائل کہاں ہے"...... عمران نے ضیانوف کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"او کے چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے ضیانوف کی آواز سنائی دی تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس نے ٹیلی فون کا رسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ اس کے سیل فون پر کال آنے لگی۔ اس نے سیل فون کی سکرین پر نظر دوڑائی۔ جوزف کا نام فلیش ہو رہا تھا۔

"ہاں جوزف۔ طاہر کی کیا پوزیشن ہے"...... عمران نے سیل فون سیٹ کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"باس۔ طاہر صاحب کے جسم سے گولیاں نکال لی گئی ہیں اور اب طاہر صاحب خطرے سے باہر ہیں"...... جوزف نے کہا۔

"او کے۔ تم ابھی طاہر کے پاس ہی رہو"...... عمران نے کہا اور اس نے کال کاٹ دی۔ پھر اس نے دانش منزل کا آٹو سسٹم آن کیا اور دانش منزل کے خصوصی فون سے منسلک کارڈ لیس فون سیٹ اٹھا لیا پھر وہ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔ وہ خود بھی روسیاہی ایجنٹوں کی تلاش میں جانا چاہتا تھا۔

جولیا نے فون کر کے تمام ممبران تک ایکسٹو کی ہدایات پہنچائیں اور پھر وہ بھی اپنی کار پر سوار ہو کر سڑک پر آ گئی۔ اس نے سب سے پہلے روسیاہی ایمبیسی چیک کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور پھر جلد ہی اس کی کار ایمبیسی روڈ پر آ گئی۔ اس روڈ پر آتے ہی اس نے کار کی رفتار بہت آہستہ کر لی۔ کچھ دیر بعد وہ روسیاہی ایمبیسی پہنچ گئی۔ وہ پارکنگ میں اپنی کار روک رہی تھی کہ اس کی نظر دو روسیاہی باشندوں پر پڑی جو ایک کار کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ان کے چہروں پر خوشی کے ایسے تاثرات تھے جیسے انہیں بہت بڑا خزانہ مل گیا ہو۔ کسی بہت بڑے مشن میں کامیابی کے بعد جولیا نے ایسے ہی تاثرات اپنے بعض ساتھیوں کے چہروں پر بھی محسوس کیۓ تھے۔

"یہ بہت خوش نظر آ رہے ہیں۔ انہیں چیک کرنا چاہئے"...... جولیا نے اپنے آپ سے کہا۔

وہ دونوں کار میں بیٹھے اور ان کی کار ایمبیسی سے باہر چلی گئی۔

جولیا بھی ایمبیسی سے باہر آ گئی۔ ان دونوں کی کار بہت دور جا چکی تھی۔ جولیا اتنے ہی فاصلے سے ان کا تعاقب کرنے لگی۔ پھر ایک خیال کے تحت اس نے اپنی جیب سے سیل فون نکالا اور دانش منزل کے نمبر پریس کرنے لگی۔

"ایکسٹو"...... چند لمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"چیف۔ جولیا اسپیکنگ"...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس"...... دوسری طرف سے ایکسٹو نے کہا۔

"چیف۔ میں نے روسیاہی ایجنٹوں کو ٹریس کرنے کے لئے روسیاہی ایمبیسی آئی تھی۔ میں نے یہاں دو روسیاہی باشندوں کو دیکھا ہے جن کے چہروں پر ایسے تاثرات تھے جیسے انہوں نے کوئی بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہو۔ ان کے تاثرات کو دیکھتے ہوئے میں نے سوچا کہ یہی آپ کے مطلوبہ افراد ہو سکتے ہیں سو اب میں ان کے تعاقب میں ہوں"...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ممکن ہے کہ یہ وہی ایجنٹ ہوں جن کی ہمیں تلاش ہے۔ انہوں نے ایک اہم فائل چرائی ہے اور اگر یہ ایمبیسی سے نکل رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے فائل ایمبیسی پہنچا دی ہے"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"یس باس۔ یقیناً ایسا ہی ہو گا"...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم اس وقت کہاں ہو"...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز

سنائی دی۔

''باس۔ میں ایمبیسی روڈ کراس کر کے اب ائیر پورٹ روڈ پر آ گئی ہوں۔ ان دونوں کی کار تھوڑے ہی فاصلے پر ہے۔ وہ دونوں یقیناً پاکیشیا سے فرار ہو رہے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''تم نے ان کی کار کا نمبر نوٹ کیا ہے''...... ایکسٹو نے پوچھا۔

''یس باس''...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے کار کا نمبر بتا دیا۔

''او کے۔ تم تعاقب جاری رکھو''...... دوسری طرف سے ایکسٹو نے کہا اور کال منقطع ہو گئی۔ جولیا نے سیل فون ڈیش بورڈ پر رکھا اور پوری توجہ ان دونوں کی کار پر مرکوز کر دی۔ ایکسٹو کو رپورٹ کئے ہوئے ابھی دو منٹ ہی گزرے تھے کہ جولیا کے سیل فون کی بیل بجنے لگی۔ جولیا نے ڈیش بورڈ سیل فون اٹھا کر سکرین پر نظر دوڑائی تو عمران کا نام فلیش ہو رہا تھا۔

''یس جولیا اسپیکنگ''...... جولیا نے کال او کے کا بٹن پریس کرنے کے بعد سیٹ کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''پہلے لڑکے، لڑکیوں کا تعاقب کرتے تھے اب کیا زمانہ آ گیا ہے کہ لڑکیاں، مردوں کا تعاقب کرنے لگی ہیں''...... دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

''عمران۔ میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں اس لئے تمہاری فضول باتیں نہیں سن سکتی لہذا مقصد کی بات کرو''...... جولیا نے خشک لہجے میں کہا۔

''آہ۔ مقصد کی بات بھی ایک عرصے سے کر رہا ہوں۔ تم وہ بھی نہیں سنتی ہو''...... عمران نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ اگر تمہارے پاس مقصد کی کوئی بات نہیں ہے تو میں کال منقطع کر رہی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''ایسا غضب مت کرنا۔ میری تو جان ہی نکل جائے گی''۔ عمران کی رومانٹک آواز سنائی دی تو جولیا نے کال اینڈ کا بٹن دبا دیا لیکن اس نے سیل فون ڈیش بورڈ پر نہ رکھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران ابھی دوبارہ فون کرے گا اور پھر واقعی اگلے لمحے بیل بجنے لگی۔

''اب کیا ہے''...... جولیا نے کال رسیو کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں جولیا کہ اگر میں نے تمہارے ساتھ مل کر ان دو روسیاہی باشندوں کو دانش منزل نہ پہنچایا تو ایکسٹو میری جان نکال دے گا اور تم نے نجانے کیا سمجھا ہے کہ میری کال ہی کاٹ دی''...... دوسری طرف سے عمران نے کہا تو جولیا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''تم اس وقت کہاں ہو''...... جولیا نے کہا۔

''تمہارے دل میں۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ تمہارے بہت قریب۔ میں ائیر پورٹ پہنچ بھی چکا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''تم کیسے اتنی جلدی ائیر پورٹ پہنچ گئے''...... جولیا نے ایک بار پھر کرخت لہجے میں کہا۔

''جب تمہارے پردہ نشین باس کا فون آیا تو میں ایئر پورٹ ایریئے میں ہی تھا''...... عمران نے کہا۔

''او کے۔ ہم بھی دو تین منٹوں میں ایئر پورٹ پہنچ رہے ہیں''...... جولیا نے کہا پھر اس نے کال منقطع کر دی۔ اس کے بعد اس نے کار کی رفتار بڑھا دی کیونکہ اب وہ ایئر پورٹ کے کافی قریب پہنچ چکے تھے اور یہاں ٹریفک کا رش زیادہ ہو گیا تھا۔ ٹھیک تین منٹوں بعد جولیا ایئر پورٹ پہنچ گئی۔ روسیاہی باشندوں کی کار اور اس کی کار کے درمیان تین کاریں اور تھیں۔ روسیاہی باشندوں نے اپنی کار پارکنگ میں روکی تو جولیا نے بھی اپنی کار ان کی کار کے قریب روک دی۔

''ایکسکیوزمی''...... وہ دونوں کار سے نیچے اتر کر ایک طرف بڑھنے لگے تو جولیا نے انہیں آواز دی۔ جولیا کی آواز پر وہ رک گئے اور انہوں نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

''اگر میں بھول نہیں رہی تو آپ کا نام لی باؤ ہے''...... جولیا نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جولیا کی بات سن کر وہ دونوں ہی بری طرح چونک پڑے۔

''آج سے پہلے تو ہماری ملاقات کبھی نہیں ہوئی''...... ان دونوں میں سے ایک نے کہا تو جولیا نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس نے درست آدمیوں کو ٹریس کیا تھا۔

''تم بھول گئے ہو لیکن میں نہیں بھول سکتی۔ روسیاہ کے

دارالحکومت میں ہماری دو ملاقاتیں ہوئی ہیں“...... جولیا نے اس مرتبہ دوستانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو لی باؤ کے چہرے پر الجھن کے تاثرات آ گئے۔ جولیا پاکیشیائی نہیں تھی ورنہ وہ یہ سمجھتے کہ پاکیشیائی ایجنسی نے انہیں ٹریس کر لیا ہے۔ جولیا اس سے ملاقات کا دعویٰ کر رہی تھی جبکہ لی باؤ کو قطعاً یاد نہیں تھا۔

”سوری مادام۔ میں نے ابھی تک آپ کو نہیں پہچانا“...... لی باؤ نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

”میرا نام لیانا ہے اور میں سوئس ہوں۔ حیرت ہے کہ میں تمہیں یاد نہیں آ رہی جبکہ مجھ سے مل کر تم خوشی کا اظہار کرتے تھے“۔ جولیا نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

”مادام۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ شاید میری یادداشت کمزور ہو گئی ہے“...... لی باؤ نے کہا۔ اب جولیا نے چاؤف کی طرف دیکھا جو کہ اس دوران خاموش ہی رہا تھا۔

”مسٹر۔ آپ بتائیں۔ کیا میں ایسی ہوں کہ مجھے بھلا دیا جائے“...... جولیا نے چاؤف سے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر اس کا نام نہیں لیا تھا۔

”نو مادام لیانا۔ جو ایک بار آپ سے مل لے۔ وہ زندگی بھر آپ کو بھلا نہیں سکتا“...... چاؤف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دیکھا لی باؤ۔ اسے کہتے ہیں ذوق۔ بہرحال اب تم میرے ساتھ چائے پیو۔ میں تمہیں یاد دلاتی ہوں کہ ہماری ملاقات کہاں

کہاں ہوئی تھی اور ہماری پہلی ملاقات کس نے کرائی تھی"...... جولیا نے کہا۔

"سوری مادام لیانا۔ ہماری فلائٹ کا وقت ہو گیا ہے۔ ہم نے جانا ہے"...... لی باؤ نے خشک لہجے میں کہا۔

"میں بھی روسیاہ جا رہی ہوں اور روسیاہ جانے والی فلائٹ میں ابھی کچھ وقت باقی ہے۔ ہم چائے پی سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"نو مادام۔ ہم روسیاہ نہیں کافرستان جا رہے ہیں"...... لی باؤ نے بدستور خشک لہجے میں کہا اور پھر وہ آگے بڑھ گیا۔ جولیا نے عمران کی طرف دیکھا جو ان سے کچھ ہی فاصلے پر کھڑا تھا اور بظاہر ان سے لاتعلق نظر آ رہا تھا۔

"لی باؤ سنو۔ پلیز ایک منٹ رکو"...... جولیا نے بلند آواز میں کہا تو وہ دونوں رک گئے۔

"اب کیا بات ہے"...... لی باؤ نے اس مرتبہ اخلاقیات کو ایک طرف رکھتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"تم نے کار کو لاک نہیں کیا اور چابی بھی اگنیشن میں چھوڑ دی ہے۔ اس طرح تو یہ کار چوری ہو جائے گی"...... جولیا نے کہا۔

"ہوتی رہے تمہاری بلا سے۔ تم کیوں پریشان ہو رہی ہو"...... لی باؤ نے بدستور کرخت لہجے میں کہا۔

"میں تو اس لئے کہہ رہی ہوں کہ کار کی فرنٹ سیٹ کے نیچے کچھ کاغذات پڑے ہیں۔ شاید وہ تمہارے لئے اہم کاغذات ہوں"۔ جولیا

نے اس مرتبہ منہ بناتے ہوئے کہا۔ لی باؤ اور چاؤف نے اس مرتبہ جولیا کو گھور کر دیکھا۔

''تم ہو کون''...... اس مرتبہ چاؤف نے جولیا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا تو جولیا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ ہم کہیں بیٹھ کر مذاکرات کر لیں۔ ڈرو نہیں۔ میں اکیلی ہوں اور ہوں بھی لڑکی''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہم ڈریں گے تم سے۔ تم ہمارے بارے میں کچھ جانتی نہیں ہو''...... لی باؤ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''لی باؤ۔ میں تو تمہیں جانتی ہوں لیکن تم مجھے نہیں جانتے''۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ چلو ہمارے ساتھ''...... لی باؤ نے اس مرتبہ غصیلے لہجے میں کہا تو جولیا کی مسکراہٹ میں اضافہ ہو گیا۔

''لی باؤ۔ ہماری فلائٹ مس ہو جائے گی''...... چاؤف نے کہا۔

''نو پرابلم۔ ہم دوسری فلائٹ پکڑ لیں گے۔ ہم ایک لڑکی کے چیلنج کو نظر انداز کر کے جا تو نہیں سکتے اور پھر ہمارا کام بھی ختم ہو گیا ہے۔ ہمیں کوئی فکر تو نہیں ہے''...... لی باؤ نے ضدی لہجے میں کہا۔

''او کے۔ اگر یہ تمہاری ضد ہے تو ٹھیک ہے''...... چاؤف نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

''چلو مادام لیانا۔ ہماری کار میں بیٹھ جاؤ''...... لی باؤ نے جولیا

سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ آؤ"...... جولیا نے کہا اور پھر وہ ان کی کار کی عقبی سیٹ کا دروازہ کھولنے لگی۔

"مادام لیانا۔ تم فرنٹ سیٹ پر بیٹھ جاؤ"...... لی باؤ نے کہا تو جولیا نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا اور فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ چاؤف پچھلی سیٹ پر اور لی باؤ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اگلے لمحے کار حرکت میں آ گئی۔ چند سیکنڈ بعد کار سڑک پر آ چکی تھی۔ جولیا نے غیر محسوس طریقے سے پیچھے دیکھا تھا۔ سرخ سپورٹس کار ان سے کافی فاصلے پر تھی۔

"اب تمہارا کہاں جانے کا ارادہ ہے مسٹر چاؤف اینڈ مسٹر لی باؤ"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو تم میرا نام بھی جانتی ہو لیکن اب تک انجان بنی رہیں"...... چاؤف نے کہا۔

"تم دونوں تو بدھو ہو۔ نجانے روسیاہ کی کس ایجنسی نے تمہیں بھرتی کر لیا ہے"...... جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"...... لی باؤ نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

"ایک اور احمقانہ بات۔ کیا میں تمہیں پاکیشیائی نظر آتی ہوں"۔ جولیا نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اگر تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہوتا تو ہم ابھی تمہیں

بتاتے کہ ہم کتنے احمق ہیں۔ اب ہم تمہیں ایک خاص جگہ پر لے جا کر بتائیں گے کہ ہم کتنے احمق ہیں“...... لی باؤ نے کہا اور ساتھ ہی اس نے معنی خیز انداز میں جولیا کی طرف دیکھا۔

”ارے ارے گاڑی روکو“...... جولیا نے بے ساختہ چلاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ لی باؤ نے لاشعوری طور پر کار کو سائیڈ پر کر کے بریک لگا دی۔ جیسے ہی اس نے بریک لگائی اسے یوں محسوس ہوا جیسے کار گھوم رہی ہو۔ پھر اسے ہوش ہی نہ رہا۔ جولیا نے پچھلی سیٹ کی طرف دیکھا چاؤف بھی بے ہوش ہو چکا تھا۔ جولیا نے اپنی سائیڈ والا شیشہ گرا دیا۔ اس نے مٹھی میں موجود بے ہوش کر دینے والی گیس کا کیپسول توڑ کر کار میں بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلا دی تھی اور ساتھ ہی اپنا سانس روک لیا تھا۔ سانس روکے روکے ہی اس نے لی باؤ کو ڈرائیونگ سیٹ سے کھینچ لیا۔

”جولیا۔ میں انہیں دانش منزل پہنچاتا ہوں۔ تم میری کار لے جاؤ“...... جولیا کو عمران کی آواز سنائی دی تو اس نے سامنے دیکھا۔ سامنے عمران موجود تھا۔ وہ خاموشی سے کار سے نیچے اتری۔ سڑک پر ٹریفک رواں دواں تھی لیکن کسی نے بھی ان کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ کار سے نیچے اترنے کے بعد جولیا عمران کی کار کی طرف بڑھ گئی۔

عمران نے لی باؤ اور چاؤف کی کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور پھر اگلے ہی لمحے کار آگے بڑھی اور کچھ دیر بعد عمران دانش منزل پہنچ گیا۔ عمران نے راستے میں ہی جوزف کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ دانش منزل پہنچ جائے اور چونکہ دانش منزل صدیقی ہسپتال سے تھوڑے فاصلے پر تھا اس لئے جوزف، عمران سے پہلے ہی دانش منزل پہنچ گیا تھا لیکن چونکہ دانش منزل میں کوئی نہیں تھا اس لئے جوزف گیٹ پر کھڑا ہوا تھا۔ عمران نے اپنے مخصوص طریقے سے گیٹ کھولا اور پھر ان دونوں کی کاریں دانش منزل میں داخل ہو گئیں۔

''اس کار میں دو آدمی موجود ہیں انہیں ڈارک روم میں لے جاؤ''۔ عمران نے جوزف سے کہا۔

''او کے باس''...... جوزف نے کہا اور پھر وہ کار کی طرف بڑھا جبکہ عمران کنٹرول روم میں آ گیا۔ کنٹرول روم میں آ کر عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

"ایکسٹو"...... جیسے ہی دوسری طرف سے کال رسیو ہوئی عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ جولیا اسپیکنگ"..... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تم نے تمام ممبران کو ہدایت کر دی ہے تاکہ وہ سب روسیاہی ایجنٹوں کی تلاش کا کام بند کر دیں"..... عمران نے کہا۔

"یس چیف۔ میں نے تمام ممبران کو یہ ہدایت دے دی ہے"۔ دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

"گڈ۔ اب تم بروقت اور صحیح فیصلے کرنے لگی ہو"...... عمران نے ایکسٹو کی آواز میں جولیا کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو چیف"..... دوسری طرف سے جولیا کی خوشی میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔ ایکسٹو کی طرف سے تعریف ممبران کے لئے کسی بڑے اعزاز سے کم نہیں تھی۔

"او کے۔ ممبران کو ہدایت کر دو وہ میرے اگلے حکم کے منتظر رہیں"...... عمران نے اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ عمران کی اس کال کا مقصد جولیا کو چیک کرنا تھا اور جولیا، عمران کی امید پر پوری اتری تھی۔ عمران چاہتا تھا کہ ایسے فیصلے جولیا خود ہی کر لیا کرے۔ ایسے معاملات میں وہ ایکسٹو کے حکم کی منتظر نہ رہا کرے۔ رسیور رکھنے کے بعد عمران کرسی سے اٹھا اور ڈارک روم میں پہنچ گیا۔ جوزف نے چاؤف اور لی باؤ کو کرسیوں پر بیٹھا کر رسیوں سے باندھ دیا تھا اور خود

ان کے پیچھے مستعد کھڑا تھا۔ عمران نے ایک نظر انہیں دیکھا اور پھر وہ الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری میں سے انٹی گیس انجکشن اور سرنج اٹھائی۔ انجکشن تیار کر کے اس نے دونوں کو لگا دیا۔ جلد ہی وہ دونوں ہوش میں آ گئے اور ہوش میں آتے ہی انہوں نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکے۔ پھر چند لمحوں بعد ان کی آنکھوں میں شعور کی چمک بھی آ گئی۔ عمران ان کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ عمران کو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک پیدا ہو کر معدوم ہو گئی۔

''مسٹر چاؤف اور مسٹر لی باؤ۔ تم مجھے جانتے ہو نا۔ میں علی عمران ہوں''...... عمران نے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''علی عمران۔ کون علی عمران۔ ہم تو کسی علی عمران کو نہیں جانتے''۔ لی باؤ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ اس موضوع پر بعد میں بات کریں گے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے اس عمارت میں کیا کارروائی کی تھی کہ دن ہونے کے باوجود یہ عمارت اندھیرے میں ڈوب گئی تھی''...... عمران نے کہا۔

''معلوم نہیں کہ تم کون ہو اور کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو''۔ اس مرتبہ بھی لی باؤ نے کہا۔

''جوزف۔ ذرا ان کے سامنے آؤ''...... عمران نے جوزف سے کہا تو وہ ان کے سامنے آ گیا۔

''تم نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اسے میں نے افریقہ سے امپورٹ کیا

ہے اور یہ زبان کھلوانے کا سپیشلسٹ ہے''...... عمران نے کہا۔

''لگتا ہے تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ مسٹر ہم وہ نہیں ہیں جو تم سمجھ رہے ہو۔ ہم قانونی طور پر پاکیشیا آئے ہوئے ہیں اور ہماری ایمبیسی ہماری آمد سے آگاہ ہے۔ اگر تم نے ہمارے ساتھ کوئی زیادتی کی تو ہماری حکومت سخت ایکشن لے گی''...... اس مرتبہ چاؤف نے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''جوزف۔ ان کی باتوں سے تم نے ان کے بارے میں کوئی اندازہ لگایا ہے''...... عمران نے جوزف سے پوچھا۔

''یس باس''...... جوزف نے مختصراً کہا۔

''کیا اندازہ لگایا ہے تم نے ان کے بارے میں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''باس۔ یہ لاتوں کے بھوت ہیں جو باتوں سے کبھی نہیں مانتے''...... جوزف نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ تم ان پر اپنی لاتیں استعمال کر سکتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''تھینک یو باس''...... جوزف نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا اور پھر اس نے ان دونوں کی طرف وحشیانہ نظروں سے دیکھا۔

''دیکھو مسٹر علی عمران۔ تم بہت پچھتاؤ گے''...... چاؤف نے کہا لیکن ساتھ ہی اس کی چیخ بھی بلند ہوئی۔ جوزف نے اس کی ناک میں انگلی اور انگوٹھا ڈال کر اس کی ناک کی ہڈی کو زور دار جھٹکا دے کر

کھینچا تھا۔ جوزف کے ایسا کرنے سے بیک وقت چاؤف کی ناک، آنکھوں اور دماغ پر ضرب لگی تھی۔ فوراً ہی اس کی آنکھوں سے پانی جاری ہو گیا تھا اور تکلیف سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔ جوزف نے اپنی اس کارروائی کو دوہرایا تو اس کی ایک اور چیخ بلند ہوئی اور اس نے تڑپنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ تڑپ بھی نہ سکا۔ جوزف نے دو تین سیکنڈ توقف کیا پھر اس نے چاؤف کے کان پر تھپڑ مارا۔ اس تھپڑ نے چاؤف کے کان کا پردہ پھاڑ دیا اور اس کے کان سے خون جاری ہو گیا۔ اس کے فوراً بعد جوزف نے ایک تھپڑ چاؤف کے منہ پر آنکھ کے قریب مارا۔ تھپڑ مارتے وقت جوزف کی ایک انگلی نیزے کی طرح اکڑ گئی تھی اور یہ انگلی چاؤف کی آنکھ میں جا لگی۔ جوزف نے جھٹکا دے کر انگلی آنکھ سے باہر نکالی تو چاؤف کی آنکھ کا ڈیلا بھی باہر آ گرا۔ اس کی ایک اور دردناک چیخ بلند ہوئی اور وہ اپنا سر ادھر ادھر مارنے لگا۔ آنکھ کا ڈیلا نکل جانے کی وجہ سے چاؤف کا چہرہ انتہائی بھیانک ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد چاؤف کا ایک کان، ناک اور آنکھ تینوں ضائع ہو چکے تھے۔ چاؤف درد کی شدت سے سر ادھر ادھر مار رہا تھا جوزف نے اس کا سر بالوں سے پکڑ لیا۔ اس کا دوسرا ہاتھ پھر حرکت میں آیا اور چاؤف کے منہ پر پڑا۔ چاؤف کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے منہ پر بھاری پتھر آ لگا ہو۔ اس کے تین چار دانت منہ سے باہر نکل آئے۔ اس کے ساتھ ہی اس کی قوت برداشت بھی جواب دے گئی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بے

ہوش ہوتے ہی اس کے منہ پر دو تین تھپڑ جوزف نے اور مارے۔ جوزف نے یہ تھپڑ اپنی طرف سے آہستہ مارے تھے لیکن چاؤف چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔

"پپ۔ پپ۔ پانی۔ پانی"...... ہوش میں آتے ہی اس نے چیختے ہوئے کہا تو جوزف نے عمران کی طرف دیکھا۔ عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا تو جوزف نے میز پر رکھی ہوئی پانی کی بوتل اٹھائی اور اس کا ڈھکن کھول کر چاؤف کے منہ سے لگا دی۔ چاؤف غٹا غٹ پانی پینے لگا۔ جب بوتل آدھی خالی ہو گئی تو جوزف نے بوتل اس کے منہ سے ہٹا لی۔ بوتل بند کر کے اس نے واپس میز پر رکھی اور پھر چاؤف کے قریب آ گیا۔ اب اس کے ہاتھ میں خنجر نظر آ رہا تھا۔

"بولو۔ باس کے سوالوں کے جواب دو گے یا تمہاری دوسری آنکھ بھی نکال دوں"...... جوزف نے وہ چمکتا ہوا خنجر چاؤف کی اکلوتی آنکھ کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے۔ کک۔ کچھ نہیں معلوم"...... چاوف نے ہکلاتے ہوئے کہا تو عمران اس کی برداشت کی داد دینے لگا۔ اتنا تشدد برداشت کرنا کسی عام ایجنٹ کے بس کی بات تو نہیں تھی۔ عمران نے لی باؤ کی طرف دیکھا۔ وہ اس عرصے میں خاموش رہا تھا البتہ اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ اس کے چہرے پر نفرت اور غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

چاؤف نے اب بھی انکار کیا تو جوزف نے اس کی شرٹس پھاڑ دی۔ اس کے بعد اس نے چاؤف کے دل کے قریب نہایت آہستگی سے خنجر کا دستہ مارا پھر اس نے سینے پر ایک جگہ انگوٹھا رکھا تو اگلے لمحے دل کے قریب ایک رگ ابھر آئی۔ جوزف نے اس رگ کے قریب ہی خنجر سے ایک کٹ لگا دیا جہاں سے خون رسنے لگا اور رگ کی حرکت تیز ہو گئی۔ جوزف نے اپنے انگوٹھے اور انگلی کی پور سے وہ رگ پکڑ لی۔ جیسے ہی اس نے چاؤف کی یہ رگ پکڑی اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے دل کو پکڑ کر اپنی مٹھی میں بند کر لیا ہو۔ بے پناہ درد اس کی رگ رگ میں سرایت کرتا چلا گیا اور اس کی چیخیں بلند ہونے لگیں۔

"بولو جواب دو گے"...... جوزف نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں دوں گا"...... چاؤف نے لاشعوری انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"باس جو کچھ پوچھے گا بتاؤ گے"...... جوزف نے بدستور کرخت لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں بتاؤں گا۔ مجھے اس عذاب سے بچاؤ"...... چاؤف نے بھی بدستور چیختے ہوئے کہا۔

"یہ کیا کر رہے ہو چاؤف۔ خبردار اگر اپنی زبان کھولی تو"...... لی باؤ نے یکدم چیختے ہوئے کہا۔

"جوزف۔ اسے فی الحال ہاف آف کر دو۔ میں چاؤف سے بات

کرتا ہوں''...... عمران نے کہا تو جوزف، لی ہاؤ کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران نے اپنی کرسی چاؤف کے قریب گھسیٹ لی۔ عمران نے بھی چاؤف کے سینے پر ابھری ہوئی رگ آہستہ سے دبائی تو چاؤف کی چیخیں بلند ہونے لگیں۔

''تم نے اس عمارت میں کیا کارروائی کی تھی کہ دن میں بھی یہاں اندھیرا ہو گیا''...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

''روسیاہی سائنس دانوں نے جدید ترین ایکس ریز ایجاد کی ہیں۔ ان ریز کو پھیلا کر کسی بھی جگہ اندھیرا کیا جا سکتا ہے۔ یہ ریز پھیلانے کے بعد ہم نے یہاں بے ہوش کر دینے والی گیس بھی پھیلا دی تھی۔ اس گیس کے پھیلنے سے تمام جاندار بے ہوش ہو جاتے ہیں اس کے بعد ہم نے رسی سے بنی ہوئی سیڑھی استعمال کی۔ خاردار تار کاٹی اور اس عمارت میں داخل ہو گئے''...... چاؤف نے رک رک کر بولتے ہوئے کہا۔

''تم نے اس عمارت کو ٹریس کیسے کیا''...... عمران نے پوچھا۔

''ہم نے ٹریس نہیں کیا بلکہ ہمارے باس رتھنا گوف نے ہمیں اس کا نقشہ اور تفصیلات مہیا کیں اور باس نے یہ نقشہ اور تفصیلات ایک خصوصی مصنوعی سیارے کی مدد سے حاصل کیں یہ مصنوعی سیارہ بھی روسیاہ کا ہے اور انتہائی جدید ہے۔ یہ اس طرح جاسوسی کرتا ہے کہ کسی کو خبر ہی نہیں ہوتی''...... چاؤف نے کہا۔

''یہ تمہاری خوش فہمی ہے۔ میں اس سیارے کے بارے میں جانتا

تھا۔ اب تم نے ذکر کیا ہے تو میں آسانی سے اس کا توڑ کر لوں گا''
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن چاؤف اس مرتبہ خاموش رہا۔

''اب یہ بتاؤ کہ تم نے یہاں سے جو فائل چرائی ہے وہ روسیاہ ایمبیسی پہنچا دی ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ایمبیسی تو ہم رپورٹ کرنے اور ٹکٹ لینے گئے تھے۔ فائل ہم نے کرشنا کے حوالے کی تھی''...... چاؤف نے کہا۔

''یہ کرشنا کون ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ تاج ہوٹل کا سپروائزر ہے۔ قومیت کے اعتبار سے پاکیشیائی ہی ہے لیکن ہمارے فارن ایجنٹ کے طور پر کام کرتا ہے''...... چاؤف نے کہا۔

''ہونہہ۔ تمہارا تعلق روسیاہ کی کس ایجنسی سے ہے''...... عمران نے چاؤف سے ایک اور سوال پوچھا۔

''ہمارا تعلق بلیک سرکل سے ہے اور آج تک ہم اپنے کسی مشن میں ناکام نہیں ہوئے۔ نہ ہی کسی ایجنسی کے ہاتھ لگے ہیں۔ یہاں بھی ہم اپنے مشن میں کامیاب رہے بلکہ بونس کے طور پر ہم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ ہم یہاں سے بھی خیر و عافیت سے چلے جاتے لیکن سوئس لڑکی لیانا کی وجہ سے ہم دھوکا کھا گئے''...... چاؤف نے افسردہ لہجے میں کہا۔

''یہاں ایسا ہی ہوتا ہے۔ مجرم سمجھتے ہیں کہ وہ کامیاب ہو گئے لیکن آخری لمحوں میں پتا چلتا ہے کہ وہ کامیاب نہیں ناکام رہے

ہیں''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہاہاہا۔ اس مرتبہ ایسا نہیں ہوا۔ بے شک ہم تمہارے ہاتھ لگ گئے لیکن ہمارا مشن مکمل ہو گیا ہے''...... چاؤف نے اس مرتبہ قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ شاید اس کی تکلیف میں کچھ کمی آ گئی تھی اور چونکہ وہ عمران کو جتنی معلومات دے سکتا تھا دے چکا تھا اس لئے جیسے ہی چاؤف کا قہقہہ تھما عمران نے اس کہ سر پر ہاتھ رکھ کر اس کی گردن کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس کی آخری چیخ جو کافی دلدوز تھی بلند ہوئی اور بندھے ہونے کے باوجود اس کے جسم کو جھٹکے لگنے لگے۔

''اسے ہوش میں لا کر اس کی بھی گردن توڑ دو اور پھر دونوں کو برقی بھٹی میں ڈال دو''...... عمران نے جوزف کو ہدایت دی اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''او کے باس''...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر عمران کنٹرول روم میں آ گیا۔ کنٹرول روم میں آتے ہی اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

''ایکسٹو''...... جیسے ہی دوسری طرف سے کال رسیو ہوئی عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ جولیا اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''جولیا۔ صفدر کو ہدایت کر دو کہ وہ تاج ہوٹل کے سپروائزر کرشنا کو

دانش منزل پہنچائے''...... عمران نے کہا۔

''او کے چیف''...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ اٹھ کر لائبریری میں آیا۔ لائبریری میں بلیک سرکل کے متعلق فائل موجود تھی۔ اس نے وہ فائل نکالی اور واپس کنٹرول روم میں آ کر فائل پڑھنے لگا۔ عمران فائل پڑھ ہی رہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ عمران نے فائل پر سے نظریں ہٹائیں اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ جولیا بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

یس''...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ صفدر کے تاج ہوٹل پہنچنے سے چند منٹ پہلے کسی نے کرشنا کو گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''صفدر سے کہو کہ وہ گولی مارنے والے کو تلاش کرے''...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں ایکسٹو کی آواز میں کہا۔

''چیف۔ میں نے صفدر کو یہ ہدایت دے دی ہے''...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''او کے''...... عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اب فائل کا پاکیشیا میں ہونا مشکل ہی تھا۔ عمران کو یقین تھا کہ فائل پاکیشیا سے

نکل کر روسیاہ یا کسی اور ملک پہنچ چکی تھی۔ عمران اس فائل کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ عمران نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے ایکسٹو کی مخصوص آواز میں کہا۔

''طاہر بیٹے۔ اگر عمران دانش منزل میں ہے تو میری اس سے بات کراؤ''...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''میں عمران ہی بول رہا ہوں''...... عمران نے خلاف معمول سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''عمران بیٹے۔ تم فائل یو اے وی لے کر میرے پاس آ جاؤ''۔ سرسلطان نے کہا۔

''فائل کے بارے میں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا البتہ میں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے بعد ایک بار پھر دانش منزل کے مخصوص نمبر کا کارڈ لیس سیٹ اٹھا کر جیب میں رکھا اور کنٹرول روم سے باہر آ گیا۔ چونکہ اس نے جوزف کو کوئی نیا حکم نہیں تھا اس لئے جوزف برآمدے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ عمران کو دیکھ کر وہ احتراماً کھڑا ہو گیا۔

''جوزف۔ تم مین گیٹ پر بیٹھ جاؤ۔ میں سرسلطان کے آفس سے ہو کر آتا ہوں''...... عمران نے جوزف کی کار کی طرف بڑھتے ہوئے

کہا۔

او کے باس“...... جوزف نے کہا اور پھر وہ مین گیٹ کی طرف بڑھا جبکہ عمران، جوزف کی کار میں بیٹھا اور سرسلطان کے آفس پہنچ گیا۔

”خیریت تو ہے عمران۔ آج تم بہت ہی سنجیدہ نظر آ رہے ہو“۔ سرسلطان نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں سنجیدہ نہیں ہوتا تو تب بھی آپ کو شکایت ہوتی ہے اور اب سنجیدہ ہوں تو بھی آپ کو اچھا نہیں لگ رہا۔ اب میں کروں تو کیا کروں اور جاؤں تو کہاں جاؤں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم جس روپ میں بھی آ جاؤ مجھے اچھے لگتے ہو“...... سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یا اللہ۔ تیرا شکر ہے۔ کوئی تو ایسا ہے جسے میں اچھا لگتا ہوں“۔ عمران نے اوپر دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم سے صرف میں ہی نہیں بلکہ بے شمار لوگ محبت کرتے ہیں۔ بہرحال ان باتوں کو چھوڑو۔ تم فائل یو اے وی ساتھ نہیں لائے۔ اس کا مطلب ہے کہ مجھے ملنے والی اطلاعات درست ہیں“...... سرسلطان نے کہا۔

”آپ کو کیا اطلاع ملی ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ یہ فائل چوری ہو گئی ہے“...... سرسلطان

نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے تو پہلے بھی اس فائل کو رکھنے پر اعتراض کیا تھا لیکن آپ نے زبردستی یہ فائل میرے حوالے کر دی"...... عمران نے کہا۔

"بیٹے۔ ہم تو سرکاری ملازم ہیں۔ ہم نے حکومت کی پالیسیوں اور احکامات پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ گورنمنٹ آف ایکریمیا نے کچھ آفرز کے ساتھ امانتاً یہ فائل ہماری حکومت کے سپرد کی اور تم جانتے ہو کہ آج کل حالات کچھ ایسے ہیں کہ ہماری حکومت ایکریمیا کی کسی بھی بات سے انکار نہیں کر سکتی"...... سر سلطان نے کہا۔

"جی ہاں۔ ہم نے اپنی آزادی اور خود مختاری کا سودا کیا ہوا ہے"۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"عمران بیٹے۔ یہ سیاسی باتیں ہیں اور ہمیں ان سیاسی باتوں سے دور رہنا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"او کے۔ اب آپ فرمائیں آپ نے مجھے کس لئے بلایا ہے"۔

عمران نے کہا۔

"فائل یو اے وی ہمارے پاس امانت تھی اور اب ہم نے وہ امانت واپس کرنی ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"فائل کے بارے میں آپ کو پتہ تو چل گیا ہے کہ وہ چوری ہو گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"دانش منزل سے فائل کیسے چوری ہو گئی۔ دانش منزل تو محفوظ ترین بلڈنگ ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

''محفوظ ترین بلڈنگ تو ہے لیکن انسانوں کی بنائی ہوئی ہے اور انسان کی بنائی ہوئی کوئی بھی چیز پرفیکٹ نہیں ہوتی۔ اس میں غلطیاں اور خامیاں ہوتی ہیں۔ اگر ہم نے اس کے گرد سائنسی حصار قائم کیا ہوا ہے تو اس حصار کو توڑنے والے سائنس دان بھی موجود ہیں۔ ویسے بھی سائنس کسی کی میراث نہیں ہے کہ کوئی ایک اس پر قابض رہے''...... عمران نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اس واقعے کے بعد سرداور سے مل کر دانش منزل کا سسٹم اپ گریڈ کرو اور مجھے اس چوری کی تفصیلات بھی بتاؤ''...... سرسلطان نے کہا تو عمران نے تفصیلات بتا دیں۔

''اوہ۔ ویری سیڈ۔ اب طاہر بیٹے کی حالت کیسی ہے''۔ سرسلطان نے فکر مند ہوتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر صدیقی صاحب کا کہنا ہے کہ طاہر اب خطرے سے باہر ہے''۔ عمران نے کہا تو سرسلطان مطمئن ہو گئے۔

''عمران بیٹے۔ فائل ہم نے واپس کرنی ہے۔ تم نے اس کے بارے میں کیا سوچا ہے''...... سرسلطان نے کہا۔

''فائل کے حصول کے لئے مجھے ٹیم سمیت روسیاہ جانا پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں عمران بیٹے۔ تم ضرور روسیاہ جاؤ۔ یہ امانت ہے۔ ہم نے امانت واپس کرنی ہے۔ یہ ہماری عزت کا معاملہ ہے''۔ سرسلطان نے کہا۔

''صرف عزت کا معاملہ ہے یا کوئی اور بات ہے''...... عمران نے سر سلطان کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

اور کیا معاملہ عمران بیٹے''...... سر سلطان نے کہا. اور پھر وہ گلاس میں پانی ڈالنے لگے۔

''ایکریمی حکام نے کچھ دھمکیاں دیں ہوں گی''...... عمران نے بدستور سر سلطان کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم سے کوئی بات چھپانا ممکن ہی نہیں ہے۔ تمہاری نظریں ایکسرے سے زیادہ طاقتور ہیں۔ ایکریمی حکام کے مطابق یہ فائل ان کے لئے موت وحیات کا مسئلہ ہے۔ اگر انہیں ایک ہفتے کے اندر اندر یہ فائل واپس نہ ملی تو ایکریمیا ہم پر بہت سی پابندیاں عائد کر دے گا اور ہم پر حملہ بھی کر دے گا''...... سر سلطان نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو پاکیشیا کو تباہ کرنے کے لئے ایکریمیا نے یہ سازش تیار کی تھی''...... عمران نے اس مرتبہ سرد لہجے میں کہا۔

''سازش۔ کیسی سازش۔ میں سمجھا نہیں عمران بیٹے''...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ جانتے ہیں کہ ایکریمیا جب کسی ملک کے خلاف کوئی کارروائی کرنا چاہتا ہے تو پہلے چھوٹے چھوٹے جواز پیدا کرتا ہے اس کے بعد وہ اس ملک پر چڑھائی کر دیتا ہے۔ ایکریمیا تو ایسا ملک ہے جو اپنے دوست ملکوں اور وفادار افراد کو نہیں چھوڑتا۔ جیسے ہی اس کا مطلب پورا ہو جاتا ہے تو وہ اپنے دوستوں اور وفاداروں کو بھی ختم کر

دیتا ہے اور پاکیشیا بھی تو اس کا دوست ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''عمران بیٹے۔ میں پھر کہوں گا کہ یہ سیاسی باتیں ہیں اور ہمیں ان باتوں سے دور رہنا ہے۔ ہمارے پاس وہ فائل ایکریمیا کی امانت تھی ہم نے وہ امانت اسے واپس کرنی ہے اس میں ہماری عزت ہے اور اس میں ہمارا وقار''...... سر سلطان نے کہا۔

''او کے۔ ایک ہفتے سے پہلے یہ فائل آپ تک پہنچ جائے گی''۔ عمران نے پراعتماد لہجے میں کہا۔

''عمران بیٹے۔ تم نے کہہ دیا میں مطمئن ہو گیا''...... سر سلطان نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور پھر وہ سر سلطان کے آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دانش منزل پہنچ چکا تھا آپریشن روم میں آ کر وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے کارڈ لیس سیٹ ٹیبل کی دراز میں رکھا اور پھر ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر جولیا کے نمبرز پریس کرنے لگا۔ جیسے ہی نمبرز پریس ہوئے دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے رسیور اٹھایا گیا تو عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ جولیا بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''تمام ممبران کو اپنے فلیٹ پر بلا لو۔ کچھ دیر بعد عمران تمہارے پاس پہنچ رہا ہے۔ وہ تمہیں مشن کے بارے میں بریف کرے گا اور مزید ہدایات بھی دے گا۔ تمام ممبران کو سختی سے کہہ دینا کہ وہ عمران کی ہدایات پر عمل کریں۔ اس کی حکم عدولی برداشت نہیں کی جائے گی''۔ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں سرد آواز میں کہا۔

''او کے چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ جولیا کی بات سن کر عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ جیسے ہی اس نے رسیور رکھا فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ ضیانوف بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے روسیاہ میں موجود فارن ایجنٹ کی آواز سنائی دی۔

''یس''......عمران نے مختصراً کہا۔

''چیف۔ چاؤف اور لی باؤ ابھی تک روسیا نہیں پہنچے البتہ فائل روسیاہ پہنچ چکی ہے''...... ضیانوف نے کہا۔

''چاؤف اور لی باؤ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہیں۔ تم نے یہ معلوم کیا ہے کہ فائل کہاں ہے''۔ عمران نے ایکسٹو کی آواز میں کہا۔

''چیف۔ فائل کو کسی انتہائی خفیہ جگہ پر پہنچا دیا گیا ہے۔ میں

کوشش کر رہا ہوں اور جلد ہی یہ معلوم کر لوں گا کہ فائل کہاں ہے"۔ دوسری طرف سے ضیانوف کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"او کے۔ جیسے ہی فائل کے بارے میں معلومات ملیں تم نے فوراً رپورٹ کرنی ہے"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک بار پھر دانش منزل کا آٹو سسٹم آن کیا۔ اس بار چونکہ اس نے ممبران کے پاس جانا تھا اس لئے اس نے کارڈ لیس فون سیٹ نہیں اٹھایا۔ وہ کرسی سے اٹھا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے فوراً ہی رسیور اٹھا لیا کیونکہ دوسری بیل پر آنسر مشین نے فون کرنے والے سے کہنا تھا کہ وہ اپنا پیغام ریکارڈ کرا دے۔

"ایکسٹو"...... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"السلام علیکم عمران صاحب"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"وعلیکم السلام۔ ہاں طاہر۔ تم اس وقت کالے صفر ہو یا سرخ صفر"۔ عمران نے پوچھا۔

"سرخ تو میں ہو گیا تھا عمران صاحب لیکن اب پھر کالا ہو گیا ہوں"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا۔

"اس موقع پر ایک محاورہ بھی ہے لیکن چونکہ تم کسی سے جلتے نہیں ہو اس لئے وہ تم پر فٹ نہیں آتا۔ بہرحال تم یہ بتاؤ کہ ڈاکٹر صاحب کب تک تمہیں ڈسچارج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں"...... عمران نے

کہا۔

”سر۔ ڈاکٹر صاحب تو کم از کم ایک ہفتے تک مجھے ہسپتال میں رکھنا چاہتے ہیں لیکن آپ مجھے ابھی ڈسچارج کرا دیں۔ میں اب بھی ہسپتال کے بیڈ پر بیٹھ کر یہ کال کر رہا ہوں۔ اگر میں بیڈ پر بیٹھ سکتا ہوں تو کرسی پر بیٹھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ ویسے بھی آپ تیاریوں میں مصروف ہوں گے میرا دانش منزل میں رہنا بہت ضروری ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”مجھے کون سی تیاری کرنی ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”جس طرح کی کارروائی دانش منزل میں ہوئی ہے ظاہری بات ہے کہ اس کے بعد آپ نے اطمینان سے تو نہیں بیٹھنا۔ آپ یقیناً اس وقت بہت زیادہ مصروف ہیں ورنہ آپ صدیقی ہسپتال کا چکر ضرور لگاتے“...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا۔

”اچھا۔ دانش منزل میں بیٹھنے کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ انسان کی دانش بڑھ جاتی ہے۔ مجھے چاہئے کہ میں بھی زیادہ سے زیادہ وقت دانش منزل میں بیٹھا کروں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ ڈاکٹر صاحب سے کہہ کر مجھے ابھی ڈسچارج کرا دیں“...... بلیک زیرو نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”او کے۔ میں جوزف کو بھیج رہا ہوں وہ تمہیں لے آئے گا اور ڈاکٹر صاحب کو بھی فون کر دیتا ہوں“...... اس مرتبہ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ

دروازے کی طرف بڑھا۔ جوزف مین گیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اس نے وہیں اسے کہنا تھا کہ وہ بلیک زیرو کو لے آئے اور جولیا کے فلیٹ کی طرف جاتے ہوئے اس نے راستے میں ہی ڈاکٹر صدیقی کو فون کر کے بلیک زیرو کو ڈسچارج کرانا تھا۔

ایکریمی سیکرٹری پلاننگ شانزے اپنے آفس میں بیٹھ ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ انٹرکام کی بیل بجنے لگی۔

''یس''...... اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''سر۔ ناور کے چیف جان ٹیلر صاحب تشریف لائے ہیں''۔ دوسری طرف سے اس کی پی اے کی آواز سنائی دی۔

''بھیج دو''...... شانزے نے سخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

چند لمحوں کے بعد دروازہ کھلا اور جان ٹیلر آفس میں داخل ہوا۔ جان ٹیلر ایکریمی سیکرٹ ایجنسی ناور کا چیف تھا۔ وہ لمبا تڑنگا اور پتلے جسم کا آدمی تھا۔ وہ جب سے سیکرٹ فیلڈ میں آیا تھا کبھی کسی مشن میں ناکام نہیں ہوا تھا۔ جان ٹیلر تیز، چالاک، ہوشیار ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی سفاک آدمی تھا اور وہ انسانوں کو کیڑے مکوڑوں سے

زیادہ اہمیت نہیں دیتا تھا۔ وہ شانزے کی ٹیبل کے قریب آیا اور پھر اس نے شانزے کو سلام کیا۔

''تشریف رکھیئے''...... شانزے نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ شانزے کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تھینک یو سر''...... کرسی پر بیٹھنے کے بعد جان ٹیلر نے شانزے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کو مجھ سے شکوہ ہے اور اس شکوے کا اظہار آپ نے چیف سیکرٹری صاحب سے بھی کیا ہے''...... شانزے نے جان ٹیلر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں سر۔ آپ نہیں جانتے کہ جب کوئی سیکرٹ ایجنٹ کسی دوسرے ملک مشن پر جاتا ہے تو اسے کن مصائب، مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کسی بھی لمحے کوئی گولی اس کی زندگی کا چراغ گل کر سکتی ہے۔ مصائب اور مشکلات کے پہاڑوں کو روندتے ہوئے ایک سیکرٹ ایجنٹ کسی مشن میں کامیاب ہوتا ہے اور پھر اس کی اس محنت کو ضائع کر دیا جائے تو اسے اتنا ہی دکھ ہوتا ہے جتنا دکھ ایک ماں کو اپنے بچے کی موت پر ہوتا ہے''...... جان ٹیلر نے طویل بات کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کی یہ بات تو قطعاً غلط ہے کہ میں سیکرٹ ایجنٹ کی مشکلات نہیں جانتا۔ گورنمنٹ اتنی احمق تو نہیں ہے کہ اس نے مجھے اس قدر اہم سیٹ پر بٹھا دیا ہے''...... شانزے نے مسکراتے ہوئے

کہا۔

''سر۔ روسیاہ نے ایک جدید ترین آٹو پائلٹ یو اے وی طیارے کی ڈیزائننگ کی۔ یہ طیارہ ایک لاکھ فٹ سے زیادہ بلندی پر پرواز کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو گا۔ اس میں جدید دھات وی ٹی استعمال ہوتی ہے جس کی وجہ سے اسے ریڈار پر چیک نہیں کیا جا سکتا۔ یہ نہایت ہی خاموشی اور تیزی سے کسی بھی ملک میں داخل ہو کر اس پر بمباری کی صلاحیت رکھتا ہے اور کسی بھی طرح تباہ نہیں ہوتا۔ ہم نے اس کی فائل ''یو اے وی'' روسیاہ سے اڑائی۔ یہ مشن میری زندگی کا سب سے خطرناک اور مشکل مشن تھا۔ اس قدر مشکا!ت سے حاصل کی گئی فائل آپ کے مشورے پر پاکیشیا کے پاس امانت رکھوا دی گئی۔ یہ سوچ کہ یہ وہاں زیادہ محفوظ رہے گی۔ ایک کمزور اور پسماندہ ملک کیا ہم سے زیادہ کسی فائل کی حفاظت کر سکتا تھا۔ نتیجہ آپ کے سامنے ہے کہ فائل پاکیشیا سے چرا لی گئی اور ہماری محنت پر پانی پھر گیا''۔ جان ٹیلر نے دوبارہ طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں طنز اور افسوس کے ملے جلے تاثرات تھے۔ اپنی بات مکمل کرنے کے بعد جان ٹیلر نے شانزے کے چہرے کی طرف دیکھا تو حیران رہ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ شانزے اس کی بات سن کر برہم ہوا ہو گا لیکن اس کے خیال کے برعکس شانزے کے چہرے پر بدستور مسکراہٹ تھی۔

''آپ کی بات سے تو یہ ثابت ہو رہا ہے کہ مجھ سمیت ایکریمیا

کے اعلیٰ حکام احمق ہیں''...... شانزے نے مسکراتے ہوئے کہا۔
''سر۔ میں نے تو ایسا نہیں کہا''...... جان ٹیلر نے کہا لیکن درحقیقت اسے یقین تھا کہ ایکریمی حکام احمق ہی ہیں جنہوں نے ایک پسماندہ ملک پر اعتماد کیا۔
''آپ نے لفظوں کا ہیر پھیر کیا ہے لیکن بات آپ نے وہی کہی ہے جو میں نے سمجھی ہے۔ خیر چھوڑیں اس بات کو اور یہ بتائیں کہ کیا آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتے ہیں''۔ شانزے نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔
''سر۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو دنیا کی فعال، تیز اور خطرناک ایجنسی سمجھا جاتا ہے''...... جان ٹیلر نے کہا۔
''تو کیا غلط سمجھا جاتا ہے''...... شانزے نے جان ٹیلر سے پوچھا۔
''کسی حد تک یہ بات درست ہے لیکن ایکریمی ایجنسیاں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے زیادہ فعال ہیں''...... جان ٹیلر نے منہ بنا کر کہا۔
جان ٹیلر کی بات سن کر شانزے خاموش ہو گیا اور سوچ میں ڈوب گیا۔ تقریباً ایک ڈیڑھ منٹ خاموشی میں گزر گئے۔
''مسٹر جان ٹیلر۔ آپ صرف سیکرٹ فیلڈ کے آدمی ہیں۔ آج کل دنیا کے کیا حالات ہیں، کہاں کس سیاست سے کام لینا ہے، کسے کس طرح سے کمزور کرنا ہے، کس طریقے سے شکست دینی ہے یہ آپ نہیں سمجھ سکے کیونکہ یہ ہے دماغ کا کام۔ آپ نے صرف لڑائی بھڑائی

کا کام کرنا ہے۔ سیاست آپ کا کام نہیں ہے اس لئے آپ ایسا سمجھ رہے ہیں کہ ہم نے حماقت کی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ہم نے پاکیشیا کے خلاف گہری چال چلی ہے اور ہم اس چال میں کامیاب رہے ہیں"...... شانزے نے ایک مرتبہ پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

"سر۔ میں تو کچھ نہیں سمجھا۔ اگر کوئی ایسی بات ہے تو آپ مجھے سمجھا دیں"...... جان ٹیلر نے کہا۔

"دیکھو جان ٹیلر۔ یو اے وی طیارے ایکریمیا کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ ہمارے پاس ایسے طیارے موجود ہیں۔ کارکردگی کے لحاظ سے ٹھیک ہے کہ روسیاہ کے اس طیارے سے کم ہیں لیکن ہم ان میں جدت پیدا کر کے اسے اپ گریڈ کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ یو اے وی فائل پاکیشیا بھیجنے سے پہلے اس کی کاپی ہم نے بنا لی تھی اور وہ کاپی ہمارے پاس موجود ہے"...... شانزے نے کہا۔

"پھر۔ پھر وہ فائل پاکیشیا کو کیوں دی گئی"...... جان ٹیلر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ جانتے ہیں کہ پاکیشیا مسلمان ملک ہے اور کوئی مسلمان ملک ترقی یافتہ ہو جائے یہ ایکریمیا کو گوارا نہیں ہے چاہے وہ ملک ایکریمیا کا دوست ہی کیوں نہ ہو۔ پاکیشیا بھی سائنسی ترقی میں کافی آگے جا رہا ہے۔ اس نے ایٹمی طاقت بھی حاصل کر لی ہے اور یہ طاقتور ملک بھی ہے۔ اب اس کی سائنسی ترقی کو روکنا ہے اور اسے کمزور کرنا ہے لیکن ایسا کیا کس طرح جائے کہ پاکیشیا تو ایکریمیا کی

دوستی کا دم بھرتا ہے۔ ایکریمیا جو بھی بات کہتا ہے پاکیشیا اسے تسلیم کر لیتا ہے۔ ایکریمیا نے پاکیشیا کے خلاف کارروائی کے لئے کئی جواز پیدا کرنے کی کوشش کی ہے لیکن پاکیشیا وہ جواز پیدا ہی نہیں ہونے دیتا۔ جب آپ روسیاہ سے فائل یو اے وی لے آئے تو یہی پلان بنایا گیا کہ اس کی کاپی اپنے پاس رکھی جائے اور اصل فائل حفاظت کے لئے پاکیشیا کو دے دی جائے اس کے لئے پاکیشیا کی تعریفیں کر کے اور ساتھ ہی کچھ ہلکے پھلکے پیکیج بھی دے دیئے جائیں۔ پاکیشیا نے ایکریمیا کو انکار تو کرنا نہیں تھا اس لئے انہوں نے فائل لے لی جبکہ ہم نے سیکرٹ ذرائع سے روسیاہ تک یہ خبر پہنچا دی کہ ان کی فائل پاکیشیا میں موجود ہے۔ پلان یہی تھا کہ اگر روسیاہی ایجنٹ یہ فائل حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر پاکیشیا کے خلاف کارروائی کے لئے جواز بن جائے گا کہ پاکیشیا نے جان بوجھ کر ایکریمی فائل ایکریمیا کے دشمن ملک روسیاہ کو دی ہے اور اس جواز کی بنا پر پاکیشیا کے خلاف کوئی بڑی کارروائی کر دی جائے گی جس سے پاکیشیا کو کافی حد تک کمزور کیا جا سکے گا اور اس کی سائنسی ترقی کو بھی روک دیا جائے گا اور اگر روسیاہی ایجنٹ فائل حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے تو پھر کوئی اور جواز پیدا کیا جائے گا۔ اب روسیاہی ایجنٹوں نے کامیابی حاصل کر لی ہے تو اس کی بناء پر بہت جلد پاکیشیا کے خلاف کوئی بڑی کارروائی کر دی جائے گی''۔ شانزے نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو جان ٹیلر نے اثبات کے انداز میں سر

ہلایا کیونکہ اسے تمام پلاننگ سمجھ میں آ گئی تھی۔ اس کی آنکھیں بھی چمکنے لگی تھیں کیونکہ اس کے دل میں بھی مسلمانوں کے خلاف نفرت بھری ہوئی تھی۔ وہ تو چاہتا تھا کہ اپنے ہاتھوں سے ایک ایک مسلمان کی گردن کاٹ دے۔

''سر۔ میں غلط سمجھ رہا تھا۔ یہ تو واقعی بہت بڑی پلاننگ ہے اور یہ پلاننگ سیاسی سوچ رکھنے والے افراد ہی کر سکتے ہیں۔ ہم تو بس مار دھاڑ میں ہی مصروف رہتے ہیں اور اس مار دھاڑ کو ہی زندگی سمجھتے ہیں''...... جان ٹیلر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس مرتبہ اس کا لہجہ اطمینان سے بھرا ہوا تھا۔

''شکر ہے آپ کو میری باتیں سمجھ آ گئیں''...... جواب میں شانزے نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بلا کر مطمئن کیا''۔ جان ٹیلر نے کہا۔

''آپ کو مطمئن کرنا ضروری تھا کیونکہ آپ ایکریمیا کا قیمتی اثاثہ ہیں۔ ایکریمیا کے لئے آپ کی خدمات بہت زیادہ ہیں''...... شانزے نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا تو جان ٹیلر کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''شکریہ سر کہ آپ ایسا سمجھتے ہیں''...... جان ٹیلر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کو حقائق بتا کر مطمئن کرنے کی ایک وجہ اور بھی ہے''۔

شانزے نے کہا۔

''وہ کیا سر''...... جان ٹیلر نے پوچھا۔

''آپ ایک سیکرٹ ایجنسی کے چیف ہیں اور انتہائی سفاک انسان ہیں۔ کوئی انسان آپ کے مزاج کے خلاف کام کر دے تو آپ اس طرح سے اس کے سانسوں کی ڈوری کاٹتے ہیں کہ کسی کو پتا ہی نہیں چلتا کہ یہ چراغ کس نے اور کس طریقے سے بجھایا ہے''۔ شانزے نے اس مرتبہ پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ نو سر۔ سفاک تو میں دشمنوں کے لئے ہوں اپنے افسروں کے لئے تو نہیں''...... جان ٹیلر نے شرمسار لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ اس نے شانزے کو سلام کیا اور پھر اس کے آفس سے باہر نکلتا چلا گیا۔

بلیک سرکل روسیاہ کی ایک ایسی سیکرٹ ایجنسی تھی جو کارکردگی میں بے مثال ہونے کے ساتھ ساتھ ظلم و بربریت میں بھی اپنی مثال آپ تھی۔ اس کے چیف رتھنا گوف کا چہرہ کسی خونخوار بھیڑیئے سے مشابہہ تھا اور فطری طور پر بھی وہ بھیڑیئے جیسا ہی تھا۔ اپنے مخالفین کو وہ اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرتا تھا لیکن ہلاک کرنے سے پہلے وہ ان پر اس قدر وحشیانہ تشدد کرتا تھا کہ وہ رتھنا گوف سے موت کی بھیک مانگتے تھے لیکن رتھنا گوف انہیں مزید تڑپاتا تھا اور جب اس کا مخالف چیخ چیخ کر اور تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جاتا تھا تو ہی اسے دلی تسکین حاصل ہوتی تھی۔ اگر تشدد کے وقت کوئی شخص جلد مر جاتا تو رتھنا گوف کو انتہائی غصہ آتا تھا اور پھر وہ اپنا غصہ اپنے ماتحتوں پر اتارتا تھا۔ وہ کوڑے سے اپنے ماتحتوں کو اس وقت تک مارتا رہتا تھا جب تک کہ وہ تھک نہیں جاتا تھا اس لئے اس کے ماتحت اس کا سامنا کرنے سے بھی گھبراتے تھے۔ رتھنا گوف تو ایسا انسان تھا کہ

دوران ڈرائیونگ اگر اس کی گاڑی کے سامنے بھی کوئی انسان آ جاتا تو وہ اسے بچانے کی کوشش نہیں کرتا تھا بلکہ اسے گاڑی کے نیچے کچلتا ہوا گزر جاتا تھا۔ بعض اوقات رتھنا گوف شاپنگ کرنے بھی چلا جاتا تھا اور اگر کوئی ناواقف دکاندار اس سے بل طلب کر لیتا تو وہ دکاندار کو گولی مار دیا کرتا تھا۔

روسیاہ کے تمام اعلیٰ حکام رتھنا گوف کی ان عادتوں سے واقف تھے لیکن وہ اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتے تھے کیونکہ رتھنا گوف کے کارناموں کی لسٹ بھی کافی طویل تھی۔ وہ روسیاہ کے دشمنوں پر بجلی بن کر گرتا تھا۔ غیر ملکی دشمن ایجنٹوں کو وہ آناً فاناً تہس نہس کر دیتا تھا۔

رتھنا گوف اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے کمپیوٹر آن تھا اور کمپیوٹر پر ایک فائل اوپن تھی اور رتھنا گوف اس فائل کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی ٹیبل پر شراب کی ایک بوتل بھی رکھی ہوئی تھی۔ وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد بوتل اٹھا کر منہ سے لگاتا دو تین گھونٹ بھر کر بوتل ٹیبل پر رکھ کر دوبارہ کمپیوٹر کی طرف متوجہ ہو جاتا۔ اس وقت کمپیوٹر پر جو فائل اوپن تھی اس میں بلیک سرکل کے فارن ایجنٹوں کی تفصیلات درج تھیں اور رتھنا گوف یہی تفصیلات پڑھ رہا تھا کہ ٹیبل پر رکھے ہوئے تین مختلف رنگوں کے ٹیلی فون سیٹوں میں سے سرخ رنگ کے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ رتھنا گوف نے چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا۔ سرخ رنگ کے ٹیلی فون پر پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ

سے ہی کال آئی تھی۔

"رتھنا گوف۔ دی چیف آف بلیک سرکل"...... اس نے کوشش کی تھی کہ اپنی آواز کو نرم رکھے لیکن اس کی نرم آواز میں بھی بھیڑیئے کی سی غراہٹ شامل تھی۔

"پی اے ٹو مشیر خاص آف پریذیڈنٹ"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"جی فرمایئے۔ کیا بات ہے"...... رتھنا گوف نے نسبتاً نرم آواز میں کہا۔

"سر۔ باس کے ساتھ آپ کی میٹنگ ہے۔ برائے مہربانی تشریف لے آئیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے۔ میں آ رہا ہوں"...... رتھنا گوف نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ رسیور کریڈل پر رکھنے کے بعد اس نے شراب کی بوتل اٹھا کر منہ سے لگائی اور پھر بوتل خالی کر کے اس نے ایک طرف اچھال دی۔ اس کے بعد وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنے ہیڈکوارٹر کی پارکنگ میں آ گیا۔ اسے پارکنگ کی طرف بڑھتے دیکھ کر اس کے بہت سے ماتحت اس کی طرف دوڑے لیکن اس نے ہاتھ کے اشارے سے سب کو منع کر دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد وہ پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ پہنچ گیا۔ صدر مملکت کے مشیر خاص مسٹر مناڈ اپنے آفس میں موجود تھا اور مشیر خاص چونکہ رینک میں اس سے بڑھ کر تھا اس لئے رتھنا گوف نے اسے سلام کیا۔

''رتھنا گوف صاحب۔ تشریف رکھیئے''...... صدر مملکت کے مشیر خاص مناؤ نے کہا تو رتھنا گوف اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تھینک یو''...... رتھنا گوف نے مناؤ کا شکریہ ادا کیا تو مناؤ نے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

''وہسکی بھجوا دو''...... مناف نے اپنی پی اے کو حکم دیتے ہوئے کہا اور پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ ایک منٹ ہی گزرا ہو گا کہ پیون ایک ٹرے میں وہسکی کے دو گلاس اٹھائے اندر آ گیا۔ اس نے ایک گلاس رتھنا گوف کے سامنے اور دوسرا مناؤ کے سامنے رکھا اور پھر جس خاموشی سے آیا تھا اسی خاموشی سے واپس چلا گیا۔

''رتھنا گوف صاحب۔ فائل یو اے وی میرے پاس پہنچ گئی تھی اور اب آگے بھیج دی گئی ہے۔ یہ آپ کی ایجنسی کا ایک اور بڑا کارنامہ ہے کیونکہ پاکیشیا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موجودگی میں کوئی مشن مکمل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے''...... مناؤ نے رتھنا گوف کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''شکریہ سر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہوا بنا دیا گیا ہے ورنہ اس میں کوئی بھی خاص بات نہیں۔ میرے ماتحتوں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر سے ہی فائل حاصل کی ہے''۔ رتھنا گوف نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے اسی لئے تو میں کہہ رہا ہوں کہ یہ آپ کا ایک اور کارنامہ ہے''...... مناؤ نے کہا۔

''سر۔ روسیاہ کے مفاد کے لئے جان کی بازی لگا دینا ہمارا فرض

ہے''...... رتھنا گوف نے کہا۔

''اچھا آپ یہ بتائیں کہ آپ کے جو ایجنٹ اس مشن پر پاکیشیا گئے تھے وہ واپس آ گئے ہیں''...... مناؤ نے پوچھا۔

''نو سر۔ وہ ابھی تک واپس نہیں آئے حالانکہ انہیں اب تک واپس آ جانا چاہئے تھا۔ واپسی کے لئے ائیر پورٹ جانے سے پہلے وہ دونوں ایمبیسی گئے تھے اور انہوں نے وہاں رپورٹ کی تھی''۔ رتھنا گوف نے کہا۔

''کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھ لگ گئے ہوں''...... مناؤ نے خدشہ ظاہر کیا۔

''ایسا ہو بھی سکتا ہے اس لئے میں نے انہیں ہدایت کی تھی کہ وہ فائل حاصل کرتے ہی پاکیشیا میں روسیاہی ایجنٹ کو پہنچا دیں اور خود خالی ہاتھ واپس آئیں۔ روسیاہی ایجنٹ نے اپنے طریقے سے وہ فائل روسیاہ بھجوا دی ہے''...... رتھنا گوف نے کہا۔

''پاکیشیا سے فائل چوری ہو کر روسیاہ آئی ہے۔ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس لازماً روسیاہ آئے گی۔ وہ ہر حال میں یہ فائل واپس حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ میں نے آپ کو اسی لئے بلایا ہے کہ میں یہ کیس بھی آپ کے سپرد کر دوں کہ آپ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا راستہ ہر حال میں روکنا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو روسیاہ میں داخل نہیں ہونا چاہئے''...... مناؤ نے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں سر۔ رتھنا گوف کے ہوتے ہوئے روسیاہ کا

کوئی دشمن روسیاہ کی حدود میں داخل نہیں ہو سکتا"...... رتھنا گوف نے متکبرانہ لہجے میں کہا۔

"ہمیں آپ پر فخر ہے رتھنا گوف صاحب۔ اس لئے میں یہ کیس بھی آپ کے حوالے کر رہا ہوں۔ یقیناً آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران کے بارے میں جانتے ہوں گے۔ یہ علی عمران انتہائی خطرناک سمجھا جاتا ہے"...... مناؤ نے کہا۔

"اگر آپ ان سے اس قدر متاثر ہیں تو پھر آپ یو اے وی فائل انہیں واپس کر دیں اور ان سے معذرت کر لیں"...... رتھنا گوف نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں ان سے متاثر ضرور ہوں لیکن یہ جانتا ہوں کہ آپ کارکردگی میں ان سے کہیں زیادہ ہیں۔ یہ بات کہنے کا میرا مقصد صرف اتنا ہے کہ کہیں آپ دشمن کو کمزور نہ سمجھ لیں"...... مناؤ نے کہا۔

"میں بلیک سرکل کا چیف ہوں اور اپنے فرائض خوب جانتا ہوں۔ آپ نے یہ کیس میرے حوالے کر دیا ہے۔ اب آپ چین کی بانسری بجائیں۔ کسی پریشانی میں مبتلا مت ہوں"...... رتھنا گوف نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا۔

او کے۔ میں مطمئن ہوں"...... مناؤ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ رتھنا گوف نے اس سے مصافحہ کیا اور پھر اٹھ کر ان کے آفس سے باہر آ گیا۔ پھر کچھ دیر بعد وہ اپنے ہیڈکوارٹر واپس پہنچ چکا تھا۔ کرسی پر بیٹھنے کے بعد اس نے انٹر

کام رسیور اٹھایا اور نمبرز پریس کئے۔

"گراف۔ تم میرے کمرے میں آؤ"...... جیسے ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھایا گیا رتھنا گوف نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ گراف بلیک سرکل کی نمبر ون ایجنٹ اور رتھنا گوف کی اسسٹنٹ تھی۔

تقریباً بیس سیکنڈ بعد اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور گراف کمرے میں داخل ہوئی۔ رتھنا گوف جس قدر خونخوار، خطرناک اور وحشی نظر آتا تھا گراف اسی قدر معصوم اور بھولی بھالی دکھائی دیتی تھی۔ خوبصورت وہ اتنی تھی کہ جو بھی روسیاہی مرد اسے دیکھتا تھا اس کے دل میں اسے حاصل کرنے کے لئے تڑپ پیدا ہو جاتی تھی۔ کئی مرد تو اسے زبردستی حاصل کرنے کی کوشش بھی کرتے تھے لیکن ایسے مرد ہمیشہ کے لئے معذور ہو جاتے تھے کیونکہ رتھنا گوف کی صحبت میں رہ کر وہ بھی اذیت پسند ہو گئی تھی۔ انسانوں کی دردناک چیخیں اس کے کانوں میں رس گھولتی تھیں۔ بلیک سرکل کے ملازمین جتنا رتھنا گوف سے ڈرتے تھے اتنا ہی گراف سے بھی خوفزدہ رہتے تھے۔اس کا ظاہر جتنا خوبصورت اور حسین تھا باطن اتنا ہی بھیانک اور بدنما تھا۔

رتھنا گوف کے کمرے میں داخل ہوتے ہی گراف نے مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا اور کھڑی ہو گئی۔

"بیٹھو گراف"...... رتھنا گوف نے سخت لہجے میں کہا تو گراف ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تھینک یو باس"...... گراف نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے رتھنا گوف

کا شکریہ ادا کیا۔

''تم جانتی ہو کہ لی باؤ اور چاؤف ایک مشن پر پاکیشیا گئے تھے اور وہ اپنے مشن میں کامیاب بھی رہے''...... رتھنا گوف نے کہا۔

''یس باس۔ وہ دونوں مشن میں تو کامیاب رہے ہیں لیکن اب وہ رابطے سے آؤٹ ہو گئے ہیں حالانکہ انہیں تو بہت پہلے واپس پہنچ جانا چاہئے تھا۔ وہ واپسی کے لئے پاکیشیا کے دارالحکومت کے ایئر پورٹ کی طرف روانہ بھی ہوئے تھے اس کے بعد سے ان کی کوئی خبر نہیں''...... گراف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اور تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بھی جانتی ہو''۔ رتھنا گوف نے پوچھا۔

''یس باس۔ سیکرٹ فیلڈ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کافی فعال اور تیز سمجھی جاتی ہے۔ خاص طور پر پاکیشیا کے سیکرٹ ایجنٹ علی عمران کو تو اس فیلڈ کا بھوت سمجھا جاتا ہے اور بس جس طرح بھوت قصے، کہانیوں میں مشہور ہیں اسی طرح یہ عمران بھی بس کاغذوں میں مشہور ہے۔ اس کا ٹکراؤ کبھی آپ سے نہیں ہوا۔ جس دن اس کا سامنا آپ سے ہو گا اسے اپنی حیثیت کا اندازہ ہو جائے گا''...... گراف نے خوشامدانہ لہجے میں کہا تو رتھنا گوف کے چہرے پر خوشی کے تاثرات ابھر آئے۔

''لی باؤ اور چاؤف کے واپس نہ آنے کا مطلب ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھ لگ گئے ہیں اور چونکہ ہم نے پاکیشیا سے

ایک فائل اڑائی ہے اس لئے لازماً پاکیشیا سیکرٹ سروس روسیاہ کا رخ کرے گی اور عمران سے ٹکراؤ کی تمہاری آرزو پوری ہو جائے گی"۔ اس مرتبہ رتھنا گوف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ کبھی کبھی ہی مسکرایا کرتا تھا اور چونکہ گراف نے اس کی خوشامد کی تھی اور ایک عالمی شہرت یافتہ ایجنٹ کو اس کے سامنے صفر کر دیا تھا اس لئے وہ خوش تھا اور اس نے گراف سے مسکرا کر بات کی تھی۔

"باس۔ اگر لی باؤ اور چاؤف پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھ لگ گئے ہیں تو پھر وہ دونوں ہلاک ہو چکے ہوں گے اور ہم نے اپنے ان دونوں ساتھیوں کی موت کا انتقام عمران اور اس کے ساتھیوں سے لینا ہے۔ انہیں اس طرح تڑپا تڑپا کر مارنا ہے کہ دنیا کو ان کی روحوں کی چیخوں کی آوازیں بھی سنائی دیں گی"...... گراف نے کہا۔

"انہیں گرفتار کرنے اور ہلاک کرنے کا کام ہمارے سپرد کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا تم دارالحکومت میں داخلے کے تمام راستوں پر انتظامات کر لو۔ دارالحکومت میں آنے والے ہر آدمی کو ہماری نظر میں رہنا چاہئے۔ کسی پر بھی معمولی سا شبہ ہو جائے تو اسے فوراً ٹارچر روم میں پہنچا دیا جائے۔ میں عمران کو زندہ اس ہیڈکوارٹر میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ زندہ اس ہیڈکوارٹر میں آئے گا تو اس ہیڈکوارٹر کی دیواریں بھی اس کی چیخیں اور سسکیاں سن کر خوش ہوں گی"۔ رتھنا گوف نے تحکمانہ لہجے میں کہا

"باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ انسان تو انسان کوئی مچھر مکھی بھی ہماری نظروں میں آئے بغیر اس شہر میں داخل نہیں ہو سکے گا"۔

گراف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ اب تم جا سکتی ہوں۔ آدھ گھنٹے بعد انتظامات کا جائزہ لینے کے لئے میں خود دارالحکومت کا راؤنڈ کروں گا۔ انتظامات میں کوئی کمی نہیں رہنی چاہئے''...... رتھنا گوف نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ انتظامات میں کوئی کمی نہیں رہے گی''...... گراف نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے رتھنا گوف کو سلام کیا اور کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔ گراف کے چلے جانے کے بعد رتھنا گوف نے کمپیوٹر کا کی بورڈ اپنی طرف کھینچا اور اس کے ہاتھ کی بورڈ پر چلنے لگے۔ پھر تقریباً آدھ گھنٹے کے بعد اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور گراف کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

''یس گراف اسپیکنگ''...... چند لمحوں بعد رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے گراف کی آواز سنائی دی۔

''رتھنا گوف''...... رتھنا گوف نے غراتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... گراف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''پاکیشیائی ایجنٹوں کی موت کے انتظامات ہو گئے ہیں''...... رتھنا گوف نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ تمام انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں''...... دوسری طرف سے گراف کی آواز سنائی دی۔

''تم اس وقت کہاں ہو''...... رتھنا گوف نے پوچھا۔

''باس۔ میں اس وقت ائیر پورٹ پر موجود ہوں''...... دوسری

طرف سے گراف نے کہا۔

''تم میرا انتظار کرو۔ میں ایئرپورٹ پر آ رہا ہوں''...... رتھنا گوف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''او کے باس۔ میں آپ کی منتظر ہوں''...... گراف نے کہا تو رتھنا گوف نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ کرسی سے اٹھا اور پھر پانچ منٹ کے بعد وہ ایئرپورٹ پر پہنچ گیا۔ جیسے ہی اس کی کار پارکنگ میں رکی گراف اس کے قریب پہنچ گئی۔ گراف کے ساتھ اس کے دو ماتحت بھی تھے۔ ان تینوں نے رتھنا گوف کو سلام لیکن اس نے ان کے سلام کو نظر انداز کر دیا۔

''ہاں گراف۔ تم نے کیا انتظامات کئے ہیں''...... رتھنا گوف نے اردگرد دیکھتے ہوئے کہا۔

گراف نے اسے اپنے انتظامات کی تفصیل بتائی تو اس نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔ گراف کے کئے گئے انتظامات تسلی بخش تھے اس لئے وہ مطمئن ہو گیا تھا۔

''یہ انتظامات تم نے یہاں ایئرپورٹ پر کئے ہیں۔ بس ٹرمینل اور ریلوے اسٹیشن پر کیا انتظامات کئے ہیں''...... رتھنا گوف نے مطمئن لہجے میں کہا۔

''باس۔ وہاں بھی یہی انتظامات ہیں۔ دشمن چاہے جس راستے سے بھی آئیں وہ ہم سے بچ نہیں سکیں گے۔ ہم تو انہیں اس طرح پکڑیں گے جس طرح عقاب اپنے شکار کو جھپٹ لیتا ہے''...... گراف

نے کہا۔

"گڈ۔ وری گڈ۔ تمہاری سوچ تمہیں کامیابی سے ہمکنار کرے گی"...... رتھنا گوف نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا اور رتھنا گوف سے اپنی تعریف سن کر گراف خوش ہوگئی۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کہتی اس نے رتھنا گوف کو بری طرح چونکتے ہوئے دیکھا۔ رتھنا گوف سامنے کی طرف دیکھ کر چونکا تھا۔ گراف نے بھی اسی طرف دیکھا۔ ائیرپورٹ کی بلڈنگ سے کچھ لوگ باہر نکل رہے تھے۔ ان میں سے ایک آدمی کو دیکھ کر تو گراف بھی بری طرح سے چونک پڑی۔ وہ پاکیشیا کا معروف ایجنٹ عمران تھا۔ اس کا عمران سے کبھی سامنا تو نہیں ہوا تھا لیکن اس نے عمران کی بہت سی تصویریں دیکھی ہوئی تھیں اس لئے وہ عمران کو لاکھوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔

"باس۔ یہ تو علی عمران ہے اور اکیلا لگ رہا ہے"...... گراف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ سو فیصد عمران ہی ہے اور میں بھی اسے دیکھ کر حیران ہوا ہوں۔ حیرت ہے یہ اپنے اصل حلیئے میں یہاں آ گیا ہے"۔ رتھنا گوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ اب آپ کا کیا حکم ہے۔ ہم نے کیا کرنا ہے"...... گراف نے رتھنا گوف سے پوچھا۔

"فی الحال تو اس کا تعاقب کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھی پہلے ہی یہاں پہنچ چکے ہوں۔ جب یہ کسی ٹھکانے پر پہنچے گا تو

پھر کارروائی کریں گے''...... رتھنا گوف نے کہا۔

''او کے باس''...... گراف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے عمران کی طرف دیکھا جو ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

''تم میری گاڑی میں آ جاؤ۔ باقی افراد دوسری گاڑی میں آ جائیں''...... رتھنا گوف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... گراف نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کے بعد رتھنا گوف اپنی کار میں بیٹھ گیا۔ گراف تیزی سے فرنٹ سیٹ کی طرف بڑھی اور پھر وہ رتھنا گوف کے ساتھ بیٹھ گئی۔ رتھنا گوف کا حکم چونکہ اس کے ساتھیوں نے سن لیا تھا اس لئے اسے یہ حکم دوہرانے کی ضرورت نہیں تھی۔ کار میں بیٹھنے کے بعد اس نے ایک بار پھر عمران کی طرف دیکھا جو کہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ رہا تھا۔

جیسے ہی عمران ٹیکسی میں بیٹھا ٹیکسی حرکت میں آ گئی۔ رتھنا گوف نے بھی اپنی کار آگے بڑھائی۔ ان کی کار کے پیچھے ان کے ماتحتوں کی کار تھی۔ رتھنا گوف بہت زیادہ فاصلہ دے کر عمران کی ٹیکسی کا تعاقب کرنے لگا۔ وہ دونوں عمران کی ٹیکسی کے آگے پیچھے کا جائزہ لے رہے تھے لیکن انہیں کوئی ایسی گاڑی نظر نہیں آئی جس پر انہیں شک ہوتا کہ وہ اس ٹیکسی کے ساتھ ہے۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد عمران کی ٹیکسی سن شائن کالونی کی ایک گلی میں داخل ہو گئی۔ جب ان کی کار اس گلی میں داخل ہوئی تو عمران کی ٹیکسی گلی کے دوسرے کونے سے نکل رہی تھی اور انہیں گلی میں ایک آدمی اوندھے منہ گرا ہوا دکھائی

دیا۔ اس آدمی کے قریب پہنچ کر رتھنا گوف نے بریک لگائی۔ اس آدمی نے ڈرائیورز یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔ وہ بے ہوش دکھائی دے رہا تھا۔

''اوہ۔ یہ ہمیں دھوکا دے کر نکلنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن میں اسے نکلنے نہیں دوں گا''...... رتھنا گوف نے غراتے ہوئے کہا پھر اس نے یکدم ہی ایکسیلیٹر پر پاؤں کا دباؤ ڈالا تو کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ گلی سے نکل کر وہ روڈ پر آئے تو انہیں عمران کی ٹیکسی کافی دور دکھائی دی۔ رتھنا گوف نے ایکسیلیٹر پر مزید دباؤ ڈالا تو اس کی کار ہوا سے باتیں کرنے لگی۔ عمران کی ٹیکسی اور ان کی کار کے درمیان فاصلہ کم ہونے لگا۔

''تم مشین پسٹل نکال لو۔ جیسے ہی یہ کم بخت رینج میں آئے تو تم اسے گولیوں بھون دینا''...... رتھنا گوف نے سرد لہجے میں گراف سے کہا تو اس نے جیب میں سے اپنا مشین پسٹل نکال لیا۔ چند منٹوں بعد رتھنا گوف کو محسوس ہوا کہ فاصلہ کم ہونے کی بجائے اب بڑھنا شروع ہو گیا ہے۔

''ایڈیٹ۔ یہ سمجھتا ہے کہ مجھ سے بچ جائے گا لیکن اب یہ کسی صورت بھی مجھ سے بچ نہیں سکے گا''...... رتھنا گوف نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس نے ایکسیلیٹر پر مزید دباؤ ڈالا۔ سپیڈو میٹر کی سوئی اب آخری ہندسوں کو چھو رہی تھی۔ فاصلہ ایک بار پھر کم ہونے لگا۔ ان دونوں گاڑیوں کی رفتار اس قدر زیادہ تھی کہ روڈ پر گزرنے والی دوسری

گاڑیوں کے ڈرائیور گھبرا کر اپنی گاڑی سائیڈ پر کر لیتے تھے۔ عمران اور رتھنا گوف کی گاڑیوں کا درمیانی فاصلہ کافی حد تک کم ہو گیا تھا پھر عمران کی ٹیکسی فائرنگ رینج میں بھی آ گئی۔ گراف نے اپنی سائیڈ کا شیشہ نیچے گرایا اور ہاتھ باہر نکال کر اس نے عمران کی ٹیکسی پر فائرنگ کر دی۔ پوری سڑک فائرنگ کی آواز سے گونج اٹھی لیکن ایک گولی بھی عمران کی ٹیکسی کو نہیں لگی تھی کیونکہ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں عمران کی ٹیکسی زگ زیگ انداز میں مڑ کر پھر سیدھی ہو گئی تھی۔

"نانسنس۔ ایڈیٹ۔ یہ ہے تمہارا نشانہ اور ہو تم بلیک سرکل کی اسسٹنٹ چیف"...... رتھنا گوف نے غصے سے کہا۔

"سس۔ سس۔ سوری چیف۔ میں ابھی اس کو ہٹ کرتی ہوں"...... گراف نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس کا نشانہ خطا ہونا ذلت کی بات ہی تھی اور رتھنا گوف اس بات پر اسے گولی بھی مار سکتا تھا۔

گراف نے ایک بار ہاتھ شیشے سے باہر نکالا۔ اب ان کی کار عمران کی ٹیکسی کے بہت قریب پہنچ چکی تھی۔ جیسے ہی گراف نے شیشے سے ہاتھ باہر نکالا، سڑک پر ٹائروں کی چرچراہٹ کی آواز گونجی۔ عمران کی ٹیکسی کو فل بریک لگی تھی اور اس کی ایک سائیڈ رتھنا گوف کی کار کو لگی تھی۔ اس شدید ٹکر کے بعد کار رتھنا گوف کے کنٹرول سے باہر ہو گئی اور قلابازیاں کھاتی ہوئی فٹ پاتھ سے جا گری۔ جبکہ عمران کی ٹیکسی ایک بار پھر آگے بڑھنے لگی۔ یہ تمام کارروائی ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں مکمل ہو گئی تھی۔

''حد ہو گئی ہے۔ اب عمران کو ہمارے ساتھ سفر کرنا بھی پسند نہیں ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

جولیا، صفدر، تنویر، صدیقی اور خاور اس وقت روسیاہ کے دارالحکومت کی ہاٹ کالونی کی کوٹھی نمبر سی ڈبل تھری میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سب میک اپ میں تھے اور کافرستان سے یہاں پہنچے تھے۔ اس کوٹھی کا بندوبست ضیانوف نے کیا تھا جو کہ روسیاہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ تھا۔

''اگر عمران صاحب نے الگ آنے کا فیصلہ کیا ہے تو اس کی بھی کوئی وجہ ہو گی''...... خاور نے کہا۔

''پھر تم ہی بتا دو کہ کیا وجہ ہو سکتی ہے''...... تنویر نے طنزیہ لہجے میں خاور سے کہا۔

''عمران صاحب آ جائیں۔ میں ان سے پوچھ کر تمہیں بتا دوں گا''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ تمہاری خام خیالی ہے کہ وہ تمہیں کوئی بات بتائے گا۔ وہ ہمیشہ ہمیں ساتھی نہیں بلکہ ملازم سمجھتا ہے''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''یہ تم بالکل غلط بات کہہ رہے ہو تنویر۔ ایسا بالکل نہیں ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''مجھے تو یقین ہو چکا ہے کہ عمران نے تم لوگوں کو کچھ گھول کر پلایا ہوا ہے جس کی وجہ سے تم اس کے خلاف کوئی بات سن ہی نہیں سکتے''...... تنویر نے ایک بار پھر منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جو کچھ عمران صاحب نے ہمیں گھول کر پلایا ہے وہ تمہیں کیوں نہیں پلایا''...... اس مرتبہ صدیقی تنویر سے مخاطب ہوا۔

''اس نے لازماً مجھے بھی پلایا ہوگا لیکن مجھ پر ایسی چیز کا اثر نہیں ہوتا''...... تنویر نے کہا۔

''پھر وہی بدگمانی والی بات۔ تنویر، تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ یہ اچھی بات نہیں ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اور کسی کی غیر موجودگی میں اس کی برائی کرنا تو بہت ہی بری بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے''...... جولیا نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اس کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات آ گئے۔

''واقعی۔ میں غلطی پر ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے''۔ تنویر نے کھلے دل سے اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی ضیانوف

کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں کافی کے مگ رکھے ہوئے تھے۔ وہ سب کے لئے کافی بنا کر لایا تھا۔

''کافی کی اس وقت شدید طلب محسوس ہو رہی تھی۔ تم بروقت کافی بنا کر لائے ہو''...... صفدر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''ضیانوف صاحب۔ آپ نے تکلیف کی۔ آپ مجھے کچن دکھا دیتے میں خود کافی بنا لیتی''...... جولیا نے کہا۔

''مادام۔ تکلیف کیسی۔ یہ تو میرا اخلاقی فرض ہے۔ آپ لوگ میرے مہمان ہیں''...... ضیانوف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا۔ روسیاہ میں تو آپ مادام جولیا کہلائیں گی نا''۔ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں خاور صاحب۔ یہ یہاں مادام جولیا ہی کہلائی گی''۔ ضیانوف نے خاور کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ ضیانوف نے اس دوران سب کو کافی پیش کر دی اور پھر خود بھی ایک صوفے پر بیٹھ کر کافی پینے لگا۔

''مادام۔ عمران صاحب کب تک یہاں پہنچیں گے''...... ضیانوف نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تمہیں عمران سے ملنے کا بہت شوق ہے''...... تنویر نے ضیانوف سے پوچھا۔

''جی ہاں تنویر صاحب۔ عمران صاحب تو میرے ہیرو ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں ہر وقت ان کے ساتھ رہوں''...... ضیانوف نے

کہا۔

''عمران کو اب تک آ جانا چاہئے تھا''...... جولیا نے ریسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

''بچپن کی وادیوں سے کس نے ہمیں پکارا۔ آواز دے دوبارہ''۔ کمرے میں اچانک عمران کی آواز گونجی تو سب نے بے اختیار ہو کر دروازے کی طرف دیکھا۔ عمران دروازے میں کھڑا پلکیں جھپکا رہا تھا۔

''آیئے آیئے عمران صاحب۔ ہم آپ کا نہ صرف تذکرہ کر رہے ہیں بلکہ آپ پر ہمیں اعتراضات بھی ہیں''...... صفدر نے کہا تو عمران آگے آ گیا۔

''میں جانتا ہوں۔ میں ہی کیا ساری دنیا جانتی ہے کہ پھول کے ساتھ کانٹے بھی ہوتے ہیں''...... عمران نے پھول کہتے ہوئے جولیا کی طرف اور کانٹے کہتے ہوئے تنویر کی طرف دیکھا۔ عمران کی بات سن کر تنویر کا موڈ خراب ہو گیا لیکن وہ بولا کچھ نہیں۔

''عمران صاحب۔ آپ کو راستے میں کوئی دقت تو نہیں ہوئی''۔ ضیانوف نے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''میں سوچ رہا تھا کہ اس بار روسیاہ روشن کیوں ہے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ روسیاہ میں نوف کی ضیا موجود ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ضیانوف کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''تھینک یو عمران صاحب۔ اس بات پر میں آپ کے لئے کافی بنا

کر لاتا ہوں"...... ضیانوف نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"عمران صاحب۔ اس بار آپ ہم سے الگ آئے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"روسیاہی ایجنسی بلیک سرکل نے ہمارے استقبال کی خصوصی تیاری کی ہوئی تھی۔ اگر ہم سب ایک ساتھ آتے تو ہمارے ساتھ کوئی مسئلہ بھی پیش آ سکتا تھا اس لئے میں نے اپنی اصلی شکل میں آنے کا فیصلہ کیا اور تمہیں میک اپ میں یہاں بھیج دیا۔ میں پاکیشیا سے یہاں آیا اور تم کافرستان سے۔ ہماری فلائٹس میں صرف پانچ منٹ کا فرق تھا۔ میں پانچ منٹ پہلے پہنچ گیا۔ بلیک سرکل کا چیف رتھنا گوف اور اسسٹنٹ چیف گراف ائیر پورٹ پر ہی موجود تھے۔ مجھے دیکھتے ہی وہ سب کچھ بھول گئے اور میرے تعاقب میں لگ گئے۔ پانچ منٹ بعد جب تم لوگ ائیر پورٹ پر پہنچے تو تمہیں وہاں سے نکلنے میں آسانی ہو گئی کیونکہ تم خصوصی میک اپ میں بھی تھے جسے کوئی کیمرہ چیک نہیں کر سکتا اور پھر جب رتھنا گوف اور گراف اندھا دھند میرے تعاقب میں دوڑے تو ائیر پورٹ پر موجود ان کے ماتحتوں نے یہ سمجھا کہ جن کی خاطر یہ خصوصی انتظامات کئے گئے تھے وہ آ چکے ہیں اور ان کا باس مطلوبہ افراد کے تعاقب میں چلا گیا ہے لہٰذا اب ہوشیار رہنے کی ضرورت نہیں۔ سو وہ ایزی ہو گئے اور تم آسانی سے ائیر پورٹ سے نکل آئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ان سب نے اثبات

کے انداز میں سر ہلایا۔ عمران اپنی پلاننگ میں سو فیصد کامیاب رہا تھا۔

''عمران۔ رتھنا گوف تمہارے تعاقب میں تھا پھر یہ تعاقب کہاں اور کیسے ختم ہوا''...... جولیا نے پوچھا تو عمران نے مسکراتے ہوئے انہیں رتھنا گوف کے تعاقب کی تفصیل بھی بتا دی۔

''عمران صاحب۔ اتنے خوفناک حادثے کے بعد تو رتھنا گوف اور گراف کے بچ جانے کے امکانات بہت کم ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''نہیں۔ رتھنا گوف کی کار خصوصی ساخت کی تھی۔ ایسی کاروں میں حادثے کی صورت میں نقصان بہت کم ہوتا ہے شاید انہیں چند ہلکی پھلکی چوٹیں لگی ہوں''...... عمران نے کہا۔

''خصوصی ساخت کی کاروں کی تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہماری کاریں بھی اسی کیٹیگری کی ہوتی ہیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ضیانوف عمران کے لئے کافی لے کر آ گیا۔

''عمران۔ اب ادھر ادھر کی باتوں کی بجائے مشن کے متعلق بات ہو جائے''...... جولیا نے کہا۔

''کون سے مشن کے متعلق۔ جس مشن پر تم آئے ہو یا جس مشن پر میں ہوں''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا ہم الگ الگ مشن پر آئے ہوئے ہیں''۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی

حیرت کے تاثرات تھے۔

''میں تو طویل عرصے سے ایک ہی مشن پر ہوں۔ اللہ جانے میرا وہ مشن کب مکمل ہو گا''...... عمران نے آہ بھرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے چور نظروں سے جولیا کی طرف بھی دیکھا۔ عمران کی بات سن کر ان سب نے اطمینان کا سانس لیا۔ وہ تو عمران کی بات کو سچ سمجھ بیٹھے تھے کہ وہ الگ الگ مشن پر روسیاہ آئے ہیں۔

''عمران۔ تمہیں کسی مشن میں ناکامی کا منہ نہیں دیکھنا پڑا لیکن اپنے اس مشن میں تم ہمیشہ ناکام ہی رہو گے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو تنویر کا چہرہ خوشی سے گلاب کی مانند کھل اٹھا۔ باقی سب افراد کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔ البتہ ضیانوف خاموش تھا کیونکہ اسے یہ باتیں سمجھ ہی نہیں آ رہی تھیں۔ عمران جب رتھنا گوف کے تعاقب کی تفصیل بتا رہا تھا تو ضیانوف اس دوران اس کے لئے کافی بنا رہا تھا۔

''اب ایسی بددعائیں تو نہ دو کہ میرا دم ہی نکل جائے''...... عمران نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

''تم ڈھیٹ مٹی کے بنے ہوئے ہو تمہیں کچھ نہیں ہوتا''...... اس مرتبہ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے کچھ نہیں ہوتا تو تمہیں ہی کچھ ہو جائے''...... عمران نے کہا تو تنویر کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

''تمہاری تو زبان بھی کالی ہے۔ نہ جانے کس وقت تمہارا کہا پورا

ہو جائے“..... تنویر نے غصے سے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ مشن پاکیشیا کے وقار اور عزت سے منسلک ہے۔ اس مشن میں تاخیر نہیں ہونی چاہئے“..... ان کی باتوں کو طویل ہوتے دیکھ کر صدیقی نے عمران کو اصل موضوع کی طرف لانے کی خاطر کہا۔

”یہ بات تم جولیا کو سمجھاتے“..... عمران نے صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مجھے سمجھاتے۔ لیکن کیوں۔ میں نے کیا کیا ہے“..... جولیا نے ایک بار پھر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”تم مانو گی تو میرا مشن مکمل ہو گا۔ مشن مکمل ہو گا تو عزت اور وقار اس دنیا میں آئیں گے۔ دیکھو صدیقی کتنا اچھا اور مخلص دوست ہے کہ اس نے ہمارے بچوں کے نام بھی تجویز کر لئے ہیں“۔ عمران بھلا اتنی آسانی سے باز آنے والا تو نہیں تھا۔ اس نے بظاہر نہایت سنجیدہ انداز میں بات کی لیکن اس کی بات مکمل ہوتے ہی جولیا کا ہاتھ اپنے جوتے کی طرف بڑھ گیا۔

”یہ کام شادی کے بعد ہوتا ہے۔ اگر تم نے یہ کام شادی سے پہلے ہی شروع کر دیا تو میں ایک مثال بن جاؤں گا۔ لڑکیاں اپنے ہونے والے شوہر پر جوتے اتاریں گی اور اعتراض ہونے پر میری مثال دیا کریں گی۔ کیوں اس دنیا میں ایک نئی مثال قائم کرنا چاہتی ہو۔ تھوڑا انتظار کر لو۔ شادی کے بعد اپنی حسرتیں پوری کر لینا پھر میں

بھی دنیا والوں سے کہہ سکوں گا کہ بیوی سے جوتے کھانے والا میں پہلا شوہر نہیں ہوں۔ دنیا کے تمام شوہر مجھ جیسے ہی ہیں"۔ عمران نے مسکین سے لہجے میں کہا۔ جولیا کا اپنے جوتے کی طرف بڑھا ہوا ہاتھ رک گیا ور اس کے چہرے پر شرمساری کے تاثرات آ گئے۔

"عمران صاحب۔ آپ بتا رہے تھے کہ پاکیشیا سے چوری ہونے والی فائل کس طرح سے حاصل کرنی ہے"...... خاور نے اس مرتبہ مشن کا نام نہیں لیا۔

"اس فائل میں کیا تھا۔ ڈاکٹر کی ہدایات اور ٹیکوں کے کورس کا شیڈول۔ وہ فائل تو پھر بھی بن جائے گی"...... عمران نے خاور کی احتیاط کو بھی ٹھکانے لگاتے ہوئے کہا تو خاور نے اپنا منہ مضبوطی سے اس طرح بند کر لیا جیسے اس نے اب نہ بولنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہو۔

"عمران صاحب۔ پلیز سنجیدہ ہو جائیں نا"...... اس مرتبہ صدیقی نے منت کرتے ہوئے کہا۔

"سنجیدہ خاتون۔ نام تو اچھا ہے لیکن ہے پرانے زمانے کا"۔ عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

"کیوں جولیا۔ کیا یہ نام بچی کے لئے مناسب رہے گا"۔ عمران نے مشورہ طلب انداز میں جولیا سے کہا۔

"میرا دماغ اتنا فضول نہیں ہے کہ میں اسے تمہاری باتوں میں ضائع کروں"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ضیانوف۔ چیف نے تمہیں ہدایت کی تھی کہ تم نے فائل کے

متعلق معلومات حاصل کرنی ہیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
اسے سنجیدہ ہوتے دیکھ کر سب نے اطمینان کا سانس لیا۔

''عمران صاحب۔ فائل یو اے وی رتھنا گوف کے پاس پہنچی تھی۔ رتھنا گوف نے وہ فائل روسیاہ کے صدر کے مشیر خاص مناؤ کے حوالے کر دی۔ مناؤ نے یہ فائل آگے کہاں پہنچائی ہے یہ معلوم نہیں ہو سکا''...... ضیانوف نے کہا۔

''مناؤ سے ہم معلوم کر لیں گے کہ فائل کہاں گئی لیکن تم یہ بتاؤ کہ بلیک سرکل مناؤ کے تحت کیوں ہے۔ ایجنسیاں تو وزارت خارجہ کے تحت ہوتی ہیں''...... عمران نے ضیانوف سے کہا۔

''سر۔ کچھ دن پہلے صدر صاحب نے مناؤ کو کچھ خصوصی اختیارات دیئے ہیں۔ ان اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے مناؤ تمام انتظامی ایجنسیوں کا سربراہ بن گیا ہے''...... ضیانوف نے کہا۔

''ہونہہ۔ یہ مناؤ رہتا کہاں ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں ضیانوف سے پوچھا۔

''سر۔ مناؤ منسٹرز کالونی کی کوٹھی نمبر اے بیس میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہتا ہے''...... ضیانوف نے کہا۔

''روسیاہی صدر کے روٹھے ہوئے مشیر خاص کو کون منا کر لائے گا''...... عمران نے کہا۔

''میں چلی جاتی ہوں۔ میں آسانی سے اسے منا کر لے آؤں گی''...... جولیا نے کہا۔

''جولیا۔ اس شخص کے بارے میں، میں نے سنا ہے کہ یہ بہت ہی تیز اور چالاک انسان ہے''...... عمران نے کہا۔

''اگر دشمن تیز اور چالاک انسان ہے تو اس سے چھپ کر میں گھر بیٹھ جاؤں''...... جولیا نے ناراض لہجے میں کہا۔

''او کے۔ تم چلی جاؤ اور اسے لے آؤ۔ لیکن اس وقت مناؤ گھر پر تو نہیں ہو گا۔ یہ تو دفتر کا ٹائم ہے''...... عمران نے ریسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

''میں اس کے آفس میں چلی جاتی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''او کے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ تم جس طرح جاؤ اور جہاں سے چاہو مناؤ کو لے آؤ''...... عمران نے کہا۔

''تھینک یو''...... جولیا نے کہا اور پھر وہ صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''جولیا۔ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں''...... تنویر نے جولیا سے کہا اور پھر وہ بھی کھڑا ہو گیا۔

''نہیں۔ ابھی تمہاری بھی ضرورت نہیں ہے۔ میں اکیلی اس مشن کے لئے کافی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''او کے۔ جیسے تمہاری مرضی''...... تنویر نے ناراض سے لہجے میں کہا لیکن جولیا نے اس کے ناراض ہونے کا نوٹس نہیں لیا۔ وہ ضیانوف کے ساتھ کمرے سے باہر آ گئی۔ گیراج میں چار گاڑیاں کھڑی تھیں۔ ضیانوف نے ایک کار کی چابی جولیا کے حوالے کی تو

جولیا نے کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی اور کار سٹارٹ ہو کر گیٹ کی طرف بڑھی۔ گیٹ پر ضیانوف کا ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ یہ شاموف تھا۔ شاموف بھی عمران کو جانتا تھا لیکن دوسرے ساتھیوں سے اس کا تعارف نہیں تھا۔ دوسرے ساتھیوں کا تعارف آج ہی اس سے کرایا گیا تھا لیکن تمام ساتھی خصوصی میک اپ میں تھے۔ ممبران کی اصل شکلیں تو ابھی تک ضیانوف نے بھی نہیں دیکھی تھیں۔ شاموف نے کار کو گیٹ کی طرف بڑھتے دیکھا تو اس نے گیٹ کھول دیا تو جولیا کار سڑک پر لے آئی۔ کچھ دیر بعد وہ پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ پہنچ گئی۔ مین گیٹ پر سیکورٹی گارڈ نے اسے روک لیا۔

''میرا نام لیانا ہے اور میں ورلڈ میگزین کی نمائندہ خصوصی ہوں۔ جیوم سے خصوصی طور پر آئی ہوں۔ مجھے مسٹر سناؤ کا خصوصی انٹرویو کرنا ہے''...... جولیا نے بارعب لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنے ہینڈ بیگ میں سے ایک کارڈ نکال کر سیکورٹی آفیسر کی طرف بڑھایا۔ سیکورٹی آفیسر نے کارڈ لے کر غور سے دیکھا۔ ورلڈ میگزین عالمی شہرت یافتہ رسالہ تھا جو دنیا بھر میں شوق سے پڑھا جاتا تھا۔ اس میگزین میں دیگر تحریروں کے ساتھ ساتھ بڑی شخصیات کے انٹرویوز بھی شائع کئے جاتے تھے۔

''مادام۔ آپ نے مناؤ صاحب سے وقت لیا ہوا ہے''...... سیکورٹی آفیسر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ آج میں ان سے وقت لینے ہی آئی ہوں''...... جولیا نے

بدستور بارعب لہجے میں کہا۔

''مادام۔ آپ گیسٹ روم میں تشریف رکھیں۔ میں آپ کا کارڈ مناؤ صاحب کو بھیجتا ہوں۔ اگر انہوں نے اجازت دی تو پھر آپ کو ان سے ملوا دیا جائے گا''...... سیکورٹی آفیسر نے کہا۔

''او کے''...... جولیا نے کہا تو سیکورٹی آفیسر نے اپنے ایک ماتحت کو قریب بلایا۔

''مادام کو گیسٹ روم میں بٹھاؤ''...... سیکورٹی آفیسر نے اپنے ماتحت سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... ماتحت نے سیلوٹ کرتے ہوئے کہا اور پھر جولیا اس کے ساتھ گیسٹ روم میں آ گئی۔ سیکورٹی اہلکار اسے گیسٹ روم میں بٹھا کر واپس چلا گیا اور پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد سیکورٹی آفیسر گیسٹ روم میں داخل ہوا۔

''مادام۔ یہ آپ کی خوش قسمتی ہے کہ مناؤ صاحب نے آج ہی آپ کو ملاقات کا وقت دے دیا ہے حالانکہ ان کی مصروفیات بہت زیادہ ہیں''...... سیکورٹی آفیسر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میری خوش قسمتی نہیں بلکہ مسٹر مناؤ کی خوش قسمتی ہے۔ ہمارے میگزین میں انٹرویو چھپنا آسکر ایوارڈ ملنے سے کم نہیں۔ سمجھے مسٹر آفیسر''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ مادام۔ آپ بالکل درست کہہ رہی ہیں۔ تشریف لے آئیں''...... سیکورٹی آفیسر نے کہا۔ جولیا صوفے سے کھڑی ہوئی اور

سیکورٹی آفیسر کے ساتھ گیسٹ روم سے باہر آ گئی۔

"آپ، کی گاڑی یہاں موجود رہے گی۔ آپ میرے ساتھ سیکورٹی کی گاڑی میں جائیں گی"...... سیکورٹی آفیسر نے کہا تو جولیا نے اثبات کے انداز میں سرہلایا اور پھر وہ سیکورٹی آفیسر کے ساتھ ایک جیپ میں بیٹھ گئی۔ دو منٹ بعد جیپ دفاتر کے قریب جا کر رکی۔ سیکورٹی آفسر نے نیچے اتر کر جولیا کی سائیڈ والا دروازہ کھولا۔

"مادام۔ تشریف لائیے"...... سیکورٹی آفیسر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو جولیا بھی جیپ سے نیچے اتری۔ پھر وہ سیکورٹی آفیسر کے ساتھ چلتی ہوئی ایک کمرے کے دروازے تک پہنچ گئی۔ دروازے پر پی اے ٹو مشیر خاص آف پریذیڈنٹ لکھا ہوا تھا۔ وہ دونوں اس کمرے میں داخل ہو گئے۔

"مادام۔ سر کو ہمارے آنے کی اطلاع کریں"...... سیکورٹی آفیسر نے مناؤ کی پی اے سے کہا۔

"جی بہتر۔ آپ تشریف رکھیں"...... پی اے نے جولیا کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ سیکورٹی آفیسر ایک طرف کھڑا ہو گیا جبکہ جولیا صوفے پر بیٹھ گئی۔ پی اے نے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"مادام۔ محسوس مت کیجئے گا۔ آپ کو پانچ منٹ انتظار کرنا پڑے گا"...... انٹرکام پر بات کرنے کے بعد مناؤ کی پی اے نے جولیا سے کہا۔

"اٹس او کے۔ نو پرابلم"...... جولیا نے اسی طرح مسکراتے ہوئے

کہا جیسے یہ اس کی ڈیوٹی کا حصہ ہو۔

ٹھیک پانچ منٹ بعد انٹرکام کی گھنٹی بجی تو مناؤ کی پی اے نے رسیور اٹھایا اور بات کرنے لگی۔

"سر۔ آپ مادام کو باس کے کمرے میں لے جائیں"...... انٹرکام پر بات کرنے کے بعد پی اے نے سیکورٹی آفیسر سے کہا۔

"مادام۔ اگر آپ کے پاس اسلحہ ہے تو یہاں جمع کرا دیں کیونکہ اگر آپ اسلحے کے ساتھ اندر جائیں گی تو کمپیوٹرائزڈ سیکورٹی سسٹم آپ کو بے ہوش کر دے گا"...... سیکورٹی آفیسر نے جولیا سے کہا۔

"مسٹر آفیسر۔ میں صحافی ہوں چور ڈاکو نہیں کہ گنیں اپنے پاس رکھوں"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ آیئے میرے ساتھ"...... سیکورٹی آفیسر نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھا۔ پی اے کے کمرے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں پہنچ گئے۔ اس راہداری کے دونوں طرف کمرے تھے۔ راہداری کی چھت پر جولیا کو چند کیمرے بھی دکھائی دیئے۔ راہداری میں سیکورٹی اہلکار بھی موجود تھے۔ سیکورٹی آفیسر ان کے قریب سے گزرتا تو وہ اسے سیلوٹ کرتے۔

ایک دروازے کے قریب پہنچ کر سیکورٹی آفسر رک گیا۔ دروازے پر سنہری حروف میں مشیر خاص مناؤ لکھا ہوا تھا۔ سیکورٹی آفیسر نے دروازے پر آہستہ سے دستک دی پھر اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا اور وہ دونوں کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہ ایک بڑا

کمرہ تھا۔ کمرے کے وسط میں خوبصورت اور قیمتی آفس ٹیبل رکھی ہوئی تھی۔ ٹیبل پر مختلف رنگوں کے تین ٹیلی فون، ایک انٹرکام سیٹ، ایک کمپیوٹر اور دیگر دفتری سامان موجود تھا۔ ٹیبل کی دوسری جانب مناؤ بیٹھا ہوا تھا جس کے چہرے پر تکبر کے تاثرات تھے۔ کمرے میں ایک دیوار کے ساتھ تین مسلح افراد کھڑے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھ کر ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ جیتے جاگتے انسانوں کی بجائے پتھر کے بت ہو۔ مناؤ کی شان وشوکت اور چہرے پر تکبر کے تاثرات دیکھ کر جولیا نے سوچا کہ یہ وہ قوم ہے جسے کچھ عرصہ پہلے عبرت ناک شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس شکست کی وجہ سے وسیاہ کے کئی ٹکڑے ہو گئے تھے۔ اس شکست کے بعد بھی ان لوگوں کے تکبر کا یہ عالم ہے تو شکست سے پہلے ان کا کیا انداز ہو گا۔

سیکورٹی آفیسر اور جولیا، مناؤ کی ٹیبل کے قریب پہنچے۔ سیکورٹی آفسر نے تو مناؤ کو سیلوٹ کیا جبکہ جولیا نے اسے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا۔ مناؤ اٹھا اور جولیا کے قریب آ گیا۔ اس نے مصافحے کے لئے جولیا کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

”سوری سر۔ چند وجوہات کی بنا پر میں آپ سے مصافحہ نہیں کر سکتی۔ امید ہے آپ ناراض نہیں ہوں گے کیا اب ہم انٹرویو شروع کریں“...... جولیا نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

”انٹرویو اور میگزین۔ ہاہاہا۔ مادام۔ تم ہمیں بے وقوف سمجھتی ہو“۔ مناؤ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ میں سمجھی نہیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں تو آپ کا انٹرویو کرنے آئی ہوں"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔ اسی لمحے اس کی نظر سیکورٹی آفیسر پر پڑی۔ جس کے ہاتھ میں مشین پسٹل نظر آ رہا تھا اور اس مشین پسٹل کا رخ اسی کی طرف تھا جبکہ کمرے میں پہلے سے موجود تینوں سیکورٹی اہلکار بھی جولیا کے پیچھے آ گئے تھے اور ان کی مشین گنیں بھی سیدھی ہو چکی تھیں۔

"آپ ہمیں احمق سمجھتی ہیں مادام۔ لیکن ہم احمق ہیں نہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم ورلڈ میگزین کی نمائندہ نہیں ہو"...... مناؤ نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی اپنے چیف ایڈیٹر سے بات کرتی ہوں۔ جب دنیا بھر کی صحافتی تنظیمیں آپ کے خلاف احتجاج کریں گی اور دنیا بھر کے ٹی وی چینلز آپ کی مذمت کر رہے ہوں گے تو پھر آپ کو معلوم ہو گا کہ آپ نے کس سے بدسلوکی کی ہے"...... جولیا نے پراعتماد لہجے میں مناؤ کو دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"میں ورلڈ میگزین کے چیف ایڈیٹر سے بات کر چکا ہوں۔ اس لئے تمہیں اس سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے"...... مناؤ نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا۔ جولیا نے اس کی بات پر توجہ نہ دی وہ ہینڈ بیگ کھولنے لگی۔ وہ اپنا ہینڈ بیگ کھول ہی رہی تھی کہ اس کے سر پر مشین گن کے دستے کی بھرپور ضرب لگی اور اس کی آنکھوں کے سامنے ستارے سے جھلملانے لگے۔ وہ تیزی سے مڑنا چاہتی تھی کہ

اس کے سر پر دوسری ضرب بھی لگی۔ اس کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا اور وہ لہرا کر فرش پر گرتی چلی گئی۔

''مسٹر آفیسر۔ اس لڑکی کو ہماری کوٹھی پر پہنچا دو''۔ مناؤ نے سیکورٹی آفیسر سے کہا۔

''او کے سر''...... سیکورٹی آفیسر نے کہا پھر اس نے جولیا کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

رتھنا گوف کی کار کا ایکسیڈنٹ شدید نوعیت کا تھا۔ اگر عام کار ہوتی تو رتھنا گوف کی ہڈیاں بھی پچک گئیں ہوتیں لیکن خصوصی کار کی وجہ سے انہیں معمولی سی چوٹیں آئی تھیں۔ عمران نے جس مہارت سے انہیں حادثے سے دوچار کیا تھا اس پر رتھنا گوف اور گراف کا غصہ شدید تو تھا ہی۔ ساتھ ہی رتھنا گوف شرمندگی بھی محسوس کر رہا تھا۔ گراف کے سامنے اس کی بے عزتی ہوئی تھی اسی لئے اس نے پختہ ارادہ کیا تھا کہ وہ عمران کو اضافی اذیت سے دوچار کرے گا۔ ایک دو دن نہیں بلکہ کئی دنوں تک وہ عمران کو تشدد کا نشانہ بنائے گا اور اسے اتنا تڑپائے گا کہ آج تک کوئی بھی اتنا نہیں تڑپا ہو گا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ عمران نے ہمارے ساتھ گیم کی ہے"۔ رتھنا گوف نے گراف سے کہا۔ رتھنا گوف اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا اور گراف اس کے سامنے سر جھکائے بیٹھی تھی۔

"باس۔ آپ سپر مائینڈ ہیں۔ آپ بہت جلد کسی بات کی تہہ تک

پہنچ جاتے ہیں جبکہ مجھے تجزیہ کرنے میں کچھ وقت لگتا ہے“...... گراف نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ رتھنا گوف کا موڈ خراب ہے۔ اب اس کے خراب موڈ کو خوشامد سے ہی ٹھیک کیا جا سکتا تھا ورنہ اس کا تو کوئی اعتبار نہیں تھا کہ وہ کسی بات پر برہم ہو کر گراف کو ہی گولی مار دیتا۔

”میں نے عمران کے بارے میں پڑھا اور سنا تھا کہ یہ بہت شاطر ہے اور اس کی اس کارروائی سے یہ ثابت بھی ہو گیا ہے“۔ رتھنا گوف نے کہا۔

”باس۔ میں سمجھی نہیں۔ پلیز آپ مجھے سمجھائیں“...... گراف نے کہا۔ حالانکہ اندازہ اسے بھی ہو گیا تھا کہ عمران کیوں اپنی اصلی شکل میں آیا ہے اور اس نے کیوں انہیں اپنے تعاقب میں الجھائے رکھا ہے۔

”عمران کو دیکھتے ہی ہم باقی سب باتیں بھول گئے اور اندھا دھند اس کے تعاقب میں دوڑ پڑے۔ ہم نے اپنے ماتحتوں کو یہ ہدایت بھی نہیں کی کہ وہ ہوشیار رہیں اور غفلت میں نہ پڑ جائیں۔ ہمیں عمران کے تعاقب میں جاتے دیکھ کر ہمارے ماتحت یہ سمجھے کہ جس دشمن کے لئے یہ انتظامات کئے گئے ہیں وہ آ چکا ہے اور اب مزید محتاط رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سو وہ غافل ہو گئے اور ان کی اس غفلت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے عمران کے ساتھی ایئر پورٹ سے نکل گئے“...... رتھنا گوف نے کہا۔

''باس۔ آپ جینیس ہیں۔ آپ نے حالات کا بالکل درست تجزیہ کیا ہے۔ اگرچہ عمران اور اس کے ساتھی دارالحکومت میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن وہ جلد ٹریس کر لئے جائیں گے۔ یہ ہمارا ملک ہے۔ ہمارے پاس تمام تر وسائل موجود ہیں اور پھر ہم ان سے زیادہ خطرناک اور طاقتور ہیں۔ وہ ہم سے کسی بھی صورت بچ نہیں سکیں گے''...... گراف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہم نے انہیں ٹریس کرنے کے جو انتظامات کیے ہیں اس سے مجھے یقین ہے کہ وہ لوگ جلد ٹریس ہو جائیں گے''...... رتھنا گوف نے اس مرتبہ مطمئن لہجے میں کہا۔ اسی لمحے گراف کی جیب سے میوزک کی آواز سنائی دینے لگی۔

''ایکسکیوزمی باس۔ میں کال سن لوں۔ یہ جاگوف کی کال ہے''۔ گراف نے اجازت طلب نظروں سے رتھنا گوف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اس نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔

''گراف اسپیکنگ''...... گراف نے کال او کے کا بٹن پریس کرنے کے بعد سیل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ پھر وہ دوسری طرف کی بات سننے لگی۔

''او کے۔ تم وہیں رہو۔ میں ابھی آتی ہوں''...... دوسری طرف کی بات سننے کے بعد گراف نے کہا۔ پھر اس نے کال اینڈ کا بٹن دبا کر سیل فون جیب میں رکھ لیا۔

''باس۔ ہم نے جس ٹیکسی کا تعاقب کیا تھا وہ ٹریس ہو گئی ہے۔

مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے میں خود جا رہی ہوں''۔ گراف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے کھڑی ہو گئی۔

''کہاں ہے وہ ٹیکسی''...... رتھنا گوف نے پوچھا۔

''باس۔ وہ ہاٹ کالونی کے پارک کے سامنے کھڑی ہوئی ہے''۔ گراف نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔تم جاؤ اور پھر فوراً ہی مجھے رپورٹ کرو''...... رتھنا گوف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... گراف نے کہا پھر اس نے رتھنا گوف کو سلام کیا اور اس کے کمرے سے باہر آ گئی۔ ہاٹ کالونی کے پبلک پارک تک پہنچنے میں اسے بیس منٹ لگ گئے۔ پھر جیسے ہی اس نے اپنی کار پارک کے قریب روکی جاگوف اس کی کار کے قریب آیا اور اس نے مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا۔

''کہاں ہے وہ ٹیکسی''...... گراف نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''مادام۔ وہ دیکھیں''...... جاگوف نے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تو گراف نے اس طرف دیکھا۔ پارک کے مین گیٹ سے چند قدم آگے دیوار کے قریب ایک ٹیکسی کھڑی ہوئی تھی۔ گراف اس ٹیکسی کے قریب آئی۔ اس نے نمبر پلیٹ دیکھی تو یہ واقعی وہی ٹیکسی تھی جس کا انہوں نے تعاقب کیا تھا۔

''تم نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں''...... گراف

نے جاگوف سے پوچھا۔

''یس مادام۔ لیکن کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسے یہاں کون چھوڑ گیا ہے''...... جاگوف نے کہا۔

''آؤ میرے ساتھ۔ میں پوچھتی ہوں''...... گراف نے کہا اور پھر وہ قریب ہی موجود ایک بک سٹال کی طرف بڑھ گئی۔

''ہیلو''...... اس نے خوش اخلاق لہجے میں دکاندار سے کہا تو دکاندار اس کی طرف متوجہ ہوا۔

''یس مادام۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... دکاندار نے بھی بااخلاق لہجے میں کہا۔

''ہمارا تعلق سیکرٹ پولیس سے ہے اور ہم ایک دشمن ایجنٹ کی تلاش میں ہیں۔ یہ دشمن ایجنٹ روسیاہ کا قومی مجرم ہے''...... گراف نے دکاندار سے کہا۔

''آپ کی مدد کرنا تو ہمارا قومی فرض ہے مادام۔ فرمایئے''۔ دکاندار نے بدستور بااخلاق لہجے میں کہا۔

''اس دشمن ایجنٹ نے اس ٹیکسی میں سفر کیا ہے۔ جب وہ پولیس کی نظروں میں آیا ہے وہ اس ٹیکسی میں سفر کر رہا تھا پھر وہ اس ٹیکسی کے ڈرائیور کو بے ہوش کر کے پولیس کو غچہ دے کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اب یہ ٹیکسی یہاں نظر آ رہی ہے تو وہ لازماً یہیں اترا ہو گا اور یقیناً آپ کی نظروں میں بھی آیا ہو گا''...... گراف نے اس سے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''مادام۔ کیا وہ دشمن ایجنٹ کافرستان سے تعلق رکھتا ہے''۔ دکاندار نے گراف سے پوچھا۔

''کافرستان سے نہیں۔ وہ پاکیشیائی ہے اور اس کا مطلب ہے کہ آپ نے اسے دیکھا ہے''...... گراف نے کہا۔ اسے خوشی محسوس ہو رہی تھی کہ اس نے عمران کو ٹریس کر لیا ہے۔

''پاکیشیائی اور کافرستانی افراد کی شکلیں آپس میں ملتی جلتی ہیں اس لئے میں نے اس نوجوان کو کافرستانی سمجھا تھا۔ وہ نوجوان کافی خوبصورت تھا اور اس کے چہرے پر معصومیت تھی۔ اسی معصومیت کی وجہ سے میں نے اسے غور سے دیکھا تھا''......دکاندار نے کہا تو گراف کو اس پر بہت غصہ آیا۔ وہ مطلب کی بات کرنے کی بجائے عمران کی تعریف کئے جا رہا تھا۔ کوئی اور موقع ہوتا تو وہ دکاندار پر اپنا سارا غصہ اتار دیتی لیکن اس وقت وہ اپنے غصے کو برداشت کر گئی۔

''ہاں۔ وہ دشمن ایجنٹ خوبصورت بھی ہے لیکن وہ گیا کہاں ہے''۔ گراف نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں نے اسے سی لائن کی طرف کی جاتے دیکھا ہے۔ اب یہ معلوم نہیں کہ وہ سی لائن کی کس کوٹھی میں گیا ہے''...... دکاندار نے کہا۔

''او کے۔ ہم اسے ڈھونڈ لیں گے۔ آؤ جاگوف''...... گراف نے پہلے دکاندار اور پھر اپنے ساتھی سے کہا۔ اس کے بعد وہ سی لائن کی طرف بڑھنے لگی۔ سی لائن میں ایک سینٹری ورکر وائپر سے صفائی کر رہا

تھا۔

''ادھر آؤ''...... گراف نے سینٹری ورکر کو آواز دیتے ہوئے کہا تو وہ گراف کے قریب آ گیا۔

''یس مادام۔ آپ نے مجھے بلایا''...... سینٹری ورکر نے مؤدبانہ لہجے میں گراف سے کہا۔

''ہاں۔ کتنی دیر سے تم یہاں صفائی کر رہے ہو''...... گراف نے اس سے پوچھا۔

''کافی دیر سے ڈیوٹی پر ہوں مادام''...... سینٹری ورکر نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے یہاں کسی ایسے غیر ملکی کو دیکھا ہے جس پر تمہیں شک ہوا ہو کہ یہ کافرستانی ہے یا پاکیشیائی''...... گراف نے کہا۔

''یس مادام۔ میں نے ایسا غیر ملکی دیکھا ہے۔ اس وقت میں کافی دور صفائی کر رہا تھا۔ میں نے دور سے ہی اسے دیکھا تھا۔ وہ ڈبل تھری کے گیٹ پر رکا تھا مادام''...... سینٹری ورکر نے کہا۔

''او کے۔ اب تم اپنا کام کرو''...... گراف نے سخت لہجے میں کہا تو سینٹری ورکر مڑ گیا۔ گراف بھی وہاں سے چند قدم آگے آ گئی پھر اس نے جیب میں سے اپنا سیل فون نکالا اور رتھنا گوف کے نمبرز پریس کرنے لگی۔ جلد ہی دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''رتھنا گوف''...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے رتھنا گوف کی کرخت آواز سنائی دی۔

"گراف بول رہی ہوں باس"...... گراف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس گراف۔ کیا رپورٹ ہے"...... دوسری طرف سے رتھنا گوف کی بدستور کرخت آواز سنائی دی۔

"باس۔ میں نے عمران کو ٹریس کر لیا ہے۔ وہ ہاٹ کالونی سی ڈبل تھری میں موجود ہے"...... گراف نے کہا۔

"گڈ۔ تم ایکشن گروپ کو طلب کر لو۔ میں بھی آ رہا ہوں۔ اس ریڈ کی نگرانی میں خود کروں گا"...... دوسری طرف سے رتھنا گوف نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"او کے باس۔ میں ابھی ایکشن گروپ کے انچارج شیراف کو کال کرتی ہوں"...... گراف نے کہا تو دوسری طرف سے کال منقطع ہو گئی۔ وہ شیراف کے نمبر پریس کرنے لگی جو کہ بلیک سرکل کے ایکشن گروپ کا انچارج تھا اور فطری طور پر انتہائی سفاک انسان تھا۔

"گراف اسپیکنگ"...... جیسے ہی دوسری طرف سے کال رسیو ہوئی تو گراف نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس مادام۔ حکم فرمایئے"...... اس مرتبہ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"شیراف۔ ہم نے ہاٹ کالونی کی ایک کوٹھی پر ریڈ کرنا ہے۔ تم مکمل تیاری کے ساتھ فوراً آ جاؤ"...... گراف نے کہا۔

"او کے مادام۔ میں ابھی چند منٹوں میں آپ کے پاس پہنچ رہا

ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گراف نے کال منقطع کر دی۔ پھر وہ شیراف اور رتھنا گوف کا انتظار کرنے لگی۔ چند منٹ ہی گزرے تھے کہ اس کے قریب ایک وین آ کر رکی۔ یہ وین بلیک سرکل کی تھی اور ایکشن گروپ اسے استعمال کرتا تھا۔ گراف نے وین کی ڈرائیونگ سیٹ پر نظر دوڑائی۔ وین کی فرسٹ سیٹ پر شیراف بیٹھا ہوا تھا۔

''اچھا ہوا کہ تم باس سے پہلے آ گئے۔ اگر تم باس کے بعد آتے تو یقیناً تمہیں گولی مار دی جاتی''...... گراف نے شیراف سے کہا۔

''اوہ مادام۔ آپ نے تو مجھے بتایا ہی نہیں تھا کہ باس بھی آ رہے ہیں''...... شیراف نے چونکتے ہوئے کہا۔ گراف اسے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ انہیں رتھنا گوف کی گاڑی دکھائی دی۔ گاڑی ان کے قریب آ کر رک گئی۔ رتھنا گوف گاڑی سے نیچے اترا تو ان سب نے مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا لیکن اس نے سب کے سلام کو نظر انداز کر دیا۔

''گراف۔ کیا حالات ہیں یہاں کے''...... رتھنا گوف نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ ابھی تک تو اس کوٹھی سے باہر کوئی نہیں آیا''...... گراف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے اس کوٹھی کا جائزہ لیا ہے''...... رتھنا گوف نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ گیٹ پر ایک آدمی موجود ہے۔ اندر کمروں میں معلوم

نہیں کہ کتنے افراد موجود ہیں''...... گراف نے کہا۔ اس نے اپنی طرف سے یہ بات کہہ دی تھی حالانکہ اس نے کوٹھی کا جائزہ نہیں لیا تھا لیکن اگر وہ یہ بات رتھنا گوف سے کہہ دیتی تو اس نے بہت زیادہ برہم ہونا تھا لہٰذا اس نے رتھنا گوف سے جھوٹ بول دیا۔

''ہونہہ۔ اس کوٹھی پر گیس کپسولوں کی بارش کر دو''...... رتھنا گوف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''او کے باس۔ چلو شیراف میرے ساتھ''...... گراف نے مؤدبانہ لہجے میں رتھنا گوف سے اور تحکمانہ لہجے میں شیراف سے کہا۔ وہ ایکشن گروپ کے افراد کے ساتھ ڈبل تھری کے گیٹ پر پہنچ گئی۔

''شیراف۔ گیس کپسول فائر کر دو''...... گراف نے تحکمانہ لہجے میں شیراف سے کہا تو اس نے جیب میں سے گیس پسٹل نکالا اور کوٹھی کے اندر تین چار کپسول فائر کر دیئے۔ اس دوران انہوں نے اپنے سانس روک لئے تھے۔ وہ سانس روکے کھڑے تھے کہ رتھنا گوف کی کار ان کے قریب پہنچ گئی۔ تقریباً دو منٹ کے بعد رتھنا گوف کار سے نیچے اترا اور اس نے گہرا سانس بھی لیا جبکہ گراف نے آگے بڑھ کر گیٹ پر دباؤ ڈالا لیکن گیٹ اندر سے بند تھا۔ گیٹ کی ذیلی کھڑکی بھی اندر سے بند تھی۔

''شیرون۔ تم اندر جاؤ اور اندر کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد گیٹ کھول دو''...... گراف نے شیراف کے اسسٹنٹ کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس مادام"...... شیرون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ گیٹ پر چڑھ گیا۔ کیونکہ وہ بلیک سرکل سے تعلق رکھتے تھے جو وسیع اختیارات کی حامل ایجنسی تھی۔ شیراف کی وین اور رتھنا گوف کی کار پر ان کی ایجنسی کا مخصوص مونوگرام بھی تھا اس لئے کوئی بھی ان کے کام میں رکاوٹ ڈالنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔

شیرون نے گیٹ پر چڑھنے کے بعد اندر نظر دوڑائی اور پھر وہ دوسری طرف اتر گیا۔ تقریباً تین منٹ کے بعد گیٹ کھلا اور شیرون کی شکل دکھائی دی۔

"مادام۔ گیٹ کے قریب ایک آدمی بے ہوش پڑا ہوا ہے اور اندر ایک کمرے میں تین افراد بے ہوش پڑے ہوئے ہیں"...... شیرون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ چلو اندر۔ شیراف۔ تم وین اندر لے آؤ"...... رتھنا گوف نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو شیراف اپنی وین کی طرف چلا گیا۔ رتھنا گوف اپنی کار میں بیٹھا جبکہ گراف اور دیگر افراد پیدل آگے بڑھے۔ گیٹ کے قریب ہی سائیڈ پر ایک روسیاہی آدمی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ گراف نے اس پر سرسری سی نظر ڈالی اور پھر وہ آگے بڑھی۔ رتھنا گوف نے کوٹھی میں داخل ہو کر کار ایک سائیڈ پر روکی اور نیچے اتر آیا۔ اب اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا اور اس کی نظریں چاروں طرف گردش کر رہی تھیں۔ ایکشن گروپ کے آدمیوں کے ہاتھوں میں پہلے سے ہی مشین پسٹل موجود تھے اور وہ نہایت چوکنا ہو کر آگے

بڑھ رہے تھے۔

"باس۔ بے ہوش افراد اس کمرے میں موجود ہیں"...... کمروں کے قریب پہنچ کر شیرون نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ پھر وہ اس کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے رتھنا گوف، گراف اور دیگر آدمی بھی کمرے میں داخل ہو گئے۔ کمرے میں واقعی تین افراد بے ہوشی کی حالت میں فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ ان میں ایک عمران بھی تھا۔

"باس۔ یہ عمران ہی ہے"...... گراف نے بے ہوش عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"دنیا نے ایسے ہی اس آدمی کو ہوا بنا رکھا تھا۔ جتنی آسانی سے یہ ہاتھ لگا ہے اتنی آسانی سے ہمارے ملک کے گلی محلوں کے بدمعاش بھی ہاتھ نہیں لگتے"...... رتھنا گوف نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"واقعی باس۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی تو آپ کے سامنے بالکل بچے ثابت ہوئے۔ بھلا اتنی آسانی سے بھی کوئی سیکرٹ ایجنٹ گرفتار ہوتا ہے"...... گراف نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ اتنی آسانی سے کوئی بھی سیکرٹ ایجنٹ بے ہوش یا گرفتار نہیں ہوتا"...... اچانک ہی عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو گراف اور رتھنا گوف حیرت سے اچھل پڑے۔ ان کے ماتحتوں نے فوراً ہی اپنے مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کرنا چاہا لیکن اسی لمحے کمرے میں فائرنگ کی تیز آواز گونجی۔ گراف اور رتھنا گوف کے

علاوہ باقی تمام افراد چیختے ہوئے فرش پر گرے اور تڑپنے لگے جبکہ گراف اور رتھنا گوف کے ہاتھوں سے بھی مشین پسٹل نکل گئے تھے اور وہ خود حیرت سے بت بن گئے تھے۔ عمران کے ساتھیوں نے ان سب کا خاتمہ کر دیا تھا اور ان دونوں کے مشین پسٹل پر فائر کر کے انہیں نہتا کر دیا تھا۔

''یار۔ جس ایجنسی کے چیف کو ڈرائیونگ ہی نہ آتی ہو۔ اس بے چاری ایجنسی کا کیا حال ہو گا''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''پہلے تو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس کی ایجنسی ہے کس چیز کی۔ ٹریولنگ ایجنسی ہے یا تیل کی ایجنسی''...... عمران کے ساتھ کمرے میں تنویر اور خاور تھے اور یہ بات تنویر نے کہی تھی۔

''لگتا ہے کہ یہ سگریٹ کی ایجنسی کا چیف ہے''...... عمران نے شوخ لہجے میں کہا۔

''میں تمہاری ساری شوخی ختم کر دوں گا عمران۔ تم مجھے جانتے نہیں ہو''...... رتھنا گوف نے غراتے ہوئے کہا۔

''اگر میں تمہیں نہیں جانتا تو تم مجھے اپنا تعارف کرا دو''...... عمران نے ایک بار پھر طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میرا نام رتھنا گوف ہے اور میں بلیک سرکل کا چیف ہوں''۔ رتھنا گوف نے اپنا تعارف کرایا جیسے واقعی عمران اسے جانتا نہ ہو۔

''رخنہ گوف۔ یعنی تم ہر کام میں رخنہ ڈالتے ہو''...... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے عمران برق رفتاری سے نیچے بھی بیٹھ گیا۔ کیونکہ رتھنا گوف نے اس پر چھلانگ لگا دی تھی۔ عمران کے نیچے بیٹھ جانے کی وجہ سے وہ عمران کے پیچھے جا گرا۔ لیکن گرتے ہی وہ ایک بار پھر اچھلا اور دوبارہ عمران کی طرف آیا تو عمران کسی سپرنگ کی مانند اچھلا اور رتھنا گوف سے ٹکرا گیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر فرش پر گر پڑے۔

''نہ مادام۔ سانڈوں کی لڑائی میں نہیں کودنا چاہئے۔ اور تم تو ویسے ہی دو مشین پسٹلز کی زد میں ہو۔ تمہارے جسم نے معمولی سی حرکت بھی تو دونوں مشین پسٹلز کی گولیاں تمہارے جسم میں اتر جائیں گی''...... تنویر نے گراف سے کہا کیونکہ اس کے اعصاب بھی تن گئے تھے اور وہ بھی عمران پر چھلانگ لگانا چاہتی تھی لیکن تنویر کی بات سن کر اس نے ایک گہرا سانس لیا اور غصے سے تنویر کی طرف دیکھا۔ وہ واقعی ان دونوں کے نشانے پر تھی اور یہ بات اچھی طرح جانتی تھی کہ یہ دونوں سیکرٹ ایجنٹ ہیں اور سیکرٹ ایجنٹوں کے نشانے خطا نہیں ہوا کرتے تھے۔

عمران اور رتھنا گوف جیسے ہی فرش پر گرے فوراً بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ اٹھتے اٹھتے ہی عمران کی لات حرکت میں آئی جو رتھنا گوف کی گردن پر پڑی اور اٹھتا ہوا رتھنا گوف الٹا اور ایک بار پھر فرش پر جا گرا لیکن گرتے ہی وہ برق رفتاری سے حرکت میں آیا۔ وہ فٹ بال کی مانند اچھلا اور عمران کی طرف آیا لیکن عمران

کی ٹانگ ایک بار پھر حرکت میں آئی اور رتھنا گوف کمرے میں رکھی ہوئی میز پر جا گرا۔ میز ایک دھماکے سے ٹوٹ گئی۔ اسی لمحے کمرے میں ایک اور بھی دھماکا ہوا اور کمرہ آناً فاناً دھویں سے بھر گیا۔ دھواں انہیں بعد میں نظر آیا تھا جبکہ اس کا اثر ان پر پہلے ہو گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دھویں کو دیکھ کر انہوں نے اپنے سانس بھی روک لئے تھے لیکن اس کے باوجود انہیں یوں محسوس ہوا جیسے سرخ مرچوں سے ان کا حلق بھر گیا ہو۔ بے اختیار انہیں زور سے کھانسی ہوئی پھر وہ فرش پر گرے اور تاریکی ان کے دماغوں پر حاوی ہو گئی۔ وہ تینوں اور گراف بے ہوش ہو چکے تھے جبکہ رتھنا گوف مطمئن کھڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر طنز کے تاثرات تھے یہاں آنے سے پہلے اس نے بے ہوشی سے بچنے والی گولیاں کھائی تھیں اس لئے وہ بے ہوش نہیں ہوا تھا۔ تقریباً ڈیڑھ منٹ بعد دھواں کمرے سے غائب ہو گیا تو رتھنا گوف نے کمرے سے باہر جھانکا۔ باہر بلیک سرکل کے پانچ افراد کھڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک شیراف بھی تھا۔

"روبان۔ تم نے یہاں آ کر کارروائی کرنے میں بہت دیر کی ہے"...... رتھنا گوف نے غراتے ہوئے ایک آدمی سے کہا تو اس آدمی کا جسم کپکپانے لگا۔

"بب۔ بب۔ باس۔ ایک۔ سگنل پر رکنا پڑ گیا تھا"...... روبان نے کانپتے ہوئے اور ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ پھر تمہیں معاف کیا جا سکتا ہے"...... اس مرتبہ رتھنا

گوف نے نسبتاً نرم لہجے میں کہا۔

"تھینک یو باس۔ تھینک یو۔ یو آر ویری گریٹ"...... روبان نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

"شیراف۔ اندر کمرے میں گراف اور تینوں دشمن ایجنٹ بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ ان چاروں کو ہیڈکوارٹر لے چلو۔ تینوں دشمن ایجنٹوں کو ٹارچر روم میں کرسیوں پر راڈز سے جکڑ دینا۔ آج ان کی چیخوں سے ٹارچر روم کی چھت بھی گر جائے گی"...... رتھنا گوف نے بھیڑیئے کی مانند غراتے ہوئے کہا۔

"او کے باس"...... شیراف نے کہا اور پھر وہ دیگر ساتھیوں کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے گراف کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈالا جبکہ باقی افراد نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اٹھا لیا اور پھر وہ وین کے قریب آ گئے۔ انہوں نے ان تینوں کو وین میں ڈال دیا۔ رتھنا گوف اس کارروائی کی نگرانی کرتا رہا۔ پھر وین کوٹھی سے باہر نکل آئی تو رتھنا گوف بھی اپنی کار میں بیٹھ کر سڑک پر آ گیا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ آج اپنے دشمنوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

ضیانوف نے کار لائٹ بار کی پارکنگ میں روکی اور پھر وہ تینوں کار سے نیچے اترے۔ اس کے ساتھ صدیقی اور صفدر تھے۔ جولیا کے جانے کے بعد ضیانوف نے بتایا تھا کہ لائٹ بار کا مالک اور منیجر گوربا، روسیاہی سیکرٹری سائنس کا شوہر تھا اور سائنس سے متعلق تمام فائلوں کی تفصیلات مسز گوربا کے پاس ہی ہوتی تھیں۔ گوربا اور مسز گوربا لائٹ بار میں ہی رہتے تھے۔

صفدر نے عمران کو مشورہ دیا تھا کہ مناؤ کے ساتھ ساتھ گوربا اور مسز گوربا کو بھی اغوا کر لیا جائے تا کہ مناؤ سے اگر فائل کے بارے میں معلومات نہ مل سکیں تو مسز گوربا سے معلومات حاصل کر لی جائیں۔ صفدر کے مشورے کو مانتے ہوئے عمران نے صفدر، صدیقی اور ضیانوف کو لائٹ بار میں بھیج دیا تھا۔ عمران نے ضیانوف کا بھی جدید میک اپ کر دیا تھا۔

کار سے نیچے اترنے کے بعد وہ تینوں ہال میں داخل ہوئے۔

ہال میں اس وقت بہت کم افراد موجود تھے۔ انہوں نے ایک نظر ہال پر ڈالی اور پھر وہ کاؤنٹر پر پہنچ گئے۔ کاؤنٹر پر ایک کمسن اور خوبصورت روسیاہی لڑکی مختصر سے لباس میں موجود تھی۔ وہ تینوں کاؤنٹر پر پہنچے تو اس لڑکی کے ہونٹوں پر کاروباری مسکراہٹ آ گئی۔

''یس سر''...... کاؤنٹر گرل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرا نام اناروب ہے۔ روسیاہ کے مختلف شہروں میں میرے دس بار ہیں۔ میں ایک نئی بار ایسوسی ایشن بنا رہا ہوں اور اس سلسلے میں، میں مسٹر گوربا سے ملنا چاہتا ہوں''...... صفدر نے کاؤنٹر گرل سے کہا۔

''سر۔ میں باس سے بات کرتی ہوں''...... کاؤنٹر گرل نے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔ چند لمحوں تک وہ انٹرکام پر باتیں کرتی رہی پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور ہال میں کھڑے ہوئے مسلح آدمیوں میں سے ایک کو اشارے سے بلایا۔

''یس مادام''...... مسلح آدمی نے کاؤنٹر کے قریب آتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہ باس کے مہمان ہیں۔ انہیں باس کی کوٹھی پر پہنچا آؤ''۔ کاؤنٹر گرل نے اس سے کہا۔

''او کے مادام۔ آیئے سر''...... مسلح آدمی نے پہلے کاؤنٹر گرل سے اور پھر ان سے کہا۔ اس کے بعد مسلح آدمی بیرونی دروازے کی طرف بڑھا تو وہ تینوں بھی اس کے ساتھ چلنے لگے۔ ہال سے باہر آ کر مسلح آدمی ایک طرف مڑ گیا۔ ہال کی عقبی طرف ایک راستہ جا رہا تھا۔ وہ

اس راستے پر چلتے ہوئے ہال کی عقبی طرف آ گئے۔ عقبی طرف ایک خوبصورت کوٹھی بنی ہوئی تھی۔ کوٹھی کے گیٹ پر دو مسلح آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ گیٹ کے قریب پہنچے تو دونوں مسلح آدمیوں نے انہیں غور سے دیکھا۔

''یہ باس کے مہمان ہیں''...... ان کے ساتھ آنے والے مسلح آدمی نے ان دونوں سے کہا۔

''او کے۔ تم اب جاؤ''...... ان میں سے ایک نے کہا تو ان کے ساتھ آنے والا آدمی واپس مڑ گیا۔

''سر۔ آپ کے پاس کوئی اسلحہ تو نہیں ہے''...... ایک مسلح آدمی نے ان سے پوچھا۔

''نہیں۔ ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے''...... صفدر نے انکار کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ آیئے میرے ساتھ''...... اس مسلح آدمی نے کہا تو وہ آگے بڑھے۔ جیسے ہی وہ گیٹ سے گزرے تو ان پر ریڈ لائٹ پڑی۔ وہ سمجھ گئے کہ ان کا اسلحہ چیک کیا گیا ہے۔ چونکہ وہ ایک پلان کے تحت آئے تھے اس لئے انہوں نے اسلحہ کار میں ہی رکھ دیا تھا۔ مسلح آدمی کے ساتھ وہ ایک ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے جو کہ انتہائی خوبصورتی سے سجا ہوا تھا۔

''سر۔ آپ تشریف رکھیں۔ باس ابھی آ جائیں گے''...... مسلح آدمی نے کہا تو وہ تینوں صوفوں پر بیٹھ گئے جبکہ مسلح آدمی باہر چلا گیا۔ اس

کے جانے کے بعد ایک اور آدمی اندر آیا۔ اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی اور ٹرے میں لیمن جوس کے گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نے خاموشی سے ان تینوں کو گلاس پیش کئے اور پھر ڈرائنگ روم سے باہر چلا گیا۔ وہ لیمن جوس پی ہی رہے تھے کہ قیمتی لباس میں ملبوس ایک روسیاہی اندر آ گیا۔ اس کے پیچھے ایک اور آدمی بھی تھا جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ اسے دیکھ کر یہ تینوں کھڑے ہو گئے۔ صفدر نے اس سے مصافحہ کیا۔

''میرا نام اناروب ہے''...... صفدر نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔

''میں گوربا ہوں۔ تشریف رکھیں''...... آنے والے نے کہا تو وہ صوفوں پر بیٹھ گئے۔ گوربا بھی ان کے سامنے ایک صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ اس کا باڈی گارڈ اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

''اناروب صاحب۔ آپ کے بارز کس نام سے ہیں''...... گوربا نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''بلیک پرنس بار کے نام سے''...... صفدر نے کہا۔ اس نے ائیر پورٹ سے ہاٹ کالونی کی طرف جاتے ہوئے راستے میں اس نام کا ایک بار دیکھا تھا جیسے ہی صفدر نے یہ نام لیا گوربا بری طرح سے چونک پڑا۔

''اوہ۔ تم کون ہو اور کس مقصد کے تحت یہاں آئے ہو''...... گوربا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بتایا تو ہے کہ میں اناروب ہوں۔ بلیک پرنس بار کے نام سے میرے دس بار ہیں اور میں بار ایسوسی ایشن بنانا چاہتا ہوں“...... صفدر نے مضبوط لہجے میں کہا لیکن اسے احساس ہو گیا تھا کہ اس سے غلطی ہوئی ہے۔

”تم بکواس کرتے ہو۔ بلیک پرنس میری بیوی کے بھائی کا نام ہے اور اس نام سے اسی کے بار ہیں۔ چار شہروں میں چار بار ہیں“۔ گوربا نے کرخت لہجے میں کہا۔ اس کے کرخت لہجے کو دیکھ کر اس کے باڈی گارڈ نے مشین گن کا رخ ان کی طرف کر لیا اور صفدر کو معلوم ہو گیا کہ گوربا اس کی بات سن کر چونکا کیوں تھا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں نے دو دن پہلے ہی یہ چار بار خریدے ہیں۔ اسی نام سے میرے چھ بار پہلے بھی ہیں۔ میں نے بلیک پرنس سے کہا کہ وہ میرے چھ بار خریدے یا اپنے چار بار مجھے فروخت کر دے۔ اس نے چار بار مجھے فروخت کر دیئے۔ اب وہ بلیک پرنس بار کا مالک نہیں ہے“...... صفدر نے اس مرتبہ پراعتماد لہجے میں کہا۔

”تم اب بھی بکواس کر رہے ہو۔ بلیک پرنس رات کو دو گھنٹے ہمارے بار میں گزار کر گیا ہے۔ مجھ سے اور اپنی بہن سے مشورہ کئے بغیر وہ کوئی بڑا کام نہیں کرتا۔ سچ سچ بتاؤ کہ تم کون ہو اور کس مقصد کے تحت یہاں آئے ہو“...... گوربا نے پہلے سے بھی زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

"او کے۔ اگر تم ہم سے مطمئن نہیں ہو تو ہم واپس چلے جاتے ہیں۔ تمہیں میں اس لئے ایسوسی ایشن میں شامل کرنا چاہتا تھا کہ تم ایک باحیثیت عورت کے شوہر ہو۔ تم شامل نہیں ہونا چاہتے تو نہ سہی۔ میں خود بھی کم حیثیت کا انسان نہیں ہوں"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب تم اپنا صحیح تعارف کرائے بغیر یہاں سے جا بھی نہیں سکو گے مسٹر اناروب"...... گوربا نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہم تمہارے ماتحت نہیں ہیں کہ تمہاری اجازت کے بغیر یہاں سے جا بھی نہیں سکتے۔ چلو ساتھیو"...... صفدر نے پہلے گوربا پھر صدیقی اور ضیانوف سے کہا اور اس نے دروازے کی طرف قدم بڑھایا لیکن صدیقی اور ضیانوف وہیں کھڑے رہے۔

"اگر تم نے مزید قدم اٹھایا تو میرا باڈی گارڈ تمہیں گولی مار دے گا"...... گوربا نے صفدر کو دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"یہ اچھی زبردستی ہے۔ نہیں رکتا میں۔ کہو اپنے باڈی گارڈ سے کہ مجھے گولی مار دے"...... صفدر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس کے جسم میں ایک نہیں کئی گولیاں اتار دو"...... گوربا نے اپنے باڈی گارڈ سے کہا تو اس نے اپنی انگلی مشین گن کے ٹریگر پر رکھی لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر پر دباؤ ڈالتا۔ ایک گلاس گولی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے اس کے منہ پر آ لگا۔ باتوں کے دوران دونوں کی توجہ صفدر کی طرف ہو گئی تھی اور صدیقی نے ان سے نظر بچا

کر میز پر رکھا ہوا گلاس اٹھا لیا تھا۔ اب وہ گلاس کسی پتھر کی طرح گوربا کے باڈی گارڈ کی ناک پر لگا تھا اور اس کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ اس کی ناک سے فوراً ہی خون جاری ہو گیا تھا۔ صدیقی اور صفدر کو ایک لمحے کی مہلت ہی چاہئے تھی اور انہیں مہلت مل گئی تھی۔ صدیقی نے اس لمحے کا فائدہ اٹھا کر باڈی گارڈ پر چھلانگ لگائی اور صفدر نے گوربا پر۔ صدیقی نے تو باڈی گارڈ کی گردن کو جھٹکا دے کر اس کی سانسوں کی ڈور ہی توڑ دی تھی البتہ صفدر نے گوربا کی کنپٹی پر ایک مکا رسید کیا اور دوسرے مکے پر اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔

''صفدر۔ اس کی جسامت تم سے ملتی ہے لیکن میک اپ باکس کار میں ہے''...... صدیقی نے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ صفدر کچھ کہتا انہیں باہر کار کی آواز سنائی دی۔ وہ خاموش ہو گئے۔ صدیقی نے باڈی گارڈ کی مشین گن اٹھا لی پھر وہ ڈرائنگ روم کے دروازے کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ صدیقی کو دروازے کے قریب کھڑے ہوئے تقریباً نصف منٹ ہی گزرا ہو گا کہ دروازہ کھلا اور ایک عورت اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے ایک مسلح آدمی بھی تھا۔ جیسے ہی وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی اس کی ایک چیخ بلند ہوئی۔ اس کے باڈی گارڈ نے مشین گن سیدھی کرنی چاہی لیکن اس کے سر پر ایک دھماکا ہوا اور وہ نیچے گر کر تڑپنے لگا۔ ضرب اسے کچھ زیادہ شدید لگی تھی۔

''مادام۔ اگر تم نے چیخنے اور شور مچانے کی کوشش کی تو کمرے میں

تمہاری لاش بھی اسی طرح پڑی ہو گی جیسے یہ لاشیں پڑی ہیں“۔ صدیقی نے غراتے ہوئے لہجے میں مسز گوربا سے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم نے گوربا کو بھی مار دیا ہے“...... مسز گوربا نے دہشت زدہ لہجے میں کہا۔

جو ہماری بات نہیں مانتا وہ تڑپ تڑپ کر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ دیکھو جیسے تمہارا یہ باڈی گارڈ تڑپ رہا ہے“...... صدیقی نے سرد لہجے میں کہا تو مسز گوربا نے اپنے باڈی گارڈ کی طرف دیکھا۔ جو ابھی تک تڑپ رہا تھا۔ اسے تڑپتے دیکھ کر مسز گوربا اور بھی زیادہ دہشت زدہ ہو گئی۔

”تم جاؤ اور گیٹ پر جو سیکورٹی گارڈ بیٹھے ہوئے ہیں انہیں یہاں لا کر آف کر دو“...... صدیقی نے صفدر اور ضیانوف سے کہا۔ کیونکہ وہ دونوں کسی بھی لمحے ان کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے تھے اس لئے ان کا خاتمہ ضروری تھا اور ڈرائنگ روم میں لا کر ان کو ختم کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مسز گوربا اور زیادہ دہشت زدہ ہو جائے۔ صدیقی کی بات سن کر صفدر اور ضیانوف باہر چلے گئے جبکہ اسی لمحے مسز گوربا کے باڈی گارڈ کا تڑپنا بھی بند ہو گیا۔ اس نے ایک لمبی ہچکی لے کر دم توڑ دیا تھا۔

”مادام۔ اب تم اطمینان سے صوفے پر بیٹھ جاؤ“...... صدیقی نے مسز گوربا سے کہا تو وہ ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔

”وہ۔ وہ گوربا کے جسم میں حرکت ہوئی ہے۔ وہ مرا نہیں ہے“۔

اچانک مسز گوربا نے چیختے ہوئے کہا۔ صدیقی نے اس کی طرف دیکھا۔ واقعی اس کے جسم میں حرکت کے آثار تھے۔ وہ ہوش میں آ رہا تھا۔

"اوکے۔ اگر وہ پہلے نہیں مرا تو میں اسے اب مار دیتا ہوں"۔ صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن کا رخ گوربا کی طرف کر دیا۔

"نہیں۔ نہیں۔ پلیز۔ اسے مت مارو۔ تم جو کہو گے میں مانوں گی"...... مسز گوربا نے منت کرتے ہوئے کہا۔

"کچھ دیر کے لئے میں تمہاری بات مان لیتا ہوں لیکن فی الحال اس کا بے ہوش ہونا ضروری ہے"...... صدیقی نے کہا اور اس نے آگے بڑھ کر گوربا کی کنپٹی پر ٹھوکر رسید کر دی۔ اس کا جسم ایک بار پھر بے حس و حرکت ہو گیا۔ مسز گوربا پر نظریں جمائے صدیقی نے گوربا کی نبض چیک کی اور مطمئن ہو کر سیدھا ہو گیا۔ اسی وقت صفدر اور ضیانوف بھی واپس آ گئے۔ ان کے آگے وہ دونوں مسلح آدمی تھے جو کوٹھی کے گیٹ پر ڈیوٹی دے رہے تھے۔ انہی کی مشین گنیں اس وقت صفدر اور ضیانوف کے ہاتھوں میں تھیں۔

"انہیں بھی ہاف آف کر دو۔ مسز گوربا ہمارے ساتھ تعاون کرنے پر تیار ہے"...... صدیقی نے کہا تو صفدر اور ضیانوف نے ان دونوں کے سر کے مخصوص حصے پر مشین گن کے دستوں سے ضربیں لگائیں۔ وہ دونوں بے ہوش ہو گئے تو صفدر نے ان کی نبضیں بھی چیک کیں۔

''مادام۔ ہم نے تم سے زیادہ سوال و جواب نہیں کرنے۔ ہمیں صرف یہ بتا دو کہ فائل یو اے وی کہاں ہے''...... اس مرتبہ صفدر نے مسز گوربا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''فائل یو اے وی۔ وہ تو رتھنا گوف نے مناؤ کے حوالے کی تھی''...... مسز گوربا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یہ تو ہمیں بھی معلوم ہے۔ مناؤ نے یہ فائل آگے کہاں بھجوائی ہے یہ ہم نے معلوم کرنا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''مناؤ نے یہ فائل کے لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر تاروب کے حوالے کی تھی''...... مسز گوربا نے کہا۔

''یہ فائنل بات ہے''...... صفدر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ بالکل فائنل بات ہے۔ میں تم جیسے خطرناک آدمیوں کے سامنے جھوٹ بولنے کی جرأت نہیں کر پا رہی''...... مسز گوربا نے کہا۔

''تمہیں اس بات کی تصدیق بھی کرانا ہو گی''...... صفدر نے کہا۔

''تصدیق۔ لیکن میں کیسے تصدیق کراؤں''...... مسز گوربا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر تاروب سے تمہاری بات چیت تو ہوتی ہی ہو گی''۔ صفدر نے اس سے کہا۔

''او کے۔ میں ڈاکٹر تاروب سے بات کرتی ہوں''...... مسز گوربا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیلی فون سیٹ کی

طرف دیکھا جو ایک کونے میں فون اسٹینڈ پر رکھا ہوا تھا۔ صدیقی ٹیلی فون کی طرف بڑھا۔ اس نے ٹیلی فون سیٹ اٹھایا اور مسز گوربا کے قریب آ گیا۔

"ڈاکٹر تاروب کا فون نمبر بتاؤ"...... صدیقی نے مسز گوربا سے کہا تو اس نے نمبرز بتا دیئے۔ صدیقی نمبرز پریس کرنے لگا۔

"مادام۔ خیال رہے۔ اگر تمہارے دل میں کسی چالاکی کا تصور بھی ہے تو اس تصور کو دل سے نکال دینا کیونکہ اگر تم نے کوئی چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو تمہاری اور تمہارے شوہر کی زندگی کی کہانی فوراً ہی ختم ہو جائے گی"...... صفدر نے سرد لہجے میں کہا تو مسز گوربا نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔ صدیقی نے نمبرز پریس کیے تو چند لمحوں بعد دوسری طرف بیل بجنے لگی۔ صدیقی نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر کے رسیور مسز گوربا کو دے دیا۔

"ہیلو کے لیبارٹری"...... دوسری طرف سے رسیور اٹھایا گیا اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"سیکرٹری سائنس مسز گوربا جالوب اسپیکنگ"...... مسز گوربا نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یس مادام۔ فرمایئے"...... دوسری طرف سے اس مرتبہ مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ڈاکٹر تاروب سے بات کرائیں"...... مسز گوربا نے کہا۔

"او کے مادام۔ ہولڈ کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر

لائن پر خاموشی ہوگئی۔

''یس۔ ڈاکٹر تاروب اسپیکنگ''...... چند لمحوں بعد ایک کمزور سی آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر صاحب۔ میں گوربا جالوب بول رہی ہوں''...... مسز گوربا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس مادام۔ کس لئے فون کیا ہے آپ نے''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر تاروب نے پوچھا۔

''ڈاکٹر صاحب۔ میرے پاس فائل یو اے ڈی کی وصولی رسید ابھی تک نہیں پہنچی''...... مسز گوربا نے کہا۔

''مادام۔ یہ رسید آپ کو کیسے بھیجی جا سکتی ہے۔ فائل تو مناؤ صاحب کی طرف سے آئی ہے''...... ڈاکٹر تاروب نے کہا۔

''آپ کی بات بھی ٹھیک ہے۔ او کے۔ میں مناؤ صاحب سے بات کرتی ہوں۔ تھینک یو''...... مسز گوربا نے کہا تو صدیقی نے کریڈل پر انگلی رکھ دی۔ پھر اس نے مسز گوربا سے رسیور لے کر کریڈل پر رکھ دیا اور ٹیلی فون سیٹ صوفے پر رکھ دیا۔

''مسز گوربا نے ہمارے ساتھ مکمل تعاون کیا ہے لہٰذا اسے بھی ہاف آف کر دیا جائے''...... صدیقی نے کہا۔ صفدر نے مسز گوربا کی کنپٹی پر مکا مارا تو اس کی چیخ بلند ہوئی اور اس کے ساتھ ہی وہ بے ہوش ہوگئی۔ اس کے بے ہوش ہوتے ہی وہ تینوں کوٹھی سے باہر آ گئے اور پھر ان کی کار تیز رفتاری سے ہاٹ کالونی کی طرف بڑھنے

لگی۔ کچھ دیر بعد وہ ہاٹ کالونی میں پہنچ گئے۔ اپنی رہائشی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچتے ہی انہیں حیرت کا جھٹکا لگا کیونکہ گیٹ مکمل طور پر کھلا ہوا تھا۔ گیٹ پر ضیانوف کا اسسٹنٹ بھی موجود نہیں تھا۔ صدیقی اور صفدر کار سے نیچے اترے اور انہوں نے غور سے زمین کو دیکھا۔

''یہاں کوئی وین آئی ہے اور اس کا مطلب ہے کہ ہمارے جانے کے بعد یہاں ریڈ ہوا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ آثار سے تو ایسا ہی لگ رہا ہے''...... صدیقی نے بھی زمین کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ یہ ریڈ یقیناً بلیک سرکل نے کیا ہے اور ہمیں یہ کوٹھی فوراً چھوڑنی ہے''...... ضیانوف نے کہا۔

''کمروں کا جائزہ لے لیں پھر یہ کوٹھی چھوڑتے ہیں''...... صفدر نے کہا اور پھر وہ اندر کی طرف بڑھا۔ صدیقی اور ضیانوف وہیں کھڑے رہ گئے۔ صفدر چند منٹوں کے بعد واپس آ گیا۔

''اندر کمرے میں چند لاشیں موجود ہیں۔ میرا خیال ہے کہ بلیک سرکل کے آدمی ابھی یہاں سے گئے ہیں۔ یہ لاشیں اٹھانے کے لئے جلد واپس آئیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''پھر تو ہم یہاں چھپ کر ان کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں''۔ صدیقی نے کہا۔

''نہیں۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہمیں بلیک سرکل کے ہیڈکوارٹر پر ہی ریڈ کرنا پڑے گا۔ اب آؤ جلدی سے یہاں سے نکل

چلیں"...... صفدر نے کہا تو وہ تینوں کار میں بیٹھے اور پھر کار اس کوٹھی سے باہر آ گئی۔

"ضیانوف صاحب۔ پہلے تو آپ تعاقب چیک کریں۔ کہیں ہمارا تعاقب تو نہیں ہو رہا"...... سڑک پر آتے ہی صفدر نے ضیانوف سے کہا۔

"او کے سر"...... ضیانوف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ بلا مقصد کار کو سڑک پر دوڑانے لگا۔ صدیقی اور صفدر بہت غور سے آگے پیچھے دیکھ رہے تھے۔

"ضیانوف صاحب۔ ہمارا تعاقب نہیں ہو رہا۔ اب آپ نے جہاں چلنا ہے وہاں چلیں"...... صفدر اور صدیقی جب تعاقب کی طرف سے مطمئن ہو گئے تو صفدر نے ضیانوف سے کہا۔

"رائٹ سر"...... ضیانوف نے کہا اور پھر وہ واپس ہاٹ کالونی میں آ گیا۔ ہاٹ کالونی میں اس نے بی ون نائن کے گیٹ پر کار روکی۔ پھر وہ کار سے نیچے اترا۔ اس نے گیٹ پر لگا تالا کھولا اور پھر وہ کوٹھی میں داخل ہو گئے۔

"سر۔ یہاں بھی ضرورت کا ہر سامان موجود ہے"...... ضیانوف نے صفدر اور صدیقی سے کہا۔

"تم یہ معلوم کر سکتے ہو کہ بلیک سرکل کے ہیڈکوارٹر میں سیکورٹی کی کیا تفصیلات ہیں"...... صفدر نے ضیانوف سے کہا۔

"سر۔ میں کوشش کرتا ہوں"...... ضیانوف نے مؤدبانہ لہجے میں

کہا۔

"صفدر۔ ان تفصیلات و معلومات کو چھوڑو۔ ہمیں فوری طور پر بلیک سرکل کے ہیڈکوارٹر پر ریڈ کرنا ہے۔ اگر ہم نے دیر کی تو ہمارے ساتھیوں کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو لیکن ہمیں جولیا کی بھی تو خبر لینی ہے۔ وہ مناوَ کی طرف گئی تھی۔ معلوم نہیں کہ وہ واپس آئی یا نہیں"...... صفدر نے کہا۔

"تم جولیا کو کال کر کے دیکھو"...... صدیقی نے کہا تو صفدر نے اپنا سیل فون نکالا اور جولیا کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

"جولیا کا سیل فون آف ہے"...... چند لمحوں کے بعد صفدر نے کہا اور پھر اس نے اپنا سیل فون سیٹ جیب میں رکھ لیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ بے ہوش ہے یا پھر اس کا سیل فون اس سے دور کر دیا گیا ہے"...... صدیقی نے کہا تو صفدر نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔

"اب یہ کیسے معلوم ہو کہ وہ ریڈ سے پہلے واپس آ گئی تھی یا مناوَ نے اس کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے"...... صفدر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں یہ بھی معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں"...... ضیانوف نے کہا صفدر سے کہا۔

"او کے۔ آپ یہ معلوم کریں۔ اس کے علاوہ اگر آپ ٹی ایکس

مشین کا بندوبست کر سکیں تو وہ بھی کر دیں۔ لیکن یہ دونوں کام جلد ہونے چاہئیں''...... صفدر نے ضیانوف سے کہا۔

''سر۔ ٹی ایکس مشن جو ہر قسم کے سائنٹیفک سیکورٹی سسٹم کو جام کر دیتی ہے''...... ضیانوف نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ ٹی ایکس مشین کے بارے میں جانتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''سر۔ میں سائنس میں دلچسپی رکھتا ہوں۔ بہرحال آپ میک اپ کر لیں۔ میک اپ باکس اسی کمرے میں موجود ہے۔ میں دونوں کام کرتا ہوں۔ مجھے زیادہ سے زیادہ بیس منٹ لگیں گے''...... ضیانوف نے کہا۔

''او کے''۔ صفدر نے کہا تو ضیانوف کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

''صفدر۔ رتھنا گوف کے بارے میں، میں نے سنا ہے کہ وہ انتہائی سفاک آدمی ہے۔ ہمیں جلد سے جلد اس کے ہیڈکوارٹر پر ریڈ کرنا چاہئے''...... میک اپ کرتے ہوئے صدیقی نے کہا۔

''ایجنسیوں کے چیف ہوتے ہی سفاک ہیں۔ ہمارا چیف ایکسٹو کسی سے کم سفاک اور سنگدل تو نہیں ہے پھر عمران صاحب ایسی سچوئیشن کو ہینڈل کرنا خوب جانتے ہیں۔ اس لئے مجھے ان کی طرف سے کوئی فکر نہیں ہے۔ میں جولیا کی طرف سے تھوڑا سا پریشان ہوں کہ وہ اس وقت نجانے کس حال میں ہے''...... صفدر نے کہا۔ اس کی بات سن کر صدیقی نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔ وہ واقعی بلاوجہ

پریشان ہو رہا تھا۔ عمران اور ان کے دیگر ساتھی کسی کے لئے بھی تر نوالہ ثابت نہیں ہو سکتے تھے۔ ان دونوں کو میک اپ کرنے میں بیس منٹ لگ گئے۔ جیسے ہی وہ میک اپ سے فارغ ہوئے ضیانوف بھی آ گیا۔

''سر۔ ٹی ایکس مشین کا بھی انتظام ہو گیا ہے اور مادام جولیا کے بارے میں بھی معلوم ہو گیا ہے''...... ضیانوف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو وہ دونوں مطمئن سے ہو گئے۔

''کہاں ہیں مس جولیا''...... صدیقی نے پوچھا۔

''سر۔ مناؤ ایک بدقماش انسان ہے۔ اس نے مادام جولیا کو اپنی کوٹھی پر بھجوا دیا ہے لیکن رات گیارہ بجے سے پہلے وہ اپنی سرکاری مصروفیات سے فارغ نہیں ہوتا۔ گیارہ بجے کے بعد وہ اپنی کوٹھی پر جائے گا۔ اس وقت تک مادام جولیا کو کوئی خطرہ نہیں البتہ عمران صاحب اور دیگر ساتھیوں کو فوری مدد کی ضرورت ہے کیونکہ رتھنا گوف بہت غصے میں ہے اور وہ ان پر بے پناہ تشدد کرنا چاہتا ہے''۔ ضیانوف نے کہا۔

''ہم نے تمہاری الماری سے اسلحہ لے لیا ہے۔ تم بھی اپنی پسند کا اسلحہ لے لو''...... صدیقی نے ضیانوف سے کہا۔

''او کے سر''...... ضیانوف نے کہا پھر وہ الماری کی طرف بڑھ گیا۔ چند ہی منٹوں کے بعد ان کی کار تیزی سے بلیک سرکل کے ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھ رہی تھی۔

عمران کو ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک کرسی پر موجود پایا۔ وہ راڈز میں جکڑا ہوا تھا۔ وہ صرف اپنے سر کو حرکت دے سکتا تھا اس کا باقی جسم حرکت کرنے سے قاصر تھا۔ اپنا جائزہ لینے کے بعد اس نے اپنے دائیں طرف دیکھا۔ اس کے دائیں طرف تنویر اور خاور بھی اس کی طرح کرسیوں سے جکڑے ہوئے تھے۔ وہ دونوں ابھی تک بے ہوش تھے اور عمران کو مخصوص ذہنی ورزشوں کی وجہ سے خود بخود ہوش میں آ گیا تھا ورنہ وہ گیس سے بے ہوش ہوئے تھے اور گیس سے بے ہوش ہونے والے کو اس وقت تک ہوش نہیں آ سکتا تھا جب تک کہ اسے اینٹی گیس کا انجکشن نہ لگایا جائے۔

ان دونوں کا جائزہ لینے کے بعد عمران نے کمرے کا جائزہ لیا۔ یہ ایک کشادہ کمرہ تھا۔ کمرے کی دیواروں پر تشدد کرنے کے بہت سے آلات لٹکے ہوئے تھے۔ تشدد کے علاوہ کچھ تصویریں بھی دیواروں پر لگی ہوئی تھیں اور یہ تصویریں بھی تشدد کے مناظر ہی کی تھیں۔ راڈز

والی کرسیاں کمرے میں کافی تعداد میں موجود تھیں۔ عمران جس کرسی پر جکڑا ہوا تھا۔ اس کرسی کے سامنے ایک اور کرسی رکھی ہوئی تھی۔ عمران ابھی کمرے کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک روسیاہی کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں داخل ہونے کے بعد وہ عمران کی طرف توجہ دیئے بغیر ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھول کر میڈیکل باکس نکالا اور ایک انجکشن تیار کرنے لگا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ اینٹی گیس انجکشن تیار کر رہا ہے۔ انجکشن تیار کرنے کے بعد وہ مڑا اور اس کی نظر عمران پر پڑی تو وہ بری طرح چونک پڑا۔

''تت۔ تت۔ تم خود بخود ہوش میں کیسے آ گئے ہو''...... اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں خود بخود ہوش میں نہیں آیا۔ مادام گراف نے مجھے اینٹی گیس انجکشن لگایا ہے تو مجھے ہوش آیا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''مادام گراف نے تمہیں اینٹی گیس انجکشن لگایا ہے۔ ناممکن۔ وہ تو ہیڈکوارٹر میں ہیں ہی نہیں۔ البتہ اب وہ آنے والی ہیں اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اینٹی گیس انجکشن لگا دوں''...... اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بس یہی تو تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اس نے مجھے کس وقت انجکشن لگایا ہے''...... عمران نے کہا۔ اس آدمی نے اپنے سر کو جھٹکا دیا

پھر اس نے تنویر اور خاور کو انجکشن لگایا۔ اس کے بعد وہ باہر چلا گیا۔

''عمران صاحب۔ یہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں''...... تنویر اور خاور ہوش میں آئے تو خاور نے پوچھا۔

''ہم وہاں پہنچ گئے ہیں جہاں کی ہمیں خبر نہیں۔ شاعر کو معلوم ہو یا نہیں لیکن مجھے معلوم ہے۔ ہم اس وقت بلیک سرکل کے ہیڈکوارٹر کے ٹارچر روم میں موجود ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ یہ کایا کیسے پلٹ گئی۔ بازی تو ہم جیت چکے تھے''۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس شرط پر کھیلوں گی پیا پیار کی بازی۔ جیتوں تو تجھے پاؤں ہاری تو پیا تیری''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شاعرانہ باتیں مجھے سمجھ نہیں آتیں اس لئے سیدھی طرح بتاؤ''۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ رتھنا گوف نے اپنا ایک گروپ اپنی نگرانی میں مامور کیا ہوا ہے۔ جیسے ہی حالات رتھنا گوف کے خلاف ہوئے اس گروپ نے مداخلت کر کے ہمیں بے ہوش کر دیا اور یہ بھی ان کا احسان ہے کہ انہوں نے بے ہوش کیا۔ اگر وہ ہمیں گولیاں مار دیتے تو ہم ان کا کیا بگاڑ سکتے تھے''۔ عمران نے کہا۔

''او کے۔ اب جس وقت رتھنا گوف آئے تو اس احسان پر اس کا شکریہ ادا کرنا''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور گراف کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کے ساتھ چار آدمی تھے۔ چار

میں سے تین کے پاس مشین گنیں تھی۔ چوتھا خالی ہاتھ تھا اور وہ وہی تھا جس نے تنویر اور خاور کو اینٹی گیس انجکشن لگایا تھا۔

''مادام۔ یہ ہے وہ آدمی جو انجکشن لگنے سے پہلے ہی ہوش میں تھا اور کہہ رہا تھا کہ اسے آپ نے انجکشن لگایا ہے''...... اس آدمی نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اس آدمی کو میں جانتی ہوں نریموف۔ فضول باتیں کرنا اس کی عادت ہے''...... گراف نے کہا۔ اس کے بعد وہ عمران کے سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گئی اور عمران کو غور سے دیکھنے لگی۔

''تو تم خود بخود ہوش میں آ گئے تھے۔ لیکن کیسے''...... گراف نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

''یہ تو تم کہہ رہی ہو کہ میں ہوش میں ہوں لیکن میں ہوش میں نہیں ہوں۔ میں نے تو جس وقت سے تمہیں دیکھا ہے میرے ہوش اڑ گئے ہیں''...... عمران نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''میں نے تمہارے بارے میں سنا ہوا ہے کہ تم لڑکیوں سے حسین باتیں ضرور کرتے ہو لیکن لڑکیوں کا حسن اور جوانی تمہیں متاثر نہیں کرتی۔ تم عورتوں سے دور رہنے والے انسان ہو''...... گراف نے کہا۔

''معلوم نہیں میرا کون دشمن ہے۔ جو میرے خلاف افواہیں پھیلاتا رہتا ہے۔ کیا تم تصور کر سکتی ہو کہ تمہیں دیکھ کر کوئی تمہیں نظر انداز کر دے گا''...... عمران نے فقرے کے آخر میں بڑے میٹھے لہجے میں کہا۔

''اگر میں نے تمہیں متاثر کیا بھی ہے تو اس کا کیا فائدہ۔ ابھی کچھ ہی دیر میں باس آنے والے ہیں۔ وہ تم پر اتنا تشدد کریں گے کہ تمہاری روح بھی چیخ چلائے گی اور یہ چیخیں سن کر میرے دل کو قرار آئے گا کیونکہ میں دشمن کی چیخیں سن کر لطف اندوز ہوتی ہوں''۔ گراف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر تم جیسی خوبصورت لڑکی ایسی باتیں کرے گی تو میرا دم ہی نکل جائے گا''...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''ابھی سے دم نکل رہا ہے۔ ابھی تو تمہیں انگلی تک بھی نہیں لگائی گئی''...... گراف نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ٹارچر روم کا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور رتھنا گوف کمرے میں داخل ہوا۔ اسے کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر گراف کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے رتھنا گوف کو سلام کیا لیکن رتھنا گوف نے اس کے سلام کو نظر انداز کیا اور عمران کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''مسٹر عمران۔ تم اپنے آپ کو کس قدر چالاک اور ذہین سمجھتے تھے لیکن میں نے تمہیں اس طرح پکڑا ہے جیسے چوہے کو پکڑا جاتا ہے اور اس وقت تم چوہے ہی کی مانند مجبور و بے بس نظر آ رہے ہو''۔ رتھنا گوف نے متکبرانہ لہجے میں کہا۔

''میں تو معصوم اور سیدھا سادا انسان ہوں۔ مجھ میں کہاں سے چالاکی آ گئی''...... عمران نے کہا۔

''ہاہاہا۔ دیکھا گراف۔ اب یہ چالاک انسان کس طرح معصوم نظر آ

رہا ہے"...... رتھنا گوف نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"باس۔ آپ کو سامنے دیکھ کر اس کی ساری چالاکی دم توڑ گئی ہے۔ آپ کے سامنے تو بڑے بڑے سورما گیدڑ بن جاتے ہیں۔ اس بے چارے کی کیا حیثیت ہے"...... گراف نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے سنا عمران کہ میرے سامنے سورما بھی گیدڑ بن جاتے ہیں اور میرے سامنے تمہاری حیثیت بھی ایک چوہے سے زیادہ نہیں ہے۔ ابھی چند لمحوں بعد تم چیخنا چلانا شروع کر دو گے"...... رتھنا گوف نے کہا۔

"تم میرے ایک سوال کا جواب دے دو۔ اس کے بعد اپنی حسرت پوری کرنے کی کوشش کر کے دیکھ لینا"...... عمران نے کہا۔

"تم اس پوزیشن میں نہیں ہو عمران کہ میں تمہارے سوالوں کا جواب دوں"...... رتھنا گوف نے طنزاً کہا۔

"تم نے فائل یو اے وی مناؤ کے سپرد کی۔ اس کے بعد وہ فائل کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں کہ رسی جل گئی لیکن بل نہیں گیا۔ تم یہ نہیں دیکھ رہے کہ کچھ ہی دیر بعد تم اذیت ناک موت کا شکار ہونے والے ہو لیکن تمہیں فائل کی فکر ستائے جا رہی ہے"...... رتھنا گوف نے ہنستے ہوئے لہجے میں کہا۔ پھر رتھنا گوف یکدم ہی سنجیدہ ہو گیا اور اس نے گراف کی طرف دیکھا۔

''گراف۔ ہنٹر دو مجھے''...... رتھنا گوف نے یکدم ہی غراتے ہوئے کہا تو گراف تیزی سے دیوار کی طرف بڑھی۔ دیوار پر ہنٹر لٹکا ہوا تھا۔ اس نے وہ ہنٹر اتارا اور تیزی سے واپس آ کر ہنٹر رتھنا گوف کو دے دیا۔ رتھنا گوف کا چہرہ پتھر کی مانند سخت ہو گیا تھا اور اس کی آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگے تھے۔

''عمران۔ کہتے ہیں کہ جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے۔ اب تمہاری موت آئی تو تم نے روسیاہ کا رخ کیا''۔ رتھنا گوف نے غراتے ہوئے کہا اور پھر وہ کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ کرسی سے اٹھتے ہی اس نے بازو کو گھمایا تو ٹارچر روم میں شائیں شائیں کی آواز گونجنے لگی۔ چند لمحوں بعد ہنٹر عمران کے جسم پر آ لگا۔ عمران کو تکلیف تو محسوس ہوئی لیکن یہ تکلیف اس کے لئے معمولی سی بات تھی اس لئے اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ اسے مسکراتے دیکھ کر رتھنا گوف کو غصہ آ گیا اور اس کا ہاتھ تیزی سے چلنے لگا۔

عمران، تنویر اوز خاور کو ان کرسیوں سے چھٹکارہ حاصل کرنے کی کوئی ترکیب سمجھ نہیں آئی تھی۔ ان کے پاؤں کرسیوں کے پایوں سے رسی سے باندھ دیئے گئے تھے جس کی وجہ سے وہ اپنے پاؤں کو بھی حرکت نہیں دے سکتے تھے۔ باقی جسم راڈز میں جکڑا ہوا تھا اور راڈز توڑنا ان کے لئے ممکن نہیں تھا۔ وہ تینوں ہی خود کو بے بس محسوس کر رہے تھے۔ رتھنا گوف کچھ دیر تک عمران پر ہنٹر برساتا رہا لیکن عمران کے منہ سے ہلکی سی سسکی بھی نہ نکلی تو رتھنا گوف نے ہنٹر دور پھینک

دیا اور عمران کو غضبناک نظروں سے دیکھا۔

''خار دار کوڑا لے آؤ۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس میں کتنی قوت برداشت ہے''...... رتھنا گوف نے غصے سے چیختے ہوئے کہا تو اس کا ایک ماتحت دوڑتا ہوا دیوار کے قریب گیا۔ دیوار پر خار دار کوڑا بھی لٹکا ہوا تھا۔ اس نے وہ کوڑا اتارا اور رتھنا گوف کو دے دیا۔

''یہ کوڑا تمہارے جسم کو قیمے میں بدل دے گا مسٹر عمران''۔ رتھنا گوف نے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے کوڑے کو فضا میں لہرانا شروع کر دیا۔ اس کی شائیں شائیں عام کوڑے کی نسبت زیادہ تیز اور خوفناک محسوس ہو رہی تھی۔ ہوا میں لہراتے لہراتے رتھنا گوف نے کوڑا عمران پر برسانا شروع کر دیا۔ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے بیک وقت کئی کیلیں اس کے جسم میں گاڑ دی گئی ہوں لیکن اس کے چہرے پر ہلکا سا تغیر بھی نمودار نہ ہوا۔ رتھنا گوف نے اپنا ہاتھ ایک بار پھر بلند کیا۔

''رک جاؤ رتھنا گوف''...... رتھنا گوف کو ایک غراتی ہوئی آواز سنائی دی تو اس نے تنویر کی طرف دیکھا۔ کیونکہ یہ بات تنویر نے کہی تھی۔ تنویر اور خاور کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔ عمران پر تشدد ہوتے دیکھ کر ان سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ ان کا دل چاہتا تھا کہ وہ رتھنا گوف کو مسل کر رکھ دیں لیکن وہ اس طرح بندھے ہوئے تھے کہ اپنے جسم کو معمولی سی حرکت بھی نہیں دے سکتے تھے۔

''کیوں۔ کیوں رک جاؤں''...... رتھنا گوف نے حلق کے بل

بھینچتے ہوئے کہا۔

"تم نے کچھ پوچھنا ہے وہ پوچھو۔ اس طرح اندھا دھند کوڑے کیوں برسا رہے ہو"...... تنویر نے کہا۔

"مجھ سے کون سی بات چھپی ہوئی ہے کہ میں پوچھوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم فائل یو اے وی کے پیچھے آئے ہو۔ فائل اپنی جگہ پر چلی گئی اور تم یہاں آ گئے۔ اب کون سی بات میں تم سے پوچھوں"۔ رتھنا گوف نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس نے ایک بار پھر ہنٹر والا ہاتھ گھمایا۔

"ابھی بہت سی باتیں ہیں رتھنا گوف۔ فائل تو تم نے مناؤ کے سپرد کر دی لیکن تمہیں یہ معلوم نہیں کہ مناؤ نے اصل فائل لیبارٹری میں پہنچائی ہے یا نقلی"...... عمران نے بھی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"نقلی فائل۔ کیا مطلب ہے تمہارا"...... رتھنا گوف نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ جب یہ فائل پہلے چوری ہوئی تھی تو اس میں کس کا ہاتھ تھا"...... عمران نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یقیناً تمہیں نہیں معلوم۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ فائل ایکریمی ایجنٹ ریڈلے نے روسیاہ سے چوری کی تھی اور اس چوری میں مناؤ کا ہاتھ تھا۔ مناؤ کو ایک کروڑ ایکریمی ڈالرز ملے تھے اس کام کے۔ اور اس کی یہ رقم آج بھی باچان کے قومی بینک میں جمع ہے"...... عمران نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تم اپنی اس بات کے حق میں کوئی ثبوت دے سکتے ہو"
رتھنا گوف نے کہا۔

"ہاں۔ میں تمہیں مناؤ کا وہ اکاؤنٹ نمبر بتا سکتا ہوں جو باچال
کے قومی بینک کا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا ہے"...... رتھنا گوف نے کہا۔

"ریڈلے میرا دوست ہے۔ اس نے ذاتی طور پر مجھے یہ باتیں اس وقت بتائی تھیں جب وہ فائل یو اے وی میرے حوالے کر رہا تھا اور یہ تجویز بھی میں نے ریڈلے کو دی تھی کہ وہ کچھ عرصہ کے لئے فائل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے پاس رکھوا دے۔ یہ ایک سیکرٹ تھا جو تمہیں معلوم نہیں ہونا تھا۔ تم لوگ ایکریمیا کی دیواروں سے سر ٹکراتے رہتے لیکن تمہیں فائل نہ ملتی۔ معلوم نہیں یہ سیکرٹ کیسے آؤٹ ہوا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم بکواس کرتے ہو۔ ایسے معاملات سیکرٹ ایجنٹ طے نہیں کرتے بلکہ یہ سیاسی حکمرانوں کا کام ہوتا ہے"...... رتھنا گوف نے یکدم ہی غصے ہوتے ہوئے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تم خود سیکرٹ ایجنٹ ہو اور ایک ایجنسی کے چیف ہو۔ کئی کام ایسے ہوتے ہیں جو تم خود نہیں کر سکتے لیکن کسی اور سے کرا لیتے ہو۔ ذہن تمہارا ہوتا ہے اور چہرہ کسی اور کا"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ کیا اکاؤنٹ نمبر ہے مناؤ کا"...... رتھنا گوف نے سوچ

میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے ایک فرضی نمبر بتا دیا۔ مقصد وقت حاصل کرنا تھا۔ وہ اس وقت بے بس تھے اور اگر رتھنا گوف کو روکا نہ جاتا تو وہ خار دار کوڑے سے عمران کے جسم کو قیمے میں تبدیل کر دیتا اور عمران نے یہ بات بھی محسوس کر لی تھی کہ رتھنا گوف اس سے نفرت رکھتا ہے۔

''عمران۔ اگر تمہاری بات غلط نکلی تو میں خنجر سے تمہاری کھال اتار لوں گا اور یقین جانو میں یہ محاورتاً نہیں کہہ رہا بلکہ میں انسانی کھال اتارنے کا حقیقتاً تجربہ رکھتا ہوں۔ میں کئی زندہ انسانوں کی کھال اتار چکا ہوں''...... رتھنا گوف نے غراتے ہوئے کہا۔

''اگر میری انفارمیشن درست ثابت ہوئی تو پھر تم کیا کرو گے''۔ عمران نے کہا۔

''پھر میں تمہیں آسان موت ماروں گا۔ صرف ایک گولی تمہارے دل میں اتار دوں گا۔ اور تم پر میرا یہ احسان ہو گا ورنہ آج تک کوئی بھی دشمن میرے ہاتھوں اذیت کا شکار ہوئے بغیر نہیں مرا''...... رتھنا گوف نے کہا۔

''مجھے اذیت ناک موت سے آسان موت قبول ہے''...... عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

''گراف۔ تم نے ان کا خیال رکھنا ہے۔ میں ابھی دس منٹ میں واپس آ رہا ہوں''...... رتھنا گوف نے کہا۔

''او کے باس''...... گراف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو رتھنا گوف

ٹارچر روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔

''تم نے باس کو ایک چکر میں الجھا دیا ہے عمران اور اب تمہاری موت عبرتناک ہو گی''...... گراف نے کہا۔

''اگر تمہارے خیال میں یہ کوئی چکر ہے تو تم نے اپنے باس کو بتایا کیوں نہیں''...... عمران نے طنزاً کہا۔

''باس نہ کسی سے مشورہ لیتے ہیں اور نہ ہی کسی کی مداخلت پسند کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے سامنے خاموش رہنا میری مجبوری تھی''...... گراف نے کہا۔

''میرے پیٹ میں شدید گڑ بڑ ہو رہی ہے۔ مجھے کچھ دیر کے لئے کھول دو''...... عمران نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران۔ مجھے یقین ہے کہ تم نے باس کو چکر دے کر کچھ وقت حاصل کیا ہے تاکہ تم اس دوران آزاد ہونے کی کوشش کر سکو لیکن میں تمہیں بتا دوں کہ تمہاری تمام کوششیں بے کار ثابت ہوں گی''۔ گراف نے طنزاً کہا۔

''میں اس وقت بالکل بے بس ہوں۔ بھلا میں آزاد ہونے کی کیا کوشش کر سکتا ہوں''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔ گراف اس سے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی لیکن اسی لمحے ٹارچر روم کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور جیسے ہی دروازہ کھلا باہر سے فائرنگ کی تیز آوازیں آنے لگیں۔ اسی لمحے ایک آدمی بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر آ گیا۔

''مادام۔ ہیڈ کوارٹر کا سیکورٹی سسٹم جام ہو گیا ہے اور کچھ لوگوں نے

ہیڈکوارٹر پر ریڈ کر دیا ہے“...... اندر آنے والے نے تیز لہجے میں کہا۔
باہر سے آنے والی فائرنگ کی آوازیں سن کر ٹارچر روم میں موجود بلیک سرکل کے تمام افراد چوکنا ہو گئے تھے اور گراف کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ گراف کے حکم کے منتظر ہوں۔
”چلو باہر۔ جو بھی دشمن نظر آئے اڑا دو اسے“...... گراف نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا تو وہ سب دروازے کی طرف مڑے لیکن جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچے ان کی چیخیں بلند ہوئیں۔ وہ اچھلے اور پھر فرش پر گر کر تڑپنے لگے۔ انہیں ہٹ ہوتے دیکھ کر گراف کے چہرے کی رنگت زرد ہو گئی۔ اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کا رخ دروازے کی طرف ہوا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتی اسے ایسے محسوس ہوا جیسے اس کے دل میں گرم گرم سلاخ اتر گئی ہو۔ اس کی خوفزدہ نظریں بے اختیار اپنے دل کی طرف اٹھیں جہاں سے خون نکل رہا تھا۔ پھر وہ فرش پر گرتی چلی گئی اور اس کا دماغ موت کے اندھیرں میں ڈوبتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد دروازے پر صدیقی کی شکل دکھائی دی۔ صدیقی دروازے میں پڑی ہوئی لاشوں کو پھلانگتا ہوا ٹارچر روم میں داخل ہو گیا۔

''رتھنا گوف کے آنے تک ہمیں وہاں رکنا چاہئے تھا۔ وہ سانپ ہے اور سانپ کا سر کچلنا ضروری ہوتا ہے''...... تنویر نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے کہ اس نے آنکھیں بند کر کے اپنے ہیڈکوارٹر میں آنا تھا''...... صدیقی نے کہا۔

''صدیقی ٹھیک کہہ رہا ہے تنویر۔ اگر ہم وہاں رتھنا گوف کے انتظار میں بیٹھ جاتے تو مارے بھی جا سکتے تھے''...... صفدر نے صدیقی کی تائید کرتے ہوئے کہا تو تنویر خاموش رہا۔

''عمران صاحب۔ ہم نے فوراً مس جولیا تک پہنچنا ہے۔ مس جولیا، مناؤ کی کوٹھی پر ہیں اور مناؤ کی نیت ٹھیک نہیں ہے''...... خاور نے کہا۔

وہ بلیک سرکل کے ہیڈکوارٹر سے کچھ دیر پہلے ہی نئی رہائش گاہ پر پہنچے تھے۔ انہوں نے بلیک سرکل کے ہیڈکوارٹر میں زبردست کارروائی

کی تھی۔ بلیک سرکل کے جتنے بھی آدمی وہاں موجود تھے سب مارے گئے تھے۔ اس کارروائی کے بعد وہ ایک ساتھ واپس آنے کی بجائے علیحدہ علیحدہ ہو کر یہاں آئے تھے اور انہوں نے اپنے تعاقب کا بھی خیال رکھا تھا۔

''جولیا کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے۔ مناؤ جیسے لوگ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہیں''...... عمران نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ہمیں اپنی توجہ فائل کے حصول پر مرکوز رکھنی چاہئے''...... خاور نے کہا۔

''ہاں۔ ہمارا مشن فائل یو اے وی حاصل کرنا ہے اور ہم ہمیشہ اپنے مشن پر ہی توجہ دیتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ ہو سکتا ہے کہ تمہاری بات ٹھیک ہو لیکن بعض اوقات حد سے بڑھی ہوئی خود اعتمادی نقصان بھی پہنچاتی ہے۔ یہ درست ہے کہ جولیا ہماری ڈپٹی چیف ہے اور صلاحیتوں اور کارکردگی میں وہ ہم سے بڑھ کر ہے لیکن وہ عورت ذات بھی ہے اور دشمنوں کے نرغے میں بھی ہے۔ ہمیں اسے نظر انداز نہیں کرنا چاہئے''۔ تنویر نے کہا۔

''عمران صاحب۔ تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ انسان جتنا بھی باصلاحیت کیوں نہ ہو اگر وہ بے بس ہو جائے تو پھر کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ تازہ ترین مثال ہم تینوں کی ہی ہے۔ رتھنا گوف نے ہم تینوں کو ہی بے بس کر دیا تھا''...... خاور نے کہا۔

''پھر اب تمہاری کیا رائے ہے۔ پہلے مناؤ کے خلاف کارروائی کی جائے''...... عمران نے خاور اور تنویر سے پوچھا۔

''ہاں عمران۔ فائل کی ہمیں فکر نہیں ہے۔ فائل جہاں بھی ہو گی ہم انشاء اللہ اسے حاصل کر ہی لیں گے البتہ جولیا کو کوئی نقصان پہنچ گیا تو اس کا مداوا نہیں ہو سکے گا''...... تنویر نے کہا۔

''او کے۔ پھر ہم فوری طور پر مناؤ کی کوٹھی پہنچ رہے ہیں۔ ضیانوف۔ کہاں ہے مناؤ کی کوٹھی''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ اس کی کوٹھی آفیسرز کالونی میں ہے۔ نمبر ہے اے الیون۔ لیکن سر۔ اس کالونی میں سیکورٹی بہت سخت ہوتی ہے''...... ضیانوف نے کہا۔

''ضیانوف صاحب۔ اگر ہم سیکورٹی اور مشکلات سے ڈریں تو کبھی مشن پر ہی نہ نکلیں''...... تنویر نے کہا۔

''سر۔ میرا مقصد ہرگز وہ نہیں ہے جو آپ سمجھے ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس سیکورٹی کو مدنظر رکھ کر اس کالونی میں داخل ہونے کا پلان بنایا جائے''...... ضیانوف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ضیانوف۔ تم نے مناؤ کی گاڑی دیکھی ہوئی ہے''...... عمران نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں نے اس کی گاڑی دیکھی ہوئی ہے''...... ضیانوف نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ویسی ہی گاڑی کا بندوبست کرو۔ نمبر پلیٹ بھی بالکل ویسی ہی

ہونی چاہئے“...... عمران نے کہا۔
”او کے سر۔ آدھے گھنٹے میں بالکل ویسی ہی گاڑی آپ کو مل جائے گی“...... ضیانوف نے مسکراتے ہوئے کہا۔
صفدر اور ساتھیوں کی طرح وہ بھی سمجھ گیا تھا کہ عمران، مناؤ کے میک اپ میں مناؤ کی کوٹھی پر جانا چاہتا تھا۔ ضیانوف کرسی سے اٹھا اور پھر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔
”عمران صاحب۔ مناؤ رات گیارہ بجے کے بعد اپنے گھر جاتا ہے۔ آپ پہلے پہنچ گئے تو سیکورٹی والے مشکوک ہو سکتے ہیں“۔ خاور نے کہا۔
”مشکوک ہوتے ہیں تو ہوتے رہیں۔ ایک بار میں مناؤ کی کوٹھی پر پہنچ جاؤں اس کے بعد جو ہوگا دیکھا جائے گا“...... عمران نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر الماری کی طرف بڑھا جس میں میک اپ باکس رکھا ہوا تھا۔ اس نے میک اپ باکس اٹھایا اور پھر میک اپ کرنے لگا۔ تقریباً دس منٹ کے بعد اس کے ہاتھ رکے اور اس نے آئینے میں اپنا تنقیدی جائزہ لیا۔
”تو یہ شکل ہے اس منحوس کی“...... تنویر نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے معنی خیز انداز میں کہا۔
”کس منحوس کی۔ میری یا مناؤ کی“...... عمران نے تنویر کو گھورتے ہوئے بظاہر غصیلے لہجے میں کہا۔
”میں مناؤ کی بات کر رہا ہوں۔ ناراض تم ہو رہے ہو“...... تنویر

نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھا تھا کہ وہ عمران کو چڑانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

"اچھا اچھا۔ میں سمجھا کہ شاید تم مجھے منحوس کہہ رہے ہو"...... عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو تنویر اور زیادہ خوش ہو گیا جبکہ باقی ساتھیوں کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی۔ وہ سمجھ چکے تھے کہ عمران خود کو بے وقوف ظاہر کر کے تنویر کو احمق بنا رہا ہے۔

اسی طرح باتیں کرتے ہوئے آدھ گھنٹہ گزر گیا پھر کمرے کا دروازہ کھلا اور ضیانوف مسکراتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

"عمران صاحب۔ میں مناؤ کی گاڑی لے آیا ہوں"...... ضیانوف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران۔ کون عمران۔ یہاں تو کوئی عمران نہیں ہے"...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا تو ضیانوف اچھل پڑا۔ اس لمحے اسے یہ بات بھول گئی کہ عمران دوسروں کے لب و لہجے کی ہو بہو نقل کر سکتا ہے۔

"کک۔ کک۔ کیا"...... حیرت کی شدت سے ضیانوف سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔

"ضیانوف صاحب۔ یہ عمران صاحب ہی ہیں شاید کہ آپ کو معلوم نہیں کہ یہ دوسروں کے لب و لہجے میں بول لینے کا فن جانتے ہیں"...... صدیقی نے کہا تو ضیانوف کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

''میں یہ بات جانتا ہوں لیکن میں بھول گیا تھا''...... ضیانوف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ سبھی اٹھ کر کمرے سے باہر آ گئے۔ گیٹ کے قریب ہی ایک کار کھڑی ہوئی تھی جس کی نمبر پلیٹ سرکاری تھی۔

''ضیانوف صاحب۔ آپ کہہ رہے تھے کہ آپ مناؤ کی گاڑی لے آئے ہیں تو کیا یہ واقعی مناؤ کی ہی گاڑی ہے''...... خاور نے کہا۔

''سر۔ جس طرح عمران صاحب واقعی مناؤ ہی ہیں اسی طرح یہ گاڑی بھی واقعی مناؤ ہی کی ہے''...... ضیانوف نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کے اس خوبصورت جواب پر سب نے قہقہہ لگایا۔

عمران کار میں سوار ہوا اور ضیانوف نے کوٹھی کا گیٹ کھولا۔ اگلے لمحے عمران کی کار سڑک پر آ گئی۔ روسیاہ کے دارالحکومت میں وہ کئی بار آ چکا تھا اس لئے وہ یہاں کے تمام علاقوں کو جانتا تھا۔ تقریباً بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد عمران آفیسرز کالونی کے مین گیٹ پر پہنچ گیا۔ مین گیٹ کھلا ہوا تھا البتہ مین گیٹ سے چند قدم آگے سڑک پر لوہے کے بڑے بڑے دو بلاک رکھے ہوئے تھے۔ ان کی موجودگی میں کار آگے نہیں جا سکتی تھی۔ عمران نے کار ان بلاکس کے قریب روکی تو ڈیوٹی پر موجود سیکورٹی آفیسر کار کے قریب آیا۔ اس نے عمران کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر اس نے پوسٹ گارڈ کی طرف اشارہ کیا۔ جیسے ہی اس نے اشارہ کیا تو لوہے کے بلاکس میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ دونوں بلاک تقریباً تین تین فٹ پیچھے ہو گئے تھے۔ اب سڑک پر اتنی جگہ ہوئی تھی کہ عمران کی کار

آسانی سے گزر سکتی تھی۔ بلاکس کے ہٹنے کے بعد عمران نے کار آگے بڑھائی۔ تقریباً دو منٹ بعد عمران اے الیون کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ گیٹ پر مناؤ کے نام بمعہ عہدے کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی اور گیٹ کے قریب کرسی پر ایک سیکورٹی گارڈ بیٹھا ہوا تھا۔ عمران کی کار گیٹ پر رکتے دیکھ کر وہ کھڑا ہو گیا اور اس نے مؤدبانہ انداز میں سلام بھی کیا لیکن عمران نے اس کے سلام کا کوئی نوٹس نہ لیا۔ سلام کرنے کے بعد سیکورٹی گارڈ گیٹ کی طرف بڑھا اور پھر اس نے گیٹ کھول دیا۔ عمران کی کار کوٹھی میں داخل ہوئی۔ عمران نے اسے ایک جگہ روکا اور پھر کار سے نیچے اترا۔ اسی وقت تین افراد اس کے قریب پہنچ گئے جو اپنے لباس سے ملازم دکھائی دیتے تھے۔ انہوں نے بھی مؤدبانہ انداز میں عمران کو سلام کیا۔ عمران نے ہاتھ کے اشارے سے ان کے سلام کا جواب دیا۔

"سر۔ آج آپ جلدی گھر آ گئے ہیں۔ کیا آپ کے لئے رات کا کھانا بنا دوں"...... ایک آدمی نے پوچھا جو یقیناً مناؤ کا باورچی تھا۔

"نہیں۔ میں ابھی واپس چلا جاؤں گا۔ مادام میرے بیڈ روم میں ہی ہے نا"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ یس سر"...... باورچی نے دانت نکالتے ہوئے کہا تو عمران نے قدم آگے بڑھائے۔ تینوں ملازم اس کے پیچھے چلنے لگے۔ عمران ابھی دو تین قدم ہی چلا تھا کہ اسے خطرے کا احساس ہوا۔ وہ فوراً ہی مڑا لیکن مڑنے سے پہلے ہی اسے محسوس ہو گیا کہ کسی نے

اس کی کمر میں سوئی چبھو دی ہے۔ مڑنے کے بعد اس نے دیکھا۔ تینوں ملازموں کے چہروں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ عمران کا ہاتھ فوراً ہی اپنی جیب کی طرف گیا لیکن اسی لمحے اسے تینوں آدمی تیزی سے گھومتے ہوئے محسوس ہوئے پھر اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا اور اگلے ہی لمحے وہ لہراتا ہوا زمین پر گرتا چلا گیا۔ آخری لمحے اس کے ذہن میں جو خیال ابھرا تھا وہ یہی تھا کہ وہ دھوکا کھا گیا ہے۔

"حیرت ہے رتھنا گوف صاحب کہ صرف تین آدمی آپ کے ہیڈکوارٹر میں گھس کر آپ کے ہیڈکوارٹر کو تہس نہس کر دیتے ہیں اور اپنے ساتھیوں کو چھڑا کر لے جاتے ہیں"...... مناؤ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں مناؤ صاحب۔ جن لوگوں نے میرے ہیڈکوارٹر میں یہ تباہی پھیلائی ہے ان کی صلاحیتوں کی پوری دنیا معترف ہے۔ ہمارے اعلیٰ حکام ان لوگوں کا نام سن کر خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے۔ کافرستان، اسرائیل اور ایکریمیا جیسے ممالک کے حکام بھی عمران کا نام سن کر پریشان ہو جاتے ہیں۔ آخر ان میں کچھ تو ایسا ہے کہ یہ سب ان سے خائف رہتے ہیں۔ اگر میری غیر موجودگی میں انہوں نے میرے ہیڈکوارٹر کو معمولی سا نقصان پہنچا دیا ہے تو یہ نہ کوئی بڑی بات ہے اور نہ ہی حیرت والی"...... جواب میں رتھنا گوف نے بھی طنزیہ لہجے میں کہا۔

''سوری رتھنا گوف صاحب۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ میں اپنے ملک کی چند ایسے حکام کو جانتا ہوں جو واقعی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام سن لیں تو ان کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگ جاتے ہیں۔ بہرحال آپ یہ بتائیں کہ اب آپ نے کیا سوچا ہے''...... مناؤ نے اس مرتبہ نرم لہجے میں کہا۔

''اٹس او کے۔ آپ پریشان تھے اس لئے مجھ سے ایسے لہجے میں بات کر گئے۔ آپ کو پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ میں نے اپنا ہیڈکوارٹر دوبارہ سیٹ کر لیا ہے۔ میرے آدمی علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کر رہے ہیں۔ اب جیسے ہی وہ ٹریس ہوں گے انہیں گولیوں سے بھون دیا جائے گا''...... رتھنا گوف نے بھی اس مرتبہ نرم لہجے میں کہا۔

''رتھنا گوف صاحب۔ میرے پاس ایک لڑکی ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ عمران کی ساتھی ہے۔ عمران اس لڑکی کے لئے لازماً میری کوٹھی پر آئے گا''...... مناؤ نے سوچ میں ڈوبے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ کیا وہ لڑکی آپ کی کوٹھی پر ہے''...... رتھنا گوف نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ وہ لڑکی میری کوٹھی پر ہی ہے۔ وہ بے ہوش ہے اور کڑی نگرانی میں ہے''...... مناؤ نے کہا۔

''مناؤ صاحب۔ عمران لازماً آپ کی کوٹھی میں پہنچے گا۔ آپ اس لڑکی کو کہیں اور شفٹ کرا دیں۔ میں عمران کو ٹریپ کرنے کے لئے

آپ کی کوٹھی میں جال بچھانا چاہتا ہوں"...... رتھنا گوف نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ آپ جو حکم دیں گے میرے آدمی اس پر عمل کریں گے"...... مناؤ نے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اپنی پی اے کا نمبر پریس کیا۔

"یس سر"...... رسیور اٹھانے جانے کے بعد اس کی پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میجر بالوف کو میرے کمرے میں بھیج دو"...... مناؤ نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"مناؤ صاحب۔ فائل یو اے وی شدید خطرے میں ہے اور مجھے یقین ہے کہ عمران نے یہ معلوم کر لیا ہو گا کہ یہ فائل کہاں ہے"۔ رتھنا گوف نے اپنے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اس بات کا احساس بھی مجھے ہو گیا تھا اس لئے میں نے فائل کہیں اور شفٹ کرا دی ہے"...... مناؤ نے کہا۔

"یہ آپ نے بہت اچھا کیا ہے"...... رتھنا گوف نے کہا۔ پھر اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک فوجی آفیسر کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں داخل ہونے کے بعد اس نے دونوں کو سلام کیا۔

"میجر بالوف۔ تم انہیں جانتے ہو"...... مناؤ نے رتھنا گوف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"سر۔ یہ تو معروف شخصیت ہے۔ انہیں کون نہیں جانتا"...... میجر

بالوف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو رتھنا گوف کی گردن اکڑ گئی۔
"مجھے معلوم ہے کہ تم انہیں جانتے ہو۔ یہ سوال میں نے اس لئے پوچھا ہے کہ تم نے اب کچھ دنوں تک ان کے انڈر کام کرنا ہے اور میں تمہیں یہ بتا دوں کہ یہ غصے کے بہت تیز ہیں۔ یہ غصے میں ہوں تو اپنے ماتحت کو بھی گولی مارنے میں تاخیر نہیں کرتے"...... مناؤ نے کہا۔
"سر۔ یہ تو تصویر کا ایک رخ ہے۔ دوسرا رخ یہ ہے کہ یہ اپنے ماتحتوں پر بہت اعتماد کرتے ہیں۔ ان سے محبت کرتے ہیں۔ گولی یہ اسے مارتے ہیں، جو غلطی کرے اور سر۔ یہ فیلڈ ہی ایسی ہے کہ اس میں غلطی کی گنجائش ہوتی ہی نہیں ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ میں ان کے انڈر کام کروں گا"...... میجر بالوف شاید رتھنا گوف کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا اس لئے اس نے خوشامد کرتے ہوئے کہا۔
"او کے۔ اب سے یہ تمہارے باس ہیں۔ تم نے ان کے ساتھ جانا ہے اور ہاں میری کوٹھی پر جو لڑکی ہے تم اسے میرے فارم پر بھجوا دینا۔ میں آج رات فارم پر ہی گزار لوں گا"...... مناؤ نے کہا۔
"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... میجر بالوف نے سر کو خم دیتے ہوئے کہا۔
"رتھنا گوف صاحب۔ آپ نے مجھے پل پل کی رپورٹ دینی ہے"...... مناؤ نے اس مرتبہ رتھنا گوف سے کہا۔
"او کے مناؤ صاحب۔ اب ہم چلتے ہیں۔ میں نے بہت ضروری

اقدامات کرنے ہیں"...... رتھنا گوف نے کہا اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے مناؤ سے مصافحہ کیا اور کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ میجر بالوف بھی اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

رتھنا گوف اور میجر بالوف کمرے سے باہر چلے گئے تو مناؤ نے کمپیوٹر کا کی بورڈ اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس نے ایک فائل اوپن کر لی۔ فائل کو دیکھتے دیکھتے اس نے انٹرکام کی طرف ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر اپنی پی اے کے نمبرز پریس کئے۔

"لیس سر"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے اس کی پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"وسکی کی ایک بوتل بھیج دو"...... مناؤ نے اپنی پی اے کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"او کے سر"...... دوسری طرف سے پی اے نے کہا تو مناؤ نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس دوران کی نظریں بدستور مانیٹر پر رہی تھیں۔ پھر چند منٹوں بعد اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور اس کا چپڑاسی ٹرے میں وسکی کی بوتل رکھے کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے خاموشی کے ساتھ بوتل مناؤ کی میز پر رکھی اور پھر واپس چلا گیا۔ مناؤ نے بوتل کا ڈھکن کھولا پھر بوتل کو ہی منہ لگا کر وسکی گھونٹ گھونٹ پینے لگا اور کمپیوٹر پر مصروف رہا۔ اس دوران اس نے چند کالیں بھی رسیو کیں۔ وسکی کی بوتل ختم ہوئی تو اس نے خالی بوتل ٹوکری میں ڈال دی۔ اسی لمحے انٹرکام کی گھنٹی بجنے لگی۔

"یس"...... مناؤ نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"سر۔ رتھنا گوف صاحب تشریف لائے ہیں"...... دوسری طرف سے اس کی پی اے کی آواز سنائی دی۔

"او کے۔ بھیج دو انہیں"...... مناؤ نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ کچھ سیکنڈوں بعد اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور رتھنا گوف کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر مناؤ سمجھ گیا کہ وہ کامیاب لوٹا ہے۔ میز کے قریب آ کر رتھنا گوف اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گی۔

"آپ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ آپ کے ہاتھ لگ گئے ہیں"...... مناؤ نے کہا۔

"آپ بالکل ٹھیک سمجھے ہیں۔ علی عمران آپ کے میک اپ میں آپ کی کوٹھی پہنچ گیا تھا۔ میں ہر قسم کے حالات کے لئے تیار ہی تھا اس لئے اس کے آپ کے میک اپ میں آنے کی اطلاع مجھے پہلے ہی مل گئی تھی"...... رتھنا گوف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ لیکن کیسے"...... مناؤ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے سب ماتحتوں کو معلوم تھا کہ میں نے ابھی آپ کے آفس میں آپ سے ملاقات کی ہے۔ میرے چند آدمی ہاٹ کالونی میں بھی ڈیوٹی پر موجود تھے۔ انہی میں سے ایک آدمی نے ایک کوٹھی سے آپ کو نکلتے ہوئے دیکھا۔ پہلے تو وہ حیران ہوا اور پھر وہ سمجھ گیا

کہ کار میں نظر آنے والا آدمی آپ نہیں کوئی اور ہے۔ اس نے فوراً ہی مجھے رپورٹ کی۔ میں مزید ہوشیار ہو گیا اور سچویشن کے مطابق پلاننگ بھی کر لی اور ساتھ ہی اپنے آدمیوں کو بھی حکم دے دیا کہ جس کوٹھی سے یہ کار نکلی ہے اس کوٹھی پر ریڈ کریں اور کوٹھی میں جتنے بھی افراد ہوں انہیں بے ہوش کر کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دیں۔ اب عمران اپنے ساتھیوں سمیت میرے ٹارچر روم میں موجود ہے"...... رتھنا گوف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ نے انہیں فوراً گولیاں کیوں نہیں مار دیں۔ بے ہوش کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر کیوں پہنچا دیا ہے۔ وہ لوگ وہاں سے دوبارہ بھی فرار ہو سکتے ہیں"...... مناؤ نے کہا۔

"اب ایسا ممکن نہیں ہے۔ میں نے خصوصی انتظامات کئے ہیں اور عمران کو میں گولی نہیں مارنا چاہتا۔ میں نے اسے گولی مار دی تو وہ بہت آسان موت مارا جائے گا جبکہ میں تو اسے تڑپا تڑپا کر مارنا چاہتا ہوں"...... رتھنا گوف نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ پھر آپ ایسا کریں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ڈیتھ سنٹر پہنچا دیں"...... مناؤ نے کہا۔

"ڈیتھ سنٹر۔ یہ کہاں ہے اور میں تو اس کے بارے میں نہیں جانتا"...... رتھنا گوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈیتھ سنٹر موت کی ایک وادی کا نام ہے جو زیر زمین بنائی گئی ہے۔ ریڈ فورسٹ کے نیچے تقریباً نصف کلو میٹر کے رقبے پر یہ سنٹر

قائم کیا گیا ہے۔ وہاں سے باہر آنے کا کوئی بھی راستہ نہیں ہے۔ اگر کوئی انسان وہاں پہنچ جائے تو وہ کسی بھی صورت باہر نہیں نکل سکتا۔ اوپر سے اس کا راستہ اوپن کیا جا سکتا ہے لیکن وہ بھی کمپیوٹر کوڈ سے اور کمپیوٹر کوڈ بھی صرف مجھے ہی معلوم ہے۔ اس ڈیتھ سنٹر پر ہوا اور روشنی کا انتظام تو کیا گیا ہے لیکن وہاں کھانے کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ جسے تڑپا تڑپا کر مارنا ہوتا ہے تو اسے ڈیتھ سنٹر پہنچا دیا جاتا ہے۔ وہاں جانے والا دو تین دنوں میں یا زیادہ سے زیادہ چھ سات دنوں میں ہلاک ہو جاتا ہے لیکن بھوک اور پیاس سے تڑپ تڑپ کر اور اس کے تڑپنے کے مناظر یہاں کمپیوٹر پر ریکارڈ بھی ہو جاتے ہیں"...... مناؤ نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا اور رتھنا گوف کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ مناؤ صاحب۔ اس کی طرح کی موت تو انتہائی عبرتناک ہو گی۔ کمپیوٹر ان کے مرنے کی جو فلم بنائے گا وہ ہم پوری دنیا کو دکھائیں گے"...... رتھنا گوف نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

"اور ہاں۔ ان کے مرنے تک آپ جب چاہیں آ کر کمپیوٹر پر ان کی بے بسی، بے چارگی، ذلت، بھوک پیاس کا نظارہ بھی کر سکتے ہیں"...... مناؤ نے سفاکانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"او کے مناؤ صاحب۔ ہم عمران اور اس کے ساتھیوں کو ڈیتھ سنٹر پہنچا دیتے ہیں"...... رتھنا گوف نے کہا۔

"میں راستے کو اوپن کرنے کا کوڈ لگا دوں پھر چلتے ہیں"۔ مناؤ

نے کہا پھر اس کی تمام تر توجہ کمپیوٹر سکرین پر مرکوز ہو گئی۔ ساتھ ہی کی بورڈ پر اس کے ہاتھ بھی چلنے لگے۔ رتھنا گوف دیکھنا چاہتا تھا کہ مناؤ کیا کر رہا ہے لیکن وہ مانیٹر کی پشت پر بیٹھا ہوا تھا اس لئے اسے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ تقریباً دو منٹ کمپیوٹر پر مصروف رہنے کے بعد مناؤ کرسی سے کھڑا ہو گیا۔

''آئیں رتھنا گوف صاحب۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ڈیتھ سنٹر پہنچا آئیں۔ اس کے بعد موت جانے اور وہ۔ موت انہیں دو دن بعد شکار کرے یا پانچ چھ دن بعد''...... مناؤ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

رتھنا گوف بھی کرسی سے کھڑا ہو گیا پھر دونوں کمرے سے باہر نکل آئے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ڈیتھ سنٹر پہنچا کر وہ واپس شہر آئے تو رات کے دس بج چکے تھے۔

''مناؤ صاحب۔ عمران کی ایک ساتھی لڑکی بھی آپ کے پاس ہے''...... رتھنا گوف نے کہا۔

''ہاں۔ وہ آج رات تو میری مہمان رہے گی۔ صبح ہوتے ہی میں اسے گولی مار دوں گا۔ اگر آپ بھی اسے ایک رات کے لئے اپنے پاس مہمان رکھنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ آپ صبح آ کر اسے میرے فارم ہاؤس سے لے جایئے گا''...... مناؤ نے معنی خیز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''مناؤ صاحب۔ اگر آپ اس لڑکی پر قربان ہو رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ کوئی خاص ہی چیز ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ

عام سی خوبصورت لڑکیوں پر توجہ ہی نہیں دیتے۔ آپ انتہائی اعلیٰ ذوق کے مالک ہیں“...... رتھنا گوف نے کہا تو مناؤ کے چہرے پر موجود مسکراہٹ بڑھ گئی۔

”او کے۔ او کے۔ آپ صبح میرے فارم ہاؤس پر خود آ جایئے گا۔ وش یو گڈ لک“...... مناؤ نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا تو رتھنا گوف اپنی کار میں بیٹھ کر ایک طرف چلا گیا جبکہ مناؤ کی کار اس کے فارم ہاؤس پر پہنچ گئی۔ یہ گھوڑوں اور بھینسوں کا فارم ہاؤس تھا۔ اس فارم ہاؤس میں پھلوں سے جوس تیار کرنے کی مشینیں بھی لگی ہوئی تھیں اور ایک طرف چھوٹی سی لیکن جدید اور خوبصورت کوٹھی بنی ہوئی تھی۔ فارم ہاؤس کے گرد دس فٹ اونچی چار دیواری تھی اور دیوار کے اوپر خاردار تار بھی لگی ہوئی تھی جس میں رات کے وقت کرنٹ بھی چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ دیوار کے ساتھ ساتھ ایک درجن سے زیادہ مسلح افراد گشت کرتے رہتے تھے۔ دیوار پر مختلف جگہوں پر مرکری بلب بھی لگے ہوئے تھے جن کی وجہ سے سارا فارم جگمگاتا رہتا تھا۔

فارم کے گیٹ پر چار مسلح افراد موجود رہتے تھے۔ فارم مناؤ کے لئے محفوظ ترین جگہ تھی۔ اس کی مرضی کے بغیر یہاں نہ کوئی آ سکتا تھا اور نہ ہی یہاں سے جا سکتا تھا۔ پھر جیسے ہی مناؤ کار ایک جگہ روک کر نیچے اترا، فارم کا مینجر میروف اس کے پاس آ گیا اور اس نے مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا لیکن اس نے میروف کے سلام کا جواب نہ دیا۔

"میروف۔ لڑکی ہمارے بیڈ روم میں ہی ہے نا"...... مناؤ نے کمروں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"لیں سر۔ لڑکی آپ کے بیڈ روم میں ہی ہے"...... میروف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا پھر وہ دونوں خوبصورت انداز میں سجے ہوئے بیڈ روم میں پہنچ گئے۔ بیڈ روم میں ایک جہازی سائز بیڈ بچھا ہوا تھا اور بیڈ کو بھی خوب آراستہ کیا گیا تھا۔ بیڈ پر وہ خوبصورت لڑکی بے ہوش پڑی ہوئی تھی جو صحافی بن کر اس کے آفس میں آئی تھی اور چونکہ ورلڈ میگزین کا چیف ایڈیٹر اس کا دوست تھا اس لئے اس نے فون کر کے پوچھ لیا تھا۔ چیف ایڈیٹر نے اسے بتایا تھا کہ انہوں نے کسی لڑکی کو انٹرویو کے لئے نہیں بھیجا تو مناؤ کا ذہن فوراً ہی علی عمران کی طرف چلا گیا۔ اس کے خیال کے مطابق یہ لڑکی عمران ہی کی ساتھی ہو سکتی تھی اور اس کا یہ خیال درست بھی تھا۔ صحافی بن کر آنے والی یہ لڑکی جولیا تھی۔

"یہ لڑکی بے ہوش ہے پھر تم نے اس کے ہاتھ رسی سے کیوں باندھے ہوئے ہیں"...... مناؤ نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر۔ اسے کیپٹن صاحب لائے تھے اور یہ اس وقت رسی سے بندھی ہوئی تھی۔ کیپٹن صاحب نے ہدایت کی تھی کہ اس کی رسی کھولنے کی کوشش نہ کی جائے اور نہ ہی اسے ہوش میں لایا جائے کیونکہ یہ لڑکی انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے"...... میروف نے کہا تو مناؤ نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔

کیپٹن، میجر بالوف کا اسسٹنٹ تھا اور یہاں آتا رہتا تھا۔ آج بھی میجر بالوف نے اسے بھیجا تھا۔

''او کے۔ اب اسے ہوش میں لے آؤ''...... مناؤ نے کہا تو میروف کمرے سے باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ہاتھ میں سرنج لئے واپس آ گیا۔ اس نے انجکشن جولیا کے بازو میں لگایا اور پھر مناؤ کی طرف دیکھا۔

''او کے۔ اب تم جا سکتے ہو''...... مناؤ نے کہا تو میروف کمرے سے باہر چلا گیا جبکہ مناؤ خود فریج کی طرف بڑھا۔ اس نے فریج کھول کر شراب کی ایک بوتل نکالی اور صوفے پر آ کر بیٹھ گیا۔ جولیا کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہو چکے تھے۔ مناؤ نے جولیا کو دیکھتے ہوئے بوتل کا ڈھکن کھولا اور بوتل کو منہ سے لگا لیا۔ اس نے ایک گھونٹ بھرا اور پھر بوتل میز پر رکھ دی اسی وقت جولیا کی آنکھیں کھلیں اور اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکی۔

''مادام لیانا۔ تمہارے اغوا پر دنیا بھر میں ہلچل مچ گئی ہے۔ دنیا بھر کی صحافتی تنظیمیں احتجاج کر رہی ہیں۔ دنیا بھر کے نیوز چینل تمہارے اغوا ہی کی خبریں دے رہے ہیں''...... مناؤ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ پھر اس نے شراب کی بوتل اٹھا کر منہ سے لگائی۔ ایک دو گھونٹ پینے کے بعد بوتل واپس میز پر رکھ دی۔ جولیا نے اسے گھور کر دیکھا تو سہی لیکن اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

''مادام۔ آج تمہارے اغوا کی خبریں چینلز پر چل رہی ہیں۔ کل ریپ اور قتل کی خبریں چلیں گی'' ...... مناوَ نے ایک مرتبہ پھر طنزیہ لہجے میں کہا۔

''قتل اور زبردستی کی کیا ضرورت ہے مناوَ صاحب۔ میں تمہارا ساتھ دینے کے لئے دل سے تیار ہوں'' ...... جولیا نے کہا۔

''تم عمران کی ساتھی ہو مادام اور عمران کے ساتھیوں پر اعتماد کرنا اپنی موت کی دعوت دینا ہے'' ...... مناوَ نے کہا۔

''عمران۔ کون عمران۔ میں تو کسی بھی عمران کو نہیں جانتی''۔ جولیا نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''تم پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور نہ تمہاری کسی بات پر بھی یقین کیا جا سکتا'' ...... مناوَ نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔

''مناوَ صاحب۔ معلوم نہیں کہ آپ کس قسم کے خدشات کا شکار ہیں۔ میں تو دل سے آپ کے ساتھ آج رات گزارنا چاہتی ہوں۔ آپ بس میری رسی کھول دیں۔ آج کی رات خود بھی انجوائے کریں اور مجھے بھی انجوائے کرنے دیں۔ مجھ اکیلی اور نہتی عورت سے آپ کو خطرہ کیا ہے'' ...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''تم عام عورت نہیں ہو، سیکرٹ ایجنٹ ہو۔ اس لئے تمہیں کھولا نہیں جا سکتا'' ...... مناوَ نے تلخ لہجے میں کہا پھر اس نے شراب کی بوتل اٹھا کر منہ سے لگائی اور آدھی خالی کر کے منہ سے ہٹائی۔ اس کے بعد اس نے بوتل میز پر رکھی اور صوفے سے کھڑا ہو گیا۔ اس کی

آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور ان آنکھوں میں ہوس کی چمک ابھر آئی تھی۔ اس کے چہرے پر شیطانیت رقصاں تھی۔ وہ نشے میں چور بیڈ کے اوپر چڑھ آیا۔ جولیا کے قریب آ کر اس کے ہاتھ جولیا کے رخساروں کی طرف بڑھے اور اسی لمحے اس کی ناک پر مکا لگا اور وہ بیڈ پر الٹ گیا۔ باتوں کے دوران جولیا نے اپنے ناخنوں میں مخصوص کیمیکل سے لگے بلیڈ سے رسی کاٹ لی تھی اور مناؤ کی ناک پر لگنے والا مکا اسی کا تھا۔ دوسری طرف الٹتے ہی مناؤ نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جولیا اچھلی اور مناؤ کے سینے پر آ گری۔ اس کے بعد اس کے تین مکے مناؤ کی کنپٹی پر پڑے اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بے ہوش ہوتے ہی جولیا بیڈ سے نیچے اتری۔ اس نے بیڈ کی چادر پھاڑ کر ایک لمبی سی پٹی بنائی اور پھر اس پٹی کو بل دینے کے بعد اس نے اس سے مناؤ کے ہاتھ اور پاؤں باندھ دیئے۔ مناؤ چونکہ فیلڈ کا آدمی نہیں تھا اس لئے اس کا اس طرح بندھے جانا بھی کافی تھا۔ اسے باندھنے کے بعد جولیا نے کمرے میں نظریں دوڑائیں۔ کمرے میں فریج اور ایک دیوار کے ساتھ ایک الماری پڑی تھی۔ اس نے فریج کھول کر دیکھا۔ فریج میں شراب کی بوتلیں، کچھ پھل اور ایک چھری رکھی ہوئی تھی۔ اس نے چھری اٹھا کر میز پر رکھ دی۔ پھر وہ الماری کی طرف بڑھی۔ اس نے الماری کھول کر دیکھی۔ الماری میں اسلحہ اور کرنسی رکھی ہوئی تھی۔ جولیا نے دو مشین پسٹل اور ان کے اضافی راؤنڈز اٹھانے کے بعد میز پر رکھ دیئے۔ اس کے بعد اس نے باتھ روم میں جھانکا۔

باتھ روم میں اسے تیزاب کی بوتل نظر آئی۔ یہ فلش صاف کرنیوالا تیزاب تھا۔ اس نے وہ بوتل اٹھائی اور لا کر میز پر رکھ دی۔ ایک بار پھر وہ الماری کی طرف بڑھی اور اس نے ایک سرنج لا کر وہ بھی میز پر رکھ دی۔ اس کے بعد وہ مناؤ کے قریب آئی اور اس کا بھرپور تھپڑ مناؤ کے منہ پر پڑا۔ مناؤ کا سارا جسم ہی ہل کر رہ گیا۔ ایک تھپڑ کے بعد جولیا نے دوسرا اور پھر تیسرا تھپڑ بھی اسے جڑ دیا۔ تیسرے تھپڑ پر اس کی چیخ بلند ہوئی اور وہ ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔ پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک بھی پیدا ہو گئی۔

"مادام لیانا۔ تم نے مجھے باندھ کر غلطی کی ہے۔ تم یہاں سے زندہ واپس نہ جا سکو گی"...... مناؤ نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔ اس کی دھمکی سن کر جولیا نے اس کے منہ پر ایک اور تھپڑ رسید کر دیا۔ تھپڑ کھا کر اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"تم اپنی خیر مناؤ مسٹر مناؤ۔ میز پر رکھی ہوئی چیزیں دیکھ رہے ہو"...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا تو مناؤ نے میز کی طرف دیکھا۔

"ان چیزوں میں ایک چھری ہے۔ یہ چھری تمہارے جسم کے ٹکڑے کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس کے علاوہ تیزاب کی بوتل اور سرنج رکھی ہوئی ہے۔ یہ تیزاب باتھ روم میں استعمال ہونے والا ہے۔ اس کی تیزی کم ہے لیکن اس کے باوجود جب یہ سرنج میں بھر کر تمہاری نبض میں لگایا جائے گا تو یہ تمہیں اذیت ناک موت سے

ہمکنار کر دے گا۔ یہ اس وقت اور زیادہ اذیت ناک ثابت ہو گا جب اس سرنج سے اسے تمہاری آنکھوں میں ڈالا جائے گا۔ تم کئی گھنٹوں تک ایسے تڑپو گے جیسے مچھلی پانی سے باہر آ کر تڑپتی ہے''...... جولیا نے بدستور سرد لہجے میں کہا تو مناؤ کے جسم میں سرد لہریں دوڑ گئیں۔ جولیا کے لہجے سے ہی اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہی ہے اس پر عمل بھی کرے گی۔

''میں نے کہا نا کہ تم یہاں سے زندہ بچ کر جا نہیں سکو گی''۔ مناؤ نے ٹوٹے پھوٹے لہجے میں کہا۔ اس کی ساری اکڑ ختم ہو گئی تھی۔

''مسٹر مناؤ۔ میں اس وقت جس سچویشن میں ہوں ایسی سچویشن سے ہم سینکڑوں بار گزرے ہیں۔ ہم جب کسی مشن کے لئے روانہ ہوتے ہیں تو اسی وقت ہم سوچ لیتے ہیں کہ یہ مشن ہماری زندگی کا آخری مشن ہے لہذا مشن کے کسی بھی حصے میں ہمیں یہ پریشانی یا خوف نہیں ہوتا کہ ہم مارے جائیں گے یا مارے جانے والے ہیں''...... جولیا نے پرسکون لہجے میں کہا پھر وہ میز کے قریب آئی۔ اس نے سرنج اٹھا کر تیزاب سے بھری اور واپس مناؤ کے قریب آ گئی۔

''اگر میں چھری سے تم پر تشدد کروں تو اس میں کافی وقت ضائع ہو گا لہذا میں شارٹ کٹ استعمال کرتی ہوں''...... جولیا نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا تو مناؤ کا بندھا ہوا جسم کانپ کر رہ گیا۔

''میں نے اگر آواز دی تو میرے آدمی اندر آ کر تمہیں گولیوں

سے چھلنی کر دیں گے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ مجھے کھول دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں بخیریت یہاں سے جانے دیا جائے گا"۔ مناؤ نے ایک بار پھر دھمکی دیتے ہوئے کہا لیکن اس کا لہجہ انتہائی شکستہ تھا۔ اس نے تو ساری زندگی دوسروں پر صرف حکم چلایا تھا اسے کبھی معمولی سی سختی کا بھی سامنا نہیں ہوا تھا۔ زندگی میں آج پہلی بار وہ کسی مشکل میں پڑا تھا۔

"تم نے مجھے احمق سمجھا ہوا ہے۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر تمہارے آدمی یہاں آ جائیں گے تو میز پر مشین پسٹل موجود ہے۔ اس کی چار پانچ گولیاں تو میں تمہارے سینے میں اتار ہی دوں گی۔ اس کے بعد چاہے میں ماری جاؤں مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں"...... جولیا نے کہا۔ اس کے بعد اس نے سرنج مناؤ کی انگلی پر رکھ کر دبائی جس سے تھوڑا سا تیزاب اس کی انگلی میں داخل ہو گیا اور مناؤ کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

"یہ تو میں نے معمولی سا تجربہ کیا ہے۔ تیزاب نے انگلی کے گوشت پر اثر کیا ہے۔ اب میں مکمل انجکشن تمہاری نبض میں لگا رہی ہوں۔ اس کا اثر دیکھنا"...... جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس نے مناؤ کی شرٹ کا بازو پھاڑ دیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ تم چاہتی کیا ہو"...... مناؤ نے خوفزدہ لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"تمہاری ایک ایجنسی بلیک سرکل نے پاکیشیا سے ایک فائل یو ے وی چرائی ہے اور یہ فائل تمہارے حوالے کی گئی ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ تم نے یہ فائل کسے دی ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"میں نے وہ فائل کے لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر تاروب کو بھجوا دی تھی"...... مناؤ نے کہا۔

"کے لیبارٹری کس جگہ پر ہے"...... جولیا نے اس سے دوسرا سوال پوچھا۔

"کے لیبارٹری آرمی پلازہ کے نیچے ہے۔ اس کا راستہ آرمی پلازہ کی عقبی سمت میں موجود ایک کوٹھی سے جاتا ہے۔ یہ کوٹھی آرمی کے اسلحہ ڈپو کے طور پر استعمال ہوتی ہے"...... مناؤ نے کہا تو جولیا نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔

"اب یہ بتاؤ کہ میں اس وقت کہاں ہوں"...... جولیا نے پوچھا۔

"تم اس وقت میرے فارم میں ہو"...... مناؤ نے جواب دیا تو جولیا نے مزید تفصیلات بھی پوچھ لیں۔ اسے یہی دو تین سوال پوچھنے تھے۔ اپنے سوالوں کے جواب حاصل کر لینے کے بعد جولیا میز کی طرف آئی اور اطمینان سے صوفے پر بیٹھ گئی۔ اس کا چہرہ بظاہر مطمئن نظر آ رہا تھا لیکن اس کے اندر ایک الاؤ روشن تھا۔ مناؤ نے اس پر بری نظر ڈالی تھی اور اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے وہ اسے اپنے بیڈ روم میں لے آیا تھا۔ وہ صوفے پر آ کر بیٹھ گئی تو اس کا غصہ آہستہ آہستہ بڑھتا چلا گیا۔ پھر اس نے میز پر سے ایک مشین پسٹل

اٹھا لیا۔ مناؤ اس کے چہرے کے تاثرات کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ جیسے ہی جولیا نے میز پر رکھا ہوا مشین پسٹل اٹھایا اسے اپنی موت کا یقین ہو گیا۔

''مم۔ مم۔ مجھے۔ مم۔ مت مارنا۔ میں۔ تت۔ تمہیں''...... اس نے ہکلاتے ہوئے کہا لیکن جولیا نے اسے جملہ مکمل کرنے کا موقع نہ دیا۔ اس نے ٹریگر پر دباؤ ڈالا۔ ایک ساتھ کئی گولیاں مناؤ کے سینے میں پیوست ہو گئیں۔ اس کی کربناک چیخ بلند ہوئی اور وہ بندھا ہونے کے باوجود تڑپنے لگا۔ اچانک جولیا کو احساس ہوا کہ مناؤ اس سے کوئی اہم بات کرنا چاہتا تھا لیکن اس نے جوش میں اس کی بات نہیں سنی اور اس پر گولیاں برسا دیں۔

''مناؤ۔ مناؤ۔ تم کیا کہنا چاہتے تھے''...... جولیا نے تڑپتے ہوئے مناؤ کے قریب آ کر کہا۔ مناؤ نے بے نور ہوتی ہوئی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا پھر اس نے آخری ہچکی لی اور دم توڑ دیا۔ جولیا نے اسے دم توڑتے ہوئے دیکھا اور وہ میز کی طرف واپس آئی۔ میز پر رکھا ہوا دوسرا مشین پسٹل اور اضافی راؤنڈز اٹھا کر اس نے جیب میں رکھے۔ اس کے بعد وہ ایک مرتبہ پھر الماری کی طرف بڑھی۔ الماری میں مشین پسٹل پر فٹ ہونے والے سائیلنسر بھی رکھے ہوئے تھے۔ اس نے دو سائیلنسر اٹھائے اور صوفے پر بیٹھ کر اس نے وہ سائیلنسر مشین پسٹل پر فٹ کئے۔ پھر ایک مشین پسٹل جیب میں رکھ کر وہ دروازے کی طرف آئی۔ اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ سامنے

اسے کوئی بھی دکھائی نہ دیا۔ وہ مناڈ کے بیڈ روم سے باہر نکل آئی۔ کچھ دور اسے گیٹ دکھائی دے رہا تھا اور گیٹ کے قریب ہی ایک کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ محتاط انداز میں چلتی ہوئی گیٹ کی طرف بڑھنے لگی۔ ابھی وہ آٹھ دس قدم چلی ہو گی کہ اسے ایک طرف سے ایک آدمی آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس آدمی کی نظر جولیا پر پڑی تو اور اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ آواز دے کر دوسروں کو بلاتا، جولیا نے مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ تین چار گولیاں اکٹھی ہی اس آدمی کے سینے میں پیوست ہو گئیں۔ اس کی چیخ بلند ہوئی اور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔

''کیا ہوا۔ یہ کون چیخا تھا''...... ایک طرف سے آواز بلند ہوئی تو جولیا نے مڑ کر اس طرف دیکھا اور پھر اس کے مشین پسٹل سے شعلے نکلے اور چیخ بلند ہوئی اور وہ آدمی بھی زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔

اسی لمحے جولیا کو بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور پھر جولیا یکدم ہی بجلی کی سی تیزی سے زمین پر گر گئی اور تیزی سے کروٹیں بدلنے لگی۔ تیز فائرنگ کی آواز کے ساتھ کئی گولیاں جولیا کے اوپر سے گزر گئیں۔ اگر جولیا زمین پر نہ گری ہوتی تو یقیناً وہ ساری گولیاں اس کے جسم میں پیوست ہو چکی ہوتیں۔ اس فائرنگ کے ساتھ ہی اسے سیٹی کی تیز آواز بھی سنائی دینے لگی۔ یعنی اب خطرے کا اعلان کیا جا رہا تھا۔

خود کو زمین پر گراتے ہی جولیا رولنگ کرتی ہوئی ایک درخت کے

پیچھے پہنچ گئی۔ رولنگ کے دوران اس پر مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی۔ اس پر فائرنگ کرنے والے تین افراد تھے جو اندھا دھند اس پر فائرنگ کئے جا رہے تھے۔ حالانکہ ان کی ساری فائرنگ بے کار جا رہی تھی۔

درخت کی اوٹ میں پہنچتے ہی جولیا نے ان تینوں کا نشانہ لیا اور اس کے مشین پسٹل سے شعلے نکل کر ان تینوں کی طرف لپکے۔ تین میں سے دو تو ہٹ ہو گئے جبکہ تیسرے نے چھلانگ لگا کر خود کو بچایا۔ چھلانگ لگانے کے بعد ابھی وہ زمین پر گر ہی رہا تھا کہ جولیا نے ایک بار پھر اس پر فائر کھول دیا۔ اب وہ کسی پھرتی کا مظاہرہ نہ کر سکا۔ جولیا کی چلائی ہوئی گولیاں اس کی گردن میں پیوست ہو گئیں۔ وہ یکدم اچھلا اور پھر زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔

ایک بار پھر جولیا کو دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی اور کئی مسلح آدمی اسے دکھائی دیئے جو اندھا دھند بھاگتے ہوئے آ رہے تھے۔ جولیا نے ایک بار پھر مشین پسٹل کا رخ ان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا لیکن اس بار مشین پسٹل سے فائرنگ نہ ہوئی تو جولیا نے وہ مشین پسٹل جیب میں رکھ کر دوسرا مشین پسٹل نکال لیا۔ اس دوران درخت پر فائرنگ ہونے لگی تھی۔ آنے والے مسلح آدمی اب زمین پر لیٹ کر فائرنگ کر رہے تھے۔ ساتھ ہی وہ اسے گھیرنے کی کوشش بھی کر رہے تھے۔ جولیا نے ایک لمحے ان کا جائزہ لیا اور اس نے ایک بار پھر ان پر فائرنگ شروع کر دی۔ یہاں جولیا کو انتہائی محتاط فائرنگ کرنی پڑی۔ جلد ہی ان مسلح افراد کا بھی خاتمہ ہو چکا تھا۔ جولیا کچھ دیر

مزید وہاں کھڑی رہی۔ اس کی نظریں چاروں طرف گردش کر رہی تھیں اور اس کے ہاتھ مشین پسٹل پر مصروف تھے۔ اس نے دونوں مشین پسٹلز کے میگزین تبدیل کر لئے۔ اس دوران اسے مزید کوئی بھی آدمی دکھائی نہیں دیا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ مناؤ کے فارم پر موجود تمام افراد مارے جا چکے ہیں۔ جولیا مزید نصف منٹ وہاں ساکت کھڑی رہی اس کے بعد وہ درخت کے پیچھے سے نکل کر مناؤ کی کار کی بڑھی۔ کار سے ابھی وہ چالیس پچاس فٹ دور تھی کہ اسے خطرے کا شدید احساس ہوا۔ اس احساس کے ہوتے ہی اس نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور دور جا گری۔ اس کے چھلانگ لگاتے ہی فضا فائرنگ کی تیز آواز سے گونج اٹھی۔ اس پر یہ فائرنگ مہندی کی باڑ کے پیچھے سے کی گئی تھی۔ اگر جولیا نے بروقت چھلانگ نہ لگائی ہوتی تو مشین گن کی درجنوں گولیاں اس کے جسم میں پیوست ہو چکی ہوتیں۔

جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے مشین پسٹل کا رخ جھاڑیوں کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ایک ساتھ ہی دو چیخیں بلند ہوئیں اور باڑ کے پیچھے ہلچل ہونے لگی۔ باڑ کے پیچھے دو آدمی موجود تھے وہ فائرنگ کرنے کے بعد اس کا نتیجہ دیکھنے کے لئے رکے تھے اور جولیا کی چلائی ہوئی گولیوں کا شکار ہو گئے تھے۔ جولیا ایک بار پھر ساکت ہو کر چاروں طرف کا جائزہ لینے لگی۔ ایک ڈیڑھ منٹ گزر گیا جولیا کو کہیں بھی کوئی حرکت محسوس نہ ہوئی۔ جولیا اٹھ بیٹھی پھر وہ بلی کے سے انداز

میں اور چیتے کی سی پھرتی سے کار کی طرف بڑھی۔ آناً فاناً وہ کار تک پہنچ گئی پھر ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں اس نے کار کا دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اگنیشن میں چابی موجود تھی۔ جولیا نے چاروں طرف نظریں گھماتے ہوئے کار سٹارٹ کی اور اگلے ہی لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی۔ کوٹھی کا گیٹ کھلا ہوا ہی تھا۔ کار آندھی اور طوفان کی طرح گیٹ کو کراس کر گئی۔ فارم میں اس وقت کوئی بھی انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔ جولیا کی کار بجلی کی سی رفتار سے فارم کا مین گیٹ بھی کراس کر گئی۔ فارم سے باہر آ کر جولیا نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے سڑک پر نظریں جما دیں۔ رات انتہائی تاریک تھی اور راستہ سنسنان تھا لیکن کار کی ہیڈ لائٹس سڑک کو روشن کر رہی تھیں اور انجن کی آواز سناٹے کو دور کر رہی تھی۔ کار سو کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے فاصلے کو کم کر رہی تھی۔ تقریباً سات منٹ ہوئے تھے کہ جولیا کو کار کی فل بریک لگانی پڑی۔ ٹائروں کی چرچراہٹ کی آواز دور تک گئی۔ جولیا کے بریک لگانے کی وجہ پولیس کی دو گاڑیاں تھیں۔ ایک وین تھی اور دوسری جیپ۔ دونوں سڑک پر ساتھ ساتھ چل رہی تھی جس کی وجہ سے اتنا راستہ نہیں تھا کہ جولیا کی کار نکل سکتی۔ فل بریک لگانے کے باوجود بھی جولیا کی کار پولیس جیپ سے جا ٹکرائی اور ایک زور دار دھماکہ ہوا۔

جولیا کو چونکہ اندھا دھند اور تیز ترین ڈرائیونگ کرنی تھی اس لئے اس نے سیفٹی بیلٹ باندھ لی تھی۔ دھماکہ انتہائی شدید تھا اور اگر اس نے بیلٹ نہ باندھی ہوتی تو وہ یقیناً کار کا شیشہ توڑتی ہوئی باہر جا گرتی لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ بیلٹ کی وجہ سے اس کی بچت ہو گئی تھی پھر یہ کار چونکہ مناوٗ کی تھی جو یقیناً خصوصی ساخت کی تھی اس لئے شدید ٹکر کے باوجود اسے بھی کچھ نہیں ہوا تھا البتہ پولیس جیپ قلابازیاں کھاتی ہوئی کافی دور جا گری۔ پولیس والوں کے چیخنے کی آوازیں جولیا کے کانوں سے ٹکرائیں تو جولیا نے ایکسیلیٹر پر پاؤں کا دباؤ ڈالا۔ کار توپ سے نکلے ہوئے گولے کی مانند آگے بڑھی۔ اسی لمحے پولیس وین نے بھی تیزی سے موڑ کاٹا اور جولیا کی کار کے پیچھے لگ گئی۔ پولیس جیپ جو کہ سڑک سے نیچے اتر کر کچی زمین پر الٹ گئی تھی اس میں سے کچھ پولیس مین پہلے ہی نیچے گر گئے تھے اور باقی جیپ کے الٹنے کے بعد اس میں سے نکلے۔ کچھ پولیس مین معمولی

زخمی ہوئے تھے اور کچھ شدید زخمی جبکہ جیپ کا ڈرائیور مر چکا تھا۔ پولیس ملازمین نے جیپ کو سیدھا کیا۔ ڈرائیور کی لاش کو جیپ میں رکھا اور ایک ملازم ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس ساری کارروائی میں ان کے بھی صرف پندرہ بیس سیکنڈ صرف ہوئے تھے لیکن ان پندرہ بیس سیکنڈ میں پولیس وین اور کار غائب۔ہو چکی تھی۔ جیپ کا انجن بہت زیادہ طاقتور تھا اس لئے جیپ ہوا سے باتیں کرنے لگی۔

جولیا کی کار شہری حدود میں داخل ہو چکی تھی۔ جولیا کو دور سے ہی ایک چیک پوسٹ نظر آ گئی لیکن جولیا نے یہاں بھی کار کی رفتار کم نہ کی۔ اس کے پیچھے اب پولیس وین بھی بہت قریب آ چکی تھی۔ جولیا کی نظر سامنے سڑک پر تھی۔ سڑک پر چند پولیس اہلکار کھڑے ہوئے تھے۔ پولیس کی ایک جیپ نے آدھی سڑک گھیری ہوئی تھی جبکہ باقی آدھی سڑک پر پولیس والے کھڑے ہوئے تھے۔ وہ جولیا کی کار کو رکنے کا اشارہ کر رہے تھے لیکن جولیا جانتی تھی کہ یہاں رکنا مصیبت کو دعوت دینے کے برابر ہے لہٰذا اس نے ان پولیس والوں کی پرواہ نہ کی جو سڑک پر کھڑے اسے رکنے کا اشارہ کر رہے تھے۔ جب جولیا کی کار ان کے سروں پر پہنچ گئی تو انہوں نے اپنی جانیں بچانے کے لئے چھلانگیں لگائیں اور دور دور جا گرے جبکہ جولیا کی کار پولیس جیپ سے رگڑ کھاتی ہوئی آگے نکل گئی۔ جولیا کو اپنے پیچھے ایک دھماکے کی آواز سنائی دی۔ جولیا نے بیک مرر میں دیکھا۔ اس کے پیچھے آنے والی پولیس وین نے سڑک پر کھڑی ہوئی پولیس جیپ کو ٹکر

مار دی تھی۔ اس ٹکر کے نتیجے میں جیپ اچھل کر دور جا گری تھی اور پولیس وین بھی بے قابو ہو گئی تھی لیکن پولیس وین کا ڈرائیور، ڈرائیونگ میں کافی مہارت رکھتا تھا۔ اس نے جلد ہی وین کو سنبھال لیا۔

پولیس وین مسلسل جولیا کی کار کے پیچھے تھی اور جولیا کو اس سے چھٹکارہ کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ جولیا وقفے وقفے سے بیک مرر پر نظر ڈال کر پیچھے دیکھ لیتی تھی پھر اس نے پولیس جیپ کو دیکھا جو پولیس وین کو کراس کر رہی تھی یہ وہ پولیس جیپ تھی جسے ٹکر مار کر وہ سڑک سے نیچے گرا آئی تھی۔

"یک نہ شد، دو شد"...... جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا پھر اس کی نظریں سامنے اٹھیں تو وہ طویل سانس لے کر رہ گئی۔ اسے بہت دور سڑک پر نیلا ہوٹر نظر آیا تھا۔ یقیناً سامنے سے بھی کوئی پولیس پارٹی آ رہی تھی۔ جولیا اب آگے اور پیچھے دونوں طرف سے پولیس کے درمیان گھر چکی تھی لیکن اس کی پیشانی پر کوئی بل نہ آیا۔ اس نے جیب میں سے اپنا مشین پسٹل نکال لیا۔ اس کے بعد اس نے پھر بیک مرر پر نظر دوڑائی۔ پولیس جیپ، پولیس وین کو کراس کر چکی تھی۔ جولیا نے بٹن دبا کر اپنی سائیڈ کا شیشہ نیچے گرایا پھر اس کا دایاں ہاتھ شیشے سے باہر آیا۔ مشین پسٹل کا رخ پیچھے کر کے اس نے ٹریگر پر انگوٹھا رکھا، زاویے کا اندازہ کیا اور ٹریگر پر انگوٹھے کا دباؤ ڈال دیا۔ اس کے مشین پسٹل سے بے آواز گولیاں نکلیں جو پولیس جیپ کی باڈی

اور سکرین سے ٹکرائیں۔ گولیاں لگنے سے سکرین ٹوٹ کر چکنا چور تو نہ ہوئی البتہ گولیاں سکرین میں سوراخ کرتے ہوئے جیپ میں گھس گئیں۔ ایک گولی ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے ہوئے پولیس مین کے ماتھے پر لگی تو اس کی چیخ بلند ہوئی۔ لاشعوری طور پر ڈرائیور کا ہاتھ اسٹیئرنگ پر بہک گیا۔ جیپ بے قابو ہو کر فٹ پاتھ پر چڑھ گئی اور فٹ پاتھ کے کنارے پر نصب بجلی کے پول سے ٹکرا گئی۔ جولیا کو ایک بار پھر دھماکہ سنائی دیا۔ بجلی کا پول بھی ٹیڑھا ہو گیا اور پولیس جیپ بھی تباہ ہو گئی۔ اسے دیکھنے کے بعد جولیا نے سامنے دیکھا۔ نیلے ہوٹر والی گاڑی اب کافی قریب آ چکی تھی۔ یہ بھی ہیوی قسم کی پولیس وین تھی جو سڑک کے بالکل درمیان میں تھی۔ اگر جولیا کی کار اس وین سے ٹکرا جاتی تو وین کو نقصان بہت کم ہوتا۔ عام کار تو اس ٹکر کے نتیجے میں مکمل تباہ ہو سکتی تھی جبکہ مخصوص ساخت کی ہونے کے باوجود اس کار کو بھی شدید نقصان ہونا تھا۔ جولیا کی کار کے پیچھے بھی پولیس وین تھی اور آگے بھی پولیس وین۔ دونوں اطراف سے موت نے اسے گھیرے میں لے لیا تھا۔ جولیا کی جگہ اگر کوئی عام ڈرائیور ہوتا تو وہ یقیناً گھبرا جاتا اور اسی گھبراہٹ میں حادثے کا شکار ہو جاتا لیکن جولیا کے اعصاب پرسکون رہے۔ جیسے ہی آگے والی پولیس وین اس سے چند میٹر کے فاصلے پر رہ گئی جولیا نے اسٹیئرنگ کو معمولی سا گھمایا۔ جولیا کی کار کے دو پہیے فٹ پاتھ کو چھو گئے اور دو پہیے سڑک پر ہی رہے اور جولیا کی کار زوں کی آواز کے ساتھ پولیس وین کے قریب سے

گزر گئی۔ جولیا کی کار تو پولیس وین کے قریب سے گزر گئی لیکن پولیس وین کے ڈرائیور سے بریک نہ لگی۔ پولیس کی دونوں گاڑیوں کا مقصد صرف یہی تھا کہ جولیا کی کار کو درمیان میں پیس کر سینڈوچ بنا دیا جائے اس لئے پولیس کی یہ وین سامنے سے آئی تھی۔ حالانکہ یہ ون وے سڑک تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے جولیا کو بچانا تھا اس لئے وہ تو بچ گئی اور وہ دونوں گاڑیاں آپس میں ٹکرا گئیں۔ جولیا نے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ہی رحمت تھی کہ اس سچوئیشن میں بھی اس کے حواس برقرار رہے تھے۔

اب اس کے آگے کوئی گاڑی تھی نہ پیچھے۔ وہ تین منٹ تک مزید کار دوڑاتی رہی پھر ایک کالونی میں پہنچ کر اس نے کار فٹ پاتھ کے کنارے پر روکی اور نیچے اتر آئی۔ رات کا آخری پہر تھا اور سردی بھی بہت شدید تھی اس لئے سڑک ویران تھی۔ دور دور تک کسی گاڑی یا انسان کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ جولیا نے اردگرد کا جائزہ لیا اور پھر وہ ایک اسٹریٹ کی طرف بڑھی۔ اسٹریٹ کی دونوں جانب بڑی بڑی اور جدید کوٹھیاں بنی ہوئی تھیں۔ ایک کوٹھی کے گیٹ پر تالا لگا ہوا تھا۔ کچھ دیر کے قیام کے لئے یہ ٹھکانہ کافی بہتر تھا۔ جولیا نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ گیٹ پر چڑھ کر دوسری طرف کود گئی۔ کوٹھی کے پورچ میں ایک کار بھی کھڑی ہوئی تھی۔ اس کار کو دیکھ کر جولیا خوش ہو گئی۔ پھر وہ آگے بڑھی اور کمروں کے قریب پہنچ گئی۔ کمروں کے دروازوں پر تالے لگے ہوئے تھے اور یہ تالے کھولنا جولیا کے لئے کوئی مسئلہ ہی

نہیں تھا۔ اس نے بالوں سے ایک ہیئر پن اتاری اور ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گی۔ سیل فون کی ٹارچ جلا کر اس نے سوئچ بورڈ تلاش کیا اور پھر وہ کمرے کی لائٹ جلانے میں کامیاب ہو گئی۔ کمرے میں موجود فریج کو دیکھ کر تو اس کی خوشی کی انتہا ہی نہ رہی۔ اس نے فریج کھول کر دیکھا۔ فریج میں شراب اور پانی کی بوتلوں کے علاوہ بہت سے پھل بھی رکھے ہوئے تھے۔ وہ صبح سے ہی بھوکی تھی اس نے پھل اٹھائے اور پیٹ بھر کر پھل کھانے کے بعد اس نے پانی پیا۔ اس کے بعد اس نے صوفے پر پاؤں پسار لئے اور پھر اس نے اپنا سیل فون نکال لیا۔ وہ عمران کے نمبرز پریس کرنے لگی۔ نمبر پریس کرنے کے بعد اس نے کال او کے کا بٹن دبایا تو اگلے ہی لمحے اسے کمپیوٹرائزڈ آواز سنائی دی کہ اس کا مطلوبہ نمبر آف ہے۔ اس نے عمران کے نمبر پر دوبارہ کوشش کی۔ دوبارہ بھی وہی جواب ملا تو پھر جولیا نے صفدر کے نمبر پریس کئے۔ صفدر کے نمبر سے بھی یہی جواب ملا۔ باری باری اس نے تمام ساتھیوں کے نمبرز پریس کئے۔ سب کے نمبروں سے اسے یہی جواب ملا تو اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"کہاں چلے گئے ہیں یہ سب لوگ"...... جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ضیانوف کے نمبرز پریس کرنے لگی۔ اس کا نمبر بھی آف تھا۔

"کمال ہے۔ کیا ہوا ہے ان سب کے ساتھ۔ کیا یہ سب بے

ہوش ہو چکے ہیں"...... جولیا نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد وہ صوفے سے اٹھی اور کمرے سے باہر آ گئی۔ اب صبح بھی ہو رہی تھی۔ جولیا گیٹ کی طرف بڑھی۔ گیٹ کی ذیلی کھڑکی پر بھی تالا لگا ہوا تھا۔ اس نے وہ تالا کھولا اور پھر باہر نکل آئی۔ وہ کار نکالنے سے پہلے باہر کے حالات کا جائزہ لینا چاہتی تھی لیکن اسے گیٹ سے بھی باہر جانے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی کیونکہ اسے اسٹریٹ کی دونوں اطراف میں پولیس اور بلیک سرکل کے افراد نظر آئے۔ اس کا مطلب تھا کہ پولیس اور بلیک سرکل نے اس سارے علاقے کو گھیرے میں لے لیا تھا۔ اب جولیا کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اسے تو فوراً ہی اس علاقے سے نکل جانا چاہئے تھا لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ جو غلطی ہونی تھی وہ ہو چکی تھی۔ وہ فوراً ہی واپس کوٹھی میں داخل ہو گئی۔ اس نے اندر آ کر ذیلی کھڑکی کو اندر سے تالا لگا دیا تھا۔ تالا لگانے کے بعد وہ کمروں کی طرف بڑھ رہی تھی کہ اسے باہر بہت سے قدموں کی آواز سنائی دی۔ کچھ افراد اونچی اونچی آواز میں بول بھی رہے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ اسے کسی نے دیکھ لیا تھا۔ یہ اس کے لئے نہایت ہی خطرناک بات تھی۔ یہ کوٹھی اس کے لئے چوہے دان ثابت ہو سکتی تھی لیکن اب جولیا اس کوٹھی سے نکل بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ اسے یقین تھا کہ اس کوٹھی کو چاروں طرف سے گھیرا جا چکا ہو گا۔ وہ کمروں کی طرف چند قدم ہی چلی تھی کہ گیٹ پر زور زور سے دستک ہونے لگی۔ جولیا فوراً ہی اکڑوں بیٹھ گئی۔ پھر وہ

بلی کے سے انداز اور بلی کی سی رفتار سے ہی آگے بڑھی۔ وہ چند لمحوں میں ہی کمروں کے عقبی سمت میں آ گئی۔ یہاں چند چھوٹے چھوٹے درخت اور جھاڑیاں موجود تھیں لیکن یہاں چھپا نہیں جا سکتا تھا۔

وہ اردگرد کا جائزہ لے ہی رہی تھی کہ اس کے حساس کانوں میں ایسی آواز پڑی جیسے کوئی دیوار سے کودا ہو۔ ایک کے، دو، تین، چار، کئی بار یہ آوازیں پڑیں۔ وہ سمجھ گئی کہ پولیس اور بلیک سرکل کے آدمی گیٹ پھلانگ رہے ہیں۔ جولیا نے پھر اردگرد کا جائزہ لیا اور اس کی نظریں گٹر کے ڈھکن پر جم گئیں۔ گٹر میں چھپ کر ہی اس کے بچنے کے ایک دو فیصد چانس تھے۔ بصورت دیگر تو کوئی بھی صورت نہیں تھی۔ رات تو اس کے دشمنوں کی تعداد محدود تھی جن سے اس نے مقابلہ کر لیا تھا لیکن اب اس کے دشمنوں کی تعداد لامحدود تھی۔ وہ آٹھ دس یا بیس پچیس افراد کو مار سکتی تھی لیکن اس کے بعد اس کا مرنا یقینی تھا۔ اس لئے اب مقابلہ کرنے کی بجائے خود کو بچانا زیادہ ضروری تھا۔ بچنے کے چانس کم تھے لیکن بہرحال کوشش تو کی جا سکتی تھی۔

وہ برق رفتاری سے گٹر کے قریب آئی اور پھر اس نے ڈھکن کے ہک کو پکڑ کر جھٹکا دیا تو ڈھکن اٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی بدبو کے بھبکے بھی اس کے ناک سے ٹکرائے۔ وہ فوراً ہی پیچھے ہٹ گئی۔ اس کے ساتھ ہی اسے گیٹ پر ٹھک ٹھک کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ سمجھ گئی کہ تالا توڑا جا رہا ہے۔ اس کے کان کی حسیات اب اس طرف لگ گئیں۔ ڈیڑھ منٹ بعد اسے گیٹ کی طرف دوڑتے ہوئے

قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اب مزید وہاں کھڑے رہنا اس کے لئے خطرناک تھا لہٰذا وہ گٹر کی طرف بڑھی۔ زہریلی گیس اور بو میں اب نمایاں کمی آ چکی تھی۔ جولیا نے اندر جھانکا۔ اندر ایک لوہے کی سیڑھی نیچے جا رہی تھی۔ جولیا نے سیڑھی پر قدم رکھا اور تین سیڑھیاں نیچے اتری۔ اس کے بعد اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اس کی جیب میں ایک سکہ موجود تھا۔ اس نے وہ سکہ ایک کونے میں رکھ کر ڈھکن واپس ایڈجسٹ کر دیا۔ اس سکے کی وجہ سے روشنی کی ایک ہلکی سی لکیر اور تازہ ہوا اندر آ رہی تھی۔ جولیا وہیں سیڑھیوں پر ہی کھڑی ہو گئی۔ اسے وہاں کھڑے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اس نے بہت سے قدموں کی آوازیں سنیں۔ اسے اپنے سر پر بھی دھک دھک سنائی دی۔ لگتا تھا کہ کوئی ڈھکن پر آ کر کھڑا ہوا ہے۔

"باس۔ لڑکی تو یہاں بھی نہیں ہے"...... جولیا کو ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کہاں گئی ہے وہ لڑکی۔ کہاں گئی۔ اسے اس کوٹھی میں دیکھا گیا ہے"...... جولیا کو ایک کرخت آواز سنائی دی اور ساتھ ہی اسے اپنے سر پر زور زور سے دھک کی آواز سنائی دی۔ لگتا تھا جیسے اوپر کوئی ہتھوڑا مار رہا ہو۔ جولیا سمجھ گئی کہ کسی نے غصے سے اپنے پیر پٹخے تھے۔ اس کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ آ گئی۔ یہ شاید بلیک سرکل کا چیف رتھنا گوف تھا جو غصے کی وجہ سے پاگل ہو رہا تھا۔ اب اس بے چارے کو کیا خبر تھی کہ جس کی تلاش کے لئے اس نے زمین

آسمان ایک کر دیئے تھے وہ اس کے قدموں کے نیچے ہی کھڑی ہے۔
"احمقو۔ تمہیں گھر کی تلاشی لینی نہیں آتی۔ اس گھر کی ایک ایک اینٹ کی تلاشی لو۔ مجھے وہ لڑکی چاہئے زندہ یا مردہ۔ کہیں سے بھی پیدا کرو۔ مجھے وہ لڑکی لا کر دو"...... جولیا کو وہی چیختی ہوئی کرخت آواز سنائی دی۔ اس کے بعد پھر وہاں قدموں کی آوازیں ابھریں اور یہ آوازیں اب دور جا رہی تھیں۔ گٹر کے ڈھکن پر بھی ٹھک ٹھک کی آواز سنائی دی۔ یعنی جو آدمی ڈھکن پر کھڑا تھا وہ اب نیچے اتر گیا تھا پھر تقریباً آدھے گھنٹے تک جولیا کو انسانی آوازیں اور انسانی قدموں کی آوازیں محسوس ہوتی رہیں۔ اس کے بعد سناٹا سا چھا گیا۔ جولیا اس کے بعد بھی کافی دیر تک وہیں کھڑی رہی۔ پھر اس نے گٹر کا ڈھکن معمولی سا اٹھایا اور باہر نظر دوڑائی۔ اس کی نظروں نے کافی دور تک جائزہ لے لیا۔ اسے کسی کی موجودگی کا احساس نہ ہوا تو اس نے ڈھکن اور اوپر اٹھایا۔ اب اس نے گردن باہر نکالی اور ایک بار پھر دور دور تک دیکھنے لگی۔ پھر وہ گٹر سے باہر نکل آئی۔ اسے دوبارہ بھی اس جگہ چھپنے کی ضرورت پڑ سکتی تھی۔ اس لئے اس نے ڈھکن واپس ٹھیک طریقے سے لگا دیا۔ اس کے بعد وہ قریبی درخت پر چڑھ کر بیٹھ گئی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ ایک ڈیڑھ منٹ بعد اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا اور اس کی نظر چھت کی طرف گئی۔ چھت پر اسے ایک مسلح آدمی دکھائی دیا جو ایک کونے سے دوسرے کونے کی طرف جا رہا تھا۔ جولیا درخت پر اس زاویئے سے بیٹھی ہوی تھی کہ

اس آدمی کو نظر نہیں آ سکتی تھی۔ چھت پر اس آدمی کا نظر آنا یہ ثابت کر رہا تھا کہ پولیس اور بلیک سرکل کے آدمی یہاں سے گئے نہیں ہیں۔ وہ سوچنے لگی کہ اب کیا کیا جائے۔ وہ سارا دن یہاں قید ہو کر نہیں رہ سکتی تھی۔ عمران اور دیگر ساتھیوں کے سیل فون بھی آف تھے جس کا مطلب تھا کہ یا تو وہ بے ہوش ہیں یا پھر سیل فون سیٹ ان سے دور کر دیئے گئے ہیں۔ ایسی صورت میں اس کے ساتھیوں کو اس کی مدد کی مدد کی ضرورت تھی اور وہ اپنے ساتھیوں کی مدد اس صورت میں کر سکتی تھی اگر وہ یہاں سے بخیریت نکل جاتی۔ وہ سوچتی رہی اور دور دور تک دیکھتی رہی۔ اس کی نظریں بار بار شمالی دیوار کی طرف اٹھ رہی تھیں جو وہاں سے ستر اسی قدم کے فاصلے پر تھی۔ اس دیوار کی دوسری طرف ایک اور کوٹھی نظر آ رہی تھی۔

جولیا کے خیال کے مطابق بلیک سرکل نے اس کوٹھی کو فوکس کیا ہوا تھا کیونکہ وہ اس کوٹھی میں دیکھی گئی تھی۔ اگر جولیا دوسری کوٹھی میں پہنچ جاتی تو اس کے اس علاقے سے نکلنے کے امکانات میں اضافہ ہو سکتا تھا۔ یہ سوچنے کے بعد اس نے ایک بار پھر دور دور تک کا جائزہ لیا۔ چھت کی دوسری طرف دیکھا۔ اسے کوئی بھی دکھائی نہ دیا تو وہ احتیاط لیکن تیزی سے نیچے اتری اور بلی کے انداز میں چلتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ چونکہ وہاں جھاڑ جھنکار اگا ہوا تھا اس لئے اس طرح چلنے سے اس کے نظر آنے کے امکانات کم ہو گئے تھے۔

جلد ہی وہ شمالی دیوار تک پہنچ گئی۔ یہ دیوار تقریباً بارہ فٹ اونچی

تھی اور سپاٹ تھی۔ اس کے اوپر پہنچنا آسان نہیں تھا البتہ مغرب کی جانب دس بارہ قدموں کے فاصلے پر اس دیوار کے ساتھ انگور کی بیل لگی ہوئی تھی۔ انگور کے پتے کافی پھیلے ہوئے تھے اور بیل دیوار کے آخر تک پہنچ گئی تھی۔ وہ انگور کے پتوں میں چھپ گئی۔ مغرب کی طرف سے دو مسلح آدمی باتیں کرتے ہوئے آ رہے تھے۔ جولیا نے اپنا سانس روک لیا۔

"اس کوٹھی کی ایک ایک اینٹ دیکھ لی گئی ہے۔ وہ مجرم یہاں نہیں ہے۔ اس کے باوجود باس کا حکم ہے کہ یہاں موجود رہا جائے۔ میرے خیال میں تو یہ احمقانہ سا حکم ہے"...... ایک آدمی نے کہا۔

"باس جو ہوتے ہیں۔ وہ جو بھی حکم دے دیں وہ ماننا ہوتا ہے اور یہ جو باس ہوتے ہیں یہی بہتر فیصلے بھی کرتے ہیں اور بہتر حکم بھی دے سکتے ہیں"...... دوسرے آدمی نے کہا۔

اس دوران وہ جولیا کے کافی قریب پہنچ چکے تھے۔ جولیا کا ہاتھ مضبوطی سے مشین پسٹل پر جما ہوا تھا۔ ان کی نظر کسی وقت بھی جولیا پر پڑ سکتی تھی۔ ایسی صورت میں جولیا نے آناً فاناً حرکت میں آنا تھا۔ اس کے مشین پسٹل پر سائیلنسر فٹ تھا اس لئے اسے فائرنگ کی آواز کا خطرہ تو نہیں تھا لیکن گولیاں لگنے سے وہ دونوں آدمی چیخ سکتے تھے اور ان کی چیخیں سن کر ان کے دیگر ساتھیوں نے یہاں پہنچ جانا تھا۔ اس لئے جولیا دعا کر رہی تھی کہ وہ دونوں اسے دیکھے بغیر وہاں سے گزر جائیں۔ وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے وہاں سے گزر گئے۔

جب وہ دیوار کے آخر تک پہنچ کر جنوب کی طرف مڑ گئے تو جولیا نے ایک طویل سانس لیا۔

اس کے بعد جولیا نے انگور کی بیل کو پکڑ کر دیکھا۔ انگور کی بیل کو دیوار کے ساتھ باریک تار سے باندھا گیا تھا۔ بیل کی مضبوطی کا جائزہ لینے کے بعد جولیا نے اسے پکڑا اور پھر وہ بندروں کی مانند اوپر چڑھتی ہوئی دیوار کے اوپر پہنچ گئی۔ اس دیوار کے ساتھ دوسری کوٹھی کی دیوار تھی۔ جولیا نے دوسری جانب جھانکا۔ اسے دوسری طرف کوئی بھی دکھائی نہیں دیا۔ البتہ دیوار کے ساتھ چھوٹے چھوٹے درخت اور پھولوں کے پودے لگے ہوئے تھے۔ جولیا نے دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔ ہلکی سی دھپ کی آواز سنائی دی اور جولیا پھولوں کے پودوں کے پیچھے دبک گئی۔ وہ تقریباً دو تین منٹ تک وہیں دبکی رہی پھر وہ اٹھی اور آگے بڑھی۔ کچھ ہی قدموں کے فاصلے پر اسے سیڑھیاں دکھائی دیں۔ وہ محتاط انداز میں چلتی ہوئی سیڑھیوں تک پہنچی اور پھر سیڑھیوں سے وہ چھت پر آ گئی۔ چھت پر صرف دو فٹ اونچی چار دیواری بنی ہوئی تھی۔ وہ چند لمحوں تک وہاں ساکت بیٹھی رہی۔ پھر وہ ایک کونے میں آ گئی۔ کونے میں آ کر اس نے معمولی سا سر اٹھا کر اردگرد کا جائزہ لیا۔ وہ جس کوٹھی سے آئی تھی اس کوٹھی کی چھت پر سات آٹھ افراد موجود تھے۔ اسٹریٹ میں تو تیس چالیس کے قریب مسلح آدمی کھڑے ہوئے تھے۔ جولیا پیچھے ہٹی۔ اس نے اپنا سر بھی نیچے کر لیا۔ پھر وہ دبے پاؤں چلتے ہوئے دوسرے کونے میں آ گئی۔

اس کونے سے سڑک نظر آ رہی تھی۔ سڑک پر پولیس کی بھاری نفری موجود تھی جو دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔

اردگرد کا جائزہ لینے کے بعد جولیا کو معلوم ہو گیا کہ ابھی تک یہ علاقہ پولیس اور بلیک سرکل کے گھیرے میں ہے۔ جس کا مطلب تھا کہ رتھنا گوف کو یقین تھا کہ جولیا ابھی تک اس علاقے میں موجود ہے۔ ہر طرف کا جائزہ لینے کے بعد جولیا سوچ رہی تھی کہ اس علاقے سے کیسے نکلے۔ اب تو دن بھی کافی نکل آیا تھا۔ سڑکوں اور گلیوں میں خوب چہل پہل ہو رہی تھی۔ حالات کا جائزہ لینے کے بعد جولیا واپس سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔ سیڑھیاں اتر کر وہ کمروں کی طرف آ گئی۔ اس نے ایک کمرے کے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ جولیا کمرے میں داخل ہو گئی۔ یہ بیڈ روم تھا اور بیڈ پر ایک لڑکی سوئی ہوئی تھی۔ جولیا کمرے میں داخل ہوئی تو وہ لڑکی جاگ گئی۔ اس لڑکی کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھرے اور اس کا منہ کھل گیا لیکن اس سے پہلے کہ اس کے حلق سے چیخ بلند ہوتی جولیا نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس لڑکی کی چیخ جولیا کی ہتھیلی میں دب گئی۔

''اگر تم چیخیں یا تم نے کسی اور طرح سے شور مچایا تو میں اس مشین پسٹل کی ساری گولیاں تمہارے جسم میں اتار دوں گی اور اگر تم خاموش رہی تو پھر تم زندہ بچ جاؤ گی''...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا۔

''کک۔ کک۔ کیا۔ تت۔ تم۔ وہی مجرمہ ہو۔ جج۔ جسے پپ۔ پولیس تلاش کر رہی ہے''...... اس لڑکی نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں لڑکی تو وہی ہوں لیکن مجرمہ کا لفظ تم نے میرے لئے استعمال کر کے اچھا نہیں کیا۔ لیکن اس مین تمہارا قصور بھی نہیں ہے۔ پولیس نے تم سے ایسا ہی کہا ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''آں۔ ہاں۔ ہاں۔ پولیس نے کہا تھا اور۔ اور تم ہو بھی تو غیر ملکی''......لڑکی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ان باتوں کو چھوڑو۔ یہ باتیں تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گی۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہارا نام کیا ہے اور تم کرتی کیا ہو''...... جولیا نے کہا۔

''میرا نام لشانا ہے اور میں فلم، سٹیج کی اداکارہ ہوں''...... اس لڑکی نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔ فلم اور سٹیج کی اداکارہ۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کے پاس میک اپ باکس ہوسکتا تھا۔

''اچھا۔ ویری گڈ۔ لشانا۔ میں تو فنکاروں کی فین ہوں۔ تمہارا آئی ڈی کارڈ اور پروفیشنل کارڈ کہاں ہے''...... جولیا نے اس مرتبہ بڑے نرم لہجے میں کہا۔

''میر ہینڈز بیگ میں''...... لشانا نے ٹیبل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ٹیبل پر اس کا ہینڈز بیگ رکھا تھا۔

''لشانا۔ میرا میک اپ بھی خراب ہو رہا ہے۔ کیا تمہارے پاس اچھا اور جدید میک اپ باکس موجود ہے''...... جولیا نے بدستور نرم

لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے چہرے کی طرف اشارہ بھی کیا۔

''آں۔ ہاں۔ ہاں ہے''...... لشانا نے ایک بار پھر اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''پلیز۔ مجھے وہ میک اپ کچھ دیر کے لئے دے دو۔ میں میک اپ کر کے تمہیں واپس کر دوں گی''...... جولیا نے اس مرتبہ منت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں لے لو۔ اس الماری میں رکھا ہوا ہے''...... لشانا نے ایک الماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''تعاون کا شکریہ لشانا۔ اب تم کچھ دیر کے لئے آرام کرو''۔ جولیا نے کہا اور پھر اس کا مشین پسٹل والا ہاتھ اور دوسرا ہاتھ بیک وقت حرکت میں آئے۔ ایک ہاتھ اس نے لشانا کے منہ پر رکھا اور مشین پسٹل کا دستہ لشانا کی کنپٹی پر مار دیا۔ ایک ضرب ہی اس کے لئے کافی رہی۔ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ جولیا نے اس کی نبض دیکھی۔ نبض کے مطابق اسے آدھ گھنٹے سے پہلے ہوش نہیں آ سکتا تھا۔

اسے چھوڑ کر جولیا الماری کی طرف بڑھی۔ اس نے الماری کھول کر میک اپ باکس نکال لیا۔ یہ میک اپ باکس جدید تھا اور اداکاروں اور اداکاراؤں کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ اس میں چھوٹی چھوٹی شیشیوں میں چند کیمیکل بھی موجود تھے۔ جولیا نے ان کیمیکل کے لیبل پڑھے اور اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔ پھر اس کی نظر فریج پر

پڑی تو اس نے فریج میں سے پانی کی ایک بوتل نکال لی۔ اب وہ اس میک اپ کو تیار کر کے اپنے کام میں لا سکتی تھی اور اس نے ایسا ہی کیا۔ تقریباً بیس منٹ کے بعد اس کے ہاتھ رکے تو وہ لشانا بن چکی تھی۔ اس نے ایک بار پھر لشانا کی نبض چیک کی۔ نبض کے مطابق اب اسے ہوش آنے ہی والا تھا۔ جولیا نے لشانا کی کنپٹی پر ایک اور ضرب لگائی۔ پھر اس نے لشانا کا وارڈروب دیکھا اور اس کا ایک لباس اٹھا کر پہن لیا۔ اس نے لشانا کا ہینڈز بیگ بھی اٹھا لیا اوراس کے بعد وہ اس کمرے سے باہر آ گئی۔ باہر ایک چھوٹی سی کار کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے لشانا کا ہینڈز بیگ چیک کیا تو اس میں کار کی چابی موجود تھی۔ اس نے کار میں بیٹھ کر چابی لگا کر کار اسٹارٹ کی اور آگے بڑھا دی۔ گیٹ کے قریب ہی ایک سیکورٹی گارڈ بیٹھا ہوا تھا۔ لشانا کی کار گیٹ کے قریب پہنچی تو اس نے گیٹ کھول دیا۔ جولیا باہر آ گئی۔ جیسے ہی وہ اسٹریٹ میں چند فٹ آگے بڑھی، پولیس نے اسے رکنے کا اشارہ کیا۔ جولیا نے کار اس کے قریب روک لی۔

''مادام۔ اپنا تعارف کرائیں''...... پولیس انسپکٹر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا جبکہ ایک پولیس مین کار کی پچھلی طرف گیا اور مشین لگا کر چیک کرنے لگا۔

''میں لشانا ہوں فلم اور سٹیج کی اداکارہ۔ پولیس میرے گھر میں آ کر انویسٹی گیشن کر تو گئی تھی''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے مقامی لب و لہجے میں کہا۔

"مادام۔ ناراض نہ ہوں۔ ایک خطرناک بین الاقوامی مجرمہ اسی سٹریٹ میں دیکھی گئی ہے اس لئے ہمیں یہ انویسٹی گیشن کرنی پڑ رہی ہے"...... انسپکٹر نے نرم لہجے میں کہا۔

جولیا نے ہینڈز بیگ کھولا اور پھر اس نے لشانا کا آئی ڈی اور پروفیشنل کارڈ نکال کر انسپکٹر کی طرف بڑھا دیا۔

"آپ کی تسلی کے لئے اتنا ہی کافی ہے یا میں اپنے ڈائریکٹر سے بھی آپ کی بات کراؤں"...... جولیا نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا۔

انسپکٹر نے سرسری انداز میں دونوں کارڈ دیکھے۔

"تھینک یو مادام۔ آپ جہاں چاہیں جا سکتی ہیں"...... اس نے کارڈ واپس کرتے ہوئے کہا۔

"میں صرف جا ہی نہیں رہی، مجھے واپس بھی آنا ہے"...... جولیا نے انسپکٹر سے کہا۔

"مادام۔ واپسی پر آپ کی چیکنگ نہیں ہو گی۔ آپ بے فکر رہیں"...... انسپکٹر نے کہا اور کار سے پیچھے ہٹ گیا۔

حصہ اول ختم شد

عمران سیریز نمبر 32

بلیک سرکل

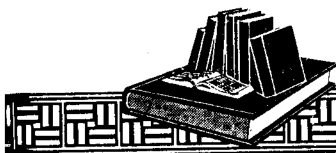
حصہ دوم

ارشاد العصر جعفری

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

اس ناول کے تمام نام' مقام' کردار' واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز' مصنف' پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ------ محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ------ محمد اشرف قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان



جولیا نے کار آگے بڑھائی اور پھر وہ سڑک پر آ گئی۔ جیسے ہی وہ گلی سے نکل کر سڑک پر آئی اسے ایک بار پھر روک لیا گیا اور پہلے والی کارروائی دوہرائی گئی۔ یہاں بھی وہ کلیئر ہو گئی اور پھر اس کی کار ہاٹ کالونی کی طرف بڑھنے لگی۔ ہاٹ کالونی ابھی کافی فاصلے پر تھی کہ جولیا نے کار فٹ پاتھ کے قریب کر کے روک لی۔ وہ کار سے نیچے اتری اور پیدل آگے بڑھنے لگی۔ تقریباً ساٹھ ستر قدم چلنے کے بعد اس نے ایک ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ کیا۔ ٹیکسی اس کے قریب آ کر رک گئی۔ جولیا نے پچھلا دروازہ کھولا اور ٹیکسی میں بیٹھ گئی۔

''مادام۔ کہاں جانا ہے''...... ٹیکسی ڈرائیور نے بیک مرر میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاٹ کالونی''...... جولیا نے مختصراً کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

''مادام۔ ہم ہاٹ کالونی پہنچ چکے ہیں۔ آپ کہاں اتریں گی''۔

کچھ دیر بعد ڈرائیور نے کہا۔

''اے بلاک میں اتار دو''...... جولیا نے کہا تو ٹیکسی ایک چوک کراس کرنے کے بعد ایک جگہ رک گئی۔ جولیا نے میٹر دیکھ کر بل ادا کیا اور پھر ٹیکسی سے نیچے اتر کر اے لائن کی کوٹھیوں کی طرف بڑھنے لگی۔ جب ٹیکسی آگے جا کر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو جولیا نے اپنا رخ بدلا اور بی بلاک کی طرف بڑھنے لگی۔ تقریباً چھ سات منٹ بعد وہ بی ون نائن کے قریب سے گزری۔ بی ون نائن کے قریب سے گزرتے ہوئے اسے احساس ہوا کہ کچھ نظریں اس کوٹھی کے گیٹ پر لگی ہوئی ہیں۔ گویا یہ کوٹھی بھی بلیک سرکل کی نگاہوں میں تھی اور اس کا واضح مطلب یہ تھا کہ بلیک سرکل نے اس کوٹھی پر کارروائی کی ہے اور اب بھی اس کوٹھی کی نگرانی ہو رہی تھی۔ جولیا کوٹھی کے قریب رکے بغیر آگے بڑھتی رہی اور کوٹھیوں کے عقبی سمت میں آ گئی۔ یہ ایک تنگ گلی تھی۔ اس گلی میں کوٹھیوں کے عقبی دروازے تھے اور کوڑے کے ڈرم رکھے ہوئے تھے۔ یہاں کھلنے والے تقریباً تمام دروازے بند تھے۔ جولیا ون نائن کے دروازے کے قریب کھڑی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ ون نائن سے اگلی کوٹھی کا دروازہ کھلا اور ایک عورت کوڑے کی ٹوکری اٹھا کر گلی میں آ گئی۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر جولیا کا ہاتھ جیب میں رکھے ہوئے مشین پسٹل پر سخت ہو گیا تھا لیکن اب اس عورت کو دیکھ کر اس نے جیب سے ہاتھ نکال لیا۔ اس عورت نے حیرت بھری نظروں سے جولیا کی طرف دیکھا۔

''لڑکی۔ تم کون ہو اور کیا کر رہی ہو یہاں''...... اس عورت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں اس گھر میں رہتی ہوں۔ میرا نیکلس کوڑے میں آ گیا ہے۔ میں اپنا نیکلس تلاش کرنے آئی ہوں''...... جولیا نے ایک کوٹھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں چمک بھی آ گئی۔ کھلے دروازے سے اس نے اندر کا جائزہ لیا تھا۔ ون نان اور ٹو زیرو کی دیواریں آپس میں جڑی ہوئی تھیں اور ٹو زیرو کی دیوار کے ساتھ کئی درخت تھے۔

''اچھا۔ پھر ملا تمہارا نیکلس''...... اس عورت نے پوچھا۔

''ڈرموں میں، میں نے جھانک کر دیکھا ہے لیکن ہاتھ ڈال کر اور ڈرموں کو الٹ کر نہیں دیکھا۔ میں ہاتھ لگانا بھی نہیں چاہتی۔ میرے ہاتھ کو جراثیم لگ جاتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''پھر تو نیکلس ملنا ناممکن ہے''...... عورت نے کہا۔

''میں بھی بس یہی سوچ کر آئی تھی کہ اگر وہ سامنے نظر آ گیا تو ٹھیک ورنہ وہ اتنا قیمتی نہیں ہے کہ میں اس کی خاطر کوڑا کرکٹ میں ہاتھ ڈالتی پھروں''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس عورت نے بھی منہ بنایا اور پھر اس نے اپنی کوڑے والی ٹوکری ڈرم میں الٹ دی۔ اس کے بعد وہ اپنے دروازے کی طرف بڑھی۔

''سنو۔ کیا اس گھر میں پانی کا نل گیٹ کے قریب ہے۔ میں ذرا ہاتھ دھو لوں۔ مجھے بڑی الجھن ہو رہی ہے''...... جولیا نے ہا۔

''ہاں۔ یہ دروازے کے قریب ہی نل ہے۔ دھولو ہاتھ۔ تم تو مجھے کوئی بہت ہی وہمی لڑکی لگتی ہو''...... اس عورت نے رکتے ہوئے کہا تو جولیا اندر آ گئی۔ دروازے کے قریب ہی پانی کا نل تھا۔

''شکریہ معزز خاتون۔ اب یہ بتاؤ کہ یہ گھر کس کا ہے''...... جولیا نے ہاتھ دھوتے ہوئے کہا۔

''یہ گھر پولیس کمشنر روناف کا ہے''...... اس عورت نے کہا تو جولیا دل ہی دل میں مسکرا دی۔ یعنی وہ اور اس کے ساتھی پولیس کمشنر کے پڑوسی تھے۔

''سنا ہے یہاں کوئی غیر ملکی معمولی سرگرمیاں ہوتی رہی ہیں''۔ جولیا نے نل سے دور ہوتے ہوئے کہا۔

''مجھے زیادہ تو معلوم نہیں ہے۔ بس اتنا سنا ہے کہ کسی سیکرٹ ایجنسی نے یہاں کارروائی کی ہے اور اس ایجنسی کے ایک دو آدمی اب بھی شاید یہاں موجود ہیں''...... اس عورت نے کہا تو جولیا نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔

''تھینک یو آنٹی۔ تم سے باتیں کر کے مجھے بہت اچھا لگا۔ اگر تم اجازت دو میں کبھی کبھی تم سے ملنے آ جایا کروں''...... جولیا نے اس عورت کے قریب ہوتے ہوئے کہا۔

''لڑکی۔ تم مالکوں کی کیٹیگری سے تعلق رکھتی ہو جبکہ میں ملازمین کی۔ ہمارا زیادہ ملنا جلنا اچھا نہیں ہے''...... اس عورت نے کہا۔ پھر اس کی بات مکمل ہوئی ہی تھی کہ اس کی کنپٹی پر ایک دھماکہ ہوا۔ جولیا

نے اس کی کنپٹی پر ایک مکا مارا تھا اور یہ ایک ہی مکا اس کے لئے کافی ثابت ہوا تھا۔ وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئی۔ اس کے بے ہوش ہو جانے کے بعد جولیا نے درختوں کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے ایک درخت کا انتخاب کیا اور درخت پر چڑھ گئی۔ درخت کی موٹی شاخوں پر چلتی ہوئی جولیا دیوار تک پہنچ گئی۔ دیوار پر لیٹ کر اس نے دوسری طرف کا جائزہ لیا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ دیوار کے ساتھ پھولوں کے چھوٹے چھوٹے پودے اور تین چار درخت تھے۔ جولیا نے دیوار سے ایک درخت پر چھلانگ لگائی۔ اس کے پاؤں جس شاخ پر پڑے وہ کمزور سی تھی۔ جولیا کا وزن برداشت نہ کر سکی اور ایک زور دار آواز کے ساتھ ٹوٹ گئی۔ شاخ کے ٹوٹنے کی وجہ سے جولیا بھی نہیں سنبھل سکی تھی۔ نتیجے کے طور پر وہ شاخ اور جولیا نیچے آ گریں۔ جولیا فوراً اٹھی اور پودوں کی اوٹ میں ہو گئی۔ اسی لمحے اسے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی تو اس کا ہاتھ بے اختیار اپنی جیب میں گیا اور اس نے اپنا مشین پسٹل نکال لیا۔ اس نے دو آدمیوں کو دیکھا جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ بھاگتے ہوئے اس طرف آ رہے تھے۔ جولیا نے مشین پسٹل کا رخ ان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ایک آدمی کے حلق پر گولیاں لگیں اور وہ چیختا ہوا کئی قدم آگے دوڑتا ہوا آیا اور پھر زمین پر گر کر تڑپنے لگا جبکہ دوسرے آدمی کا وہ ہاتھ بری طرح زخمی ہو گیا جس میں اس نے مشین گن پکڑی ہوئی تھی۔ مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔ وہ بھی

چونکہ کافی تیز دوڑتا ہوا آ رہا تھا اس لئے ہاتھ پر گولیاں لگنے کے باوجود وہ بھی کئی قدم آگے آ گیا۔ ہاتھ زخمی ہونے کی وجہ سے اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار تھے۔

''تم اپنے اس ساتھی کی طرح مرنا چاہو گے یا میں تمہیں زندہ رہنے دوں''...... جولیا نے اس کے سامنے آتے ہوئے کہا۔

''مم۔مم۔ مجھے۔مم۔ مت مارنا''...... اس آدمی نے خوفزدہ لہجے میں اور ہکلاتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ اگر تم نے میرے سوالوں کے جواب دیئے تو میں تمہیں گولی نہیں ماروں گی۔سب سے پہلے اپنا نام بتاؤ''...... جولیا نے کہا۔

''میرا نام میخوف ہے''...... اس نے کہا۔

''اس کوٹھی میں صرف تم دو ہی ہو یا کچھ اور لوگ بھی ہیں''۔ جولیا نے اس سے پوچھا۔

''اندر ہم دو ہی تھے۔ کچھ آدمی باہر بھی ہیں''...... میخوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جو لوگ اس کوٹھی میں رہ رہے تھے ان کے ساتھ کیا ہوا ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''باس رتھنا گوف نے انہیں گرفتار کر کے کسی خفیہ مقام پر پہنچا دیا ہے جہاں سے ان کا زندہ بچ کر واپس آنا ممکن نہیں ہے''...... میخوف نے کہا تو جولیا کا چہرہ غصے سے گہرا سرخ ہو گیا۔

''بکواس بند کرو اور اس مقام کے بارے میں بتاؤ''...... جولیا نے

میخوف کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔

''میں نہیں جانتا۔ کوئی بھی نہیں جانتا۔ صرف باس رتھنا گوف جانتا ہے''...... میخوف نے کہا تو جولیا کو اندازہ ہو گیا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

''میں تمہارے باس رتھنا گوف سے ملنا چاہتی ہوں۔ بتاؤ کہاں ملے گا وہ''...... جولیا نے کہا۔

''بلیک سرکل میں ایمرجنسی نافذ ہے۔ باس رتھنا گوف کسی بھی اجنبی سے کسی بھی صورت نہیں ملتا''...... میخوف نے کہا۔

''مجھے ہر حال میں اس سے ملنا ہے اور تم مجھے بتاؤ گے کہ وہ کیسے ملے گا۔ اگر تم نے نہ بتایا تو پھر میں اپنے وعدے پر قائم نہیں رہوں گی۔ اس مشین پسٹل کی ساری گولیاں تمہارے دل میں اتار دوں گی''...... جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل اس کے سینے سے لگا دیا۔

''مم۔ مم۔ میں کیا طریقہ بتاؤں۔ ہاں۔ ہاں۔ ایک طریقہ ہے''۔ میخوف نے پہلے تو پریشان لہجے میں کہا اور پھر کچھ یاد آنے پر وہ چونکتے ہوئے بولا۔

''بتاؤ۔ کیا طریقہ ہے وہ''...... جولیا نے بدستور سرد لہجے میں کہا اور مشین پسٹل پر دباؤ ڈالا۔

''بلیولائٹ کلب کی ڈانسر مادام راکاشی رتھنا گوف کی خاص محبوبہ ہے۔ وہ ایسی لڑکی ہے کہ جس وقت اور جب چاہے اسے بلا سکتی ہے۔ اس کے بلانے پر باس رتھنا گوف دوڑا چلا جاتا ہے''۔ میخوف

نے کہا۔

”ہونہہ۔ کہاں رہتی ہے یہ راکاشی“...... جولیا نے مشین پسٹل اس کے سینے سے ہٹاتے ہوئے پوچھا کیونکہ میخوف سے یہ اس کا آخری سوال تھا۔

”بلیو لائٹ کلب نے اسے رہائش دی ہوئی ہے۔ بلیو روڈ پر کوٹھی نمبر تیس“...... میخوف نے راکاشی کا ایڈریس بتایا۔

”میخوف۔ تم نے تعاون کیا ہے اور میرے سوالوں کے جواب دیئے ہیں اس لئے میں بھی اپنا وعدہ پورا کر رہی ہوں۔ میں تمہیں گولی نہیں مار رہی البتہ تمہاری گردن توڑنے میں کوئی حرج نہیں“۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو میخوف پہلے تو خوش ہوا لیکن آخری جملہ سن کر وہ خوفزدہ ہو گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کسی قسم کی حرکت کرتا یا جولیا کی منت سماجت کرتا، جولیا کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ اس نے کراٹے کا ایک وار میخوف کی گردن پر کیا۔ اس وار سے جولیا برف کا بلاک اور اینٹیں توڑ سکتی تھی میخوف کی گردن کی ہڈی بھلا کس قطار میں شمار میں تھی۔ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹی اور وہ چیختا ہوا زمین پر گرا اور ذبح کئے ہوئے مرغے کی مانند تڑپنے لگا۔ جولیا نے مشین پسٹل ہاتھ میں ہی رکھا اور وہ عقبی دروازے کی طرف بڑھی۔ عقبی دروازے پر اندر سے تالا لگا ہوا تھا۔ اس نے تالا کھولا اور چند لمحوں بعد وہ سڑک پر آ چکی تھی۔ سڑک کی دوسری جانب مارکیٹ تھی۔ اس نے اس مارکیٹ سے میک اپ کا سامان خریدا اور پھر وہ ٹیکسی سٹینڈ کی طرف

بڑھنے لگی جو کہ تھوڑے ہی فاصلے پر تھا۔ ٹیکسی سٹینڈ پر پہنچ کر وہ نمبر پر لگی ہوئی ٹیکسی میں بیٹھ گئی۔

''مادام۔ کہاں جائیں گی''...... ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھاتے ہوئے جولیا سے پوچھا۔

''بلیو روڈ''...... جولیا نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے رفتار بڑھا دی جبکہ جولیا نے اپنا سیل فون نکالا اور اپنے ساتھیوں کے نمبرز ٹرائی کرنے لگی۔ نمبرز ابھی تک آف تھے۔ اس نے سیل فون واپس جیب میں رکھ لیا۔

''مادام۔ ہم بلیو روڈ پر پہنچ چکے ہیں۔ آپ کہاں اتریں گی''۔ کچھ دیر کے بعد ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

''بس یہیں اتار دو''...... جولیا نے دونوں اطراف دیکھتے ہوئے کہا تو ڈرائیور نے ٹیکسی ایک سائیڈ پر کر کے روک لی۔ جولیا نے کرایہ ادا کیا اور پھر وہ آگے بڑھنے لگی جبکہ ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔ کوٹھی نمبر تیس تک پہنچنے میں جولیا کو دس منٹ لگ گئے۔ اس نے ڈور بیل بجائی تو چند لمحوں بعد گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک سیکورٹی گارڈ کی صورت دکھائی دی۔

''یس مادام''...... اس نے جولیا کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں معروف فلم و سٹیج اداکارہ لشانا ہوں۔ تم نے مجھے پہچانا نہیں''...... جولیا نے اس سے سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس یس مادام۔ اب میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ دراصل میں فلمیں بہت کم دیکھتا ہوں''...... سیکورٹی گارڈ نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ راکاشی کو اطلاع کرو کہ لشانا آئی ہے''...... جولیا نے اس سے کہا۔

''مادام۔ مادام راکاشی تو اس وقت سو رہی ہیں اور ابھی ان کے جاگنے میں دو گھنٹے باقی ہیں اور چونکہ انہوں نے کلب میں پرفارم کرنا ہوتا ہے اس لئے وہ معمول کے خلاف نہیں اٹھتیں۔ براہ مہربانی آپ دو گھنٹوں کے بعد تشریف لائیں''...... سیکورٹی گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ میں دو گھنٹوں بعد آ جاؤں گی''...... جولیا نے کہا اور پھر وہ واپسی کے لئے مڑی۔ چونکہ اس نے رتھنا گوف کو یہاں بلوانا تھا اس لئے وہ فی الحال یہاں کے حالات نارمل رکھنا چاہتی تھی۔ ویسے بھی اسے بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے صبح بھی پھل کھائے تھے اس لئے اس نے سوچا کہ وہ اس دوران کھانا کھا لے۔ اس نے ہوٹل میں کھانا کھایا اور کھانے کے بعد کافی پی۔ دو گھنٹے اس نے ہوٹل میں ہی گزارے اور پھر دوبارہ راکاشی کی کوٹھی پر آ گئی۔ اس نے ڈور بیل بجائی تو اسی سیکورٹی گارڈ نے دروازہ کھولا۔

''آیئے مادام۔ تشریف لایئے۔ میں نے آپ کا ذکر مادام راکاشی سے کیا ہے''...... جولیا کو دیکھتے ہی سیکورٹی گارڈ نے کہا اور جولیا اس

کے ساتھ ایک ڈریسنگ روم میں آ گئی۔

''آپ بیٹھیں۔ مادام ابھی آتی ہیں''...... سیکورٹی گارڈ نے کہا تو جولیا صوفے پر بیٹھ گئی جبکہ سیکورٹی گارڈ کمرے سے باہر چلا گیا پھر تقریباً دو منٹوں کے بعد ایک انتہائی خوبصورت سی روسیاہی لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔

''مادام لشانا۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ مجھ سے ملنے کے لئے آئیں''...... راکاشی نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

''میں تو پہلے بھی آئی تھی اور مجھے واپس جانا پڑا''...... جولیا نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

''میں معذرت چاہتی ہوں لشانا۔ دراصل مجھے رات گئے تک پرفارم کرنا پڑتا ہے اس لئے میں دیر تک سوتی ہوں۔ اگر میں نیند پوری نہ کروں تو پھر پرفارمنس ٹھیک نہیں دے پاتی۔ آپ خود اس شعبے سے تعلق رکھتی ہیں۔ میری مجبوری سمجھ سکتی ہیں''...... راکاشی نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کمرے میں ایک ملازم داخل ہوا۔ اس نے ٹرے میں ایپل جوس کے گلاس رکھے ہوئے تھے۔ ایک گلاس اس نے جولیا کے سامنے رکھا اور دوسرا راکاشی کے سامنے۔ اس کے بعد وہ واپس چلا گیا۔

''لیں مادام۔ اب آپ بتائیں کہ آپ کیسے تشریف لائی ہیں''۔ راکاشی نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

''دو تین بار میں نے بھی آپ کی پرفارمنس دیکھی ہے اور میری

کمپنی کے ڈائریکٹر نے بھی۔ ان کی خواہش ہے کہ آپ ان کی فلموں میں پرفارمنس دیں“...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میری کلب کی مصروفیت اتنی زیادہ ہے کہ میں فلموں کو وقت نہیں دے سکتی“...... راکاشی نے کہا۔

”راکاشی۔ فلموں میں پیسہ بہت زیادہ ہے اور شہرت بھی ہے“۔ جولیا نے اسے قائل کرنے کے لئے کہا۔

”ہاں۔ میں جانتی ہوں لیکن ایک مجبوری کی وجہ سے میں فلموں میں کام نہیں کر سکتی“...... راکاشی نے کہا۔

”کہیں یہ مجبوری رتھنا گوف تو نہیں ہے“...... جولیا نے راکاشی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ چونک پڑی۔

”تمہاری رتھنا گوف سے واقفیت ہے“...... راکاشی نے کہا۔

”نہیں۔ میری واقفیت نہیں ہے بلکہ میرے ڈائریکٹر کی رشتہ داری ہے رتھنا گوف سے اور میرے ڈائریکٹر کو معلوم ہے کہ رتھنا گوف نے تم پر پابندی عائد کی ہوئی ہے لیکن اگر تم ہماری کمپنی کی ایک فلم میں کام کرو تو ہمارا ڈائریکٹر رتھنا گوف سے خود بات کر لے گا“...... جولیا نے کہا۔

”مشکل ہے۔ اس نے مجھ سے کہا ہوا ہے کہ جب تک اس کی مجھ سے دوستی ہے میں کسی فلم میں کام نہیں کروں گی“...... راکاشی نے کہا۔

”یہ بات تم مجھ پر چھوڑ دو۔ تم رتھنا گوف کو یہاں بلاؤ لیکن اپنی

طرف سے۔ اسے یہ نہ بتانا کہ تمہارے لئے فلم کی آفر آئی ہوئی ہے۔ جب رتھنا گوف یہاں آ جائے گا تو میں اپنے ڈائریکٹر کو بلوا لوں گی۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ خود رتھنا گوف کو قائل کر لے گا"۔ جولیا نے کہا تو راکاشی سوچنے لگی۔

"مجھے یقین ہے کہ میرا ڈائریکٹر رتھنا گوف کو ضرور قائل کر لے گا۔تم نے فلم میں صرف دو یا تین گانوں پر ڈانس کرنا ہے اور اس کا معاوضہ تمہارے کلب کی ایک سال کی آمدنی کے برابر ہو گا"۔ جولیا نے اسے لالچ دیتے ہوئے کہا۔ وہ جانتی تھی کہ لالچ دے کر بڑے بڑے کام نکلوائے جا سکتے ہیں۔

"او کے۔ میں اسے بلواتی ہوں"...... راکاشی نے راضی ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ ٹیلی فون کی طرف بڑھی۔

"اسے اس انداز میں بلاؤ کہ وہ جتنا بھی مصروف ہو دوڑا چلا آئے"...... جولیا نے کہا تو راکاشی نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے نمبرز پریس کرنے لگی۔

"ہیلو گوف ڈیئر۔ میں راکاشی بول رہی ہوں۔ ہائے درد سے میرا سر پھٹا جا رہا ہے۔ میں مر رہی ہوں۔ جلدی سے میرے پاس آ جائیں۔ ہائے میں مرتے وقت آپ کو دیکھنا چاہتی ہوں"...... راکاشی نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سننے لگی۔

"نہیں۔نہیں۔ کوئی مصروفیت نہیں۔ آپ آ جائیں۔ میں بس اب تھوڑی دیر کی مہمان ہوں اس کے بعد میں آپ کو زندہ نظر نہیں آؤں

گی۔ ہائے میں مر رہی ہوں۔ گڈ بائی".....راکاشی نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر وہ واپس مڑی تو جولیا بھی سیل فون کان سے لگائے بیٹھی تھی اور باتیں کر رہی تھی۔

"سر۔ رتھنا گوف صاحب کچھ ہی دیر میں راکاشی کے گھر پر آنے والے ہیں۔ آپ بھی فوراً آ جائیں۔ او کے سر".....جولیا نے سیل فون پر بولتے ہوئے کہا پھر اس نے سیل فون کان سے ہٹایا اور کال اینڈ کا بٹن دبا کر سیٹ جیب میں رکھ لیا۔

"رتھنا گوف کتنی دیر تک یہاں پہنچ جائے گا".....جولیا نے راکاشی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آدھا گھنٹہ تو لگ ہی جائے گا".....راکاشی نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"میرے ڈائریکٹر کو بھی یہاں آنے میں اتنا وقت لگ ہی جائے گا۔ راکاشی۔ تم اس دوران مجھے اپنا بیڈ روم تو دکھا دو۔ میں تمہارے بیڈ روم کی سیٹنگ دیکھنا چاہتی ہوں۔ دراصل میں اپنے بیڈ روم کی سیٹنگ آئے دن بدلتی رہتی ہوں۔ میں اپنے بیڈ روم کی سیٹنگ سے مطمئن نہیں ہوں".....جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ آؤ میرے ساتھ".....راکاشی نے کہا اور پھر جولیا اس کے ساتھ بیڈ روم میں آ گئی۔

"واؤ۔ راکاشی تم نے تو بہت ہی خوبصورتی سے اپنا بیڈ روم سجایا ہوا ہے".....جولیا نے کمرے کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو راکاشی خوش

ہوگئی۔

"ارے یہ تمہاری تصویر ہے۔ بھئی واہ۔ کیا کمال کی تصویر ہے"۔ جولیا نے اس کی ایک تصویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ تصویر"...... راکاشی نے اپنی تصویر کی طرف دیکھتے ہوئے کچھ کہنا چاہا لیکن اس کا جملہ پورا نہ ہو سکا کیونکہ جولیا نے اس کے سر کے مخصوص حصے میں ایک مکا مار دیا تھا اور اسے یہ مکا ہی کافی رہا تھا۔ وہ بے ہوش ہو کر فرش پر گر گئی۔ جولیا نے کمرے میں نظر دوڑائی لیکن اسے کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جس سے وہ راکاشی کو باندھ سکتی۔ کمرے میں دو دروازے اور بھی نظر آ رہے تھے۔ اس نے وہ دروازے کھول کر دیکھے۔ ایک دروازہ باتھ روم کا تھا اور دوسرا وارڈ روب کا۔ وارڈ روب میں راکاشی کے بہت سے لباس موجود تھے۔ جولیا نے اس کے دو لباس پھاڑے اور انہیں بل دے کر رسی کی شکل دے دی۔ رسی بنانے کے بعد وہ راکاشی کے قریب آئی۔ اس نے راکاشی کے ہاتھ باندھے، منہ باندھا اور پھر اسے بیڈ کے نیچے ڈال دیا۔ اس کے بعد اس نے لشانا کے ہینڈ بیگ میں سے میک اپ کا وہ سامان نکالا جو اس نے مارکیٹ سے خریدا تھا۔ میک اپ سے فارغ ہو کر اس نے ریسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ راکاشی نے پچیس منٹ پہلے رتھنا گوف کو فون کیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اب پانچ منٹ میں رتھنا گوف پہنچنے والا تھا۔ جولیا نے بیڈ روم کا دروازہ تھوڑا سا کھول دیا۔ بیڈ روم سے کوٹھی کا گیٹ نظر آ رہا تھا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد

اس نے سیکورٹی گارڈ کو اٹھ کر گیٹ کھولتے ہوئے دیکھا۔ گیٹ کھلنے کے بعد ایک جیپ اندر آ گئی۔ جیپ پر بلیک سرکل کا مخصوص نشان موجود تھا۔ جیپ رکی اور رتھنا گوف جیپ سے نیچے اتر کر بیڈ روم کی طرف بڑھا۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا بیڈ روم میں آ گیا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں۔ معمولی سا درد ہوا ہے اور تم نے شور مچا دیا ہے۔ تمہیں اندازہ ہی نہیں کہ میں آج کل کتنا مصروف اور پریشان ہوں"...... رتھنا گوف نے غصیلے لہجے میں کہا۔ جولیا نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔ البتہ وہ کھانسنے لگی اور یہ کھانسی کافی شدید تھی۔

"اوہ۔ تمہاری طبیعت تو کچھ زیادہ خراب معلوم ہوتی ہے۔ میں ایمبولینس کو فون کرتا ہوں"...... رتھنا گوف نے پریشان ہو کر کہا اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ جولیا نے کھانستے ہوئے اسے ہاتھ کے اشارے سے منع کیا اور پھر اس نے سائیڈ ٹیبل کی دراز کی طرف اشارہ کیا۔

"کیا ہے اس میں"...... رتھنا گوف نے کہا اور پھر وہ جھک کر دراز کھولنے لگا۔ جیسے ہی وہ دراز کھولنے کے لئے جھکا، اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ جولیا نے مشین پسٹل کے دستے کی شدید ضرب اس کے سر کے پچھلے حصے پر لگائی تو اس کا سر ہی ٹیبل سے جا ٹکرایا۔ جولیا نے ایک اور وار اس کے سر پر کیا جو پہلے وار سے زیادہ سخت تھا۔ رتھنا گوف کوئی عام آدمی نہیں تھا کہ معمولی ضربوں پر ہی بے ہوش ہو جاتا۔ اسی لئے جولیا نے اسے شدید ضربات لگائی تھیں۔

دوسری ضرب نے رتھنا گوف کے دماغ کو تاریک کر دیا اور وہ فرش پر گر گیا۔ اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ چکے تھے۔ جولیا نے اس کی نبض چیک کی۔ نبض کے مطابق اسے دس منٹ سے پہلے ہوش نہیں آ سکتا تھا۔ جولیا نے اسے وہیں چھوڑا اور کمرے سے باہر آ گئی۔ کپڑے کی بنائی ہوئی رسی رتھنا گوف کے لئے کارآمد نہیں تھی۔ جولیا کو سٹور کی تلاش تھی۔ جولیا کمروں کی تلاشی لیتے ہوئے کچن میں آ گئی۔ کچن میں وہی ملازم کھانا بنا رہا تھا جو جولیا کے لئے جوس لے کر آیا تھا۔ جولیا نے کچن میں ملازم کے قریب آتے ہی انتہائی پھرتی سے مشین پسٹل کا دستہ اس کے بھی سر پر رسید کر دیا۔ اس ملازم کے لئے ایک ہی ضرب کافی تھی۔ وہ بے ہوش ہو کر فرش پر گر گیا۔ جولیا نے کچن کی تلاشی لی تو اسے رسی کچن میں ہی مل گئی۔ اس نے رسی سے اس ملازم کو باندھا اور باقی رسی چھری سے کاٹ لی۔ اس کے بعد اس نے ایک رومال ملازم کے منہ میں ڈال دیا۔ اب ملازم ہوش میں بھی آ جاتا تو اس کے لئے خطرہ نہیں بن سکتا تھا۔ اس نے کچن سے چھری بھی اٹھائی اور کچن سے باہر آ کر اس نے دروازہ باہر سے بند کر دیا۔ اس کے بعد وہ واپس راکاشی کے بیڈ روم میں آ گئی۔ رتھنا گوف ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ جولیا نے اس کے ہاتھ پشت پر کر کے رسی سے باندھ کر مخصوص گرہیں لگا دیں۔ اب گیٹ پر سیکورٹی گارڈ بچا تھا جو اس کے لئے مسئلہ پیدا کر سکتا تھا۔ بیڈ روم سے باہر آ کر وہ گیٹ کی طرف بڑھی۔ وہ گیٹ کے قریب پہنچی تو بنچ پر بیٹھا ہوا سیکورٹی گارڈ

کھڑا ہو گیا۔ جولیا نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے پیچھے آنے کو کہا اور بیڈ روم کی طرف مڑی۔ سیکورٹی گارڈ اس کے پیچھے پیچھے راکاشی کے بیڈ روم میں آ گیا۔ جیسے ہی وہ بیڈ روم میں آیا چونک پڑا۔ اس کی نظر بے ہوش پڑے رتھنا گوف پر پڑ گئی۔ وہ ابھی حیرت زدہ ہی تھا کہ جولیا نے اس کے سر پر بھی مشین پسٹل کا دستہ رسید کر دیا۔ اس کی حیرت بے ہوشی میں بدل گئی۔ جولیا نے بچ جانے والی رسی سے اس کے ہاتھ بھی پشت پر کر کے باندھ دیئے۔ اس کی طرف فارغ ہونے کے بعد جولیا نے رتھنا گوف کی طرف دیکھا۔ اس کے جسم میں حرکت پیدا ہو چکی تھی۔ جولیا نے اس کے پہلو میں ٹھوکر رسید کی تو اس کی آنکھیں فوراً ہی کھل گئیں۔ چند لمحوں تک تو وہ لاشعوری کیفیت میں رہا پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھر آئی۔

"یہ۔ یہ کیا ہے راکاشی"...... شعور کے بیدار ہوتے ہی رتھنا گوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"رتھنا گوف۔ میں راکاشی نہیں ہوں بلکہ میں وہ ایجنٹ ہوں جس کی تلاش میں تم مارے مارے پھر رہے ہو اور تمہاری ایجنسی میں ایمرجنسی نافذ ہے"...... جولیا نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم فوراً مجھے کھول دو اور مجھ سے معافی مانگ لو۔ میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا ورنہ تم عبرتناک انجام سے دوچار ہو گی"۔ رتھنا گوف نے تیز لہجے میں کہا تو جولیا نے اس کے منہ پر مشین پسٹل کا دستہ رسید کر دیا۔ اس کے جبڑے ہل گئے اور اس کے منہ

سے خون رسنے لگا۔

''تت۔ تت۔ تم۔ یہ اچھا نہیں کر رہی ہو''...... رتھنا گوف نے غصے کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ایڈیٹ۔ میں یہاں تمہاری دھمکیاں سننے کے لئے موجود نہیں ہوں۔ مجھے تم سے چند باتیں پوچھنی ہیں''...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

''سوالوں کے جواب۔ بھول جاؤ۔ تمہارے سامنے بلیک سرکل کا چیف رتھنا گوف ہے۔ کوئی عام آدمی نہیں ہے''...... رتھنا گوف نے طنزیہ لہجے میں کہا تو جولیا کے چہرے پر بھی طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

''تمہاری قوت برداشت کا امتحان ابھی ہو جائے گا''...... جولیا نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر وہ رتھنا گوف کے قریب بیٹھ گئی۔ اس نے جیب سے چھری نکالی اور پھر اس نے وہ چھری مخصوص زاویئے کے ساتھ رتھنا گوف کی آنکھ میں مار دی۔ رتھنا گوف کی کربناک چیخ بلند ہوئی اور اس کی وہ آنکھ حلقے سے نکل کر فرش پر آ گری۔ جولیا نے اسی زخمی آنکھ کو چھری کا دستہ مارا تو رتھنا گوف بندھا ہونے کے باوجود تڑپنے لگا۔ جولیا نے اس کے سینے پر مکا مارا اور پھر اس نے رتھنا گوف کی زخمی آنکھ پر اپنا انگوٹھا رکھ دیا۔ رتھنا گوف بری طرح سے چیخنے لگا اور اس کے ماتھے پر ایک رگ بھی ابھر آئی۔

''رتھنا گوف۔ عام آدمی بھی تم سے زیادہ قوت برداشت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ تم تو بڑا دعویٰ کر رہے تھے''...... جولیا نے طنزیہ لہجے

میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رتھنا گوف کے ماتھے پر ابھرنے والی رگ پر انگلی کے ہک کی ضرب لگائی تو رتھنا گوف کی چیخوں سے کمرہ تھرانے لگا۔

"ہاں بولو۔ عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں"...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

"ڈیتھ۔ ڈیتھ سنٹر میں"...... رتھنا گوف نے لاشعوری انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

"کیا ہے یہ ڈیتھ سنٹر اور کہاں ہے"...... جولیا نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔

"ڈیتھ سنٹر موت کی وادی ہے جو وہاں جاتا ہے زندہ واپس نہیں آ سکتا۔ وہاں وہ بھوک اور پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتا ہے کیونکہ وہاں کھانے پینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ ڈیتھ سنٹر میں جانے کا راستہ صرف باہر سے ہے اور وہ راستہ بھی کمپیوٹر کوڈ کے ذریعے ہی کھلتا ہے اور یہ ڈیتھ سنٹر ریڈ فورسٹ کے نیچے زیر زمین ہے"...... رتھنا گوف نے جولیا کو ڈیتھ سنٹر کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ کمپیوٹر کہاں ہے جس کے ذریعے اس راستے کو اوپن کیا جاتا ہے اور اس کا کوڈ کیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"کمپیوٹر مناؤ کے آفس میں ہے اور کوڈ کا علم صرف مناؤ کو تھا اور مناؤ رات کو ہلاک کر دیا گیا ہے"...... رتھنا گوف نے کہا تو جولیا

چونک پڑی۔ وہ جانتی تھی کہ رتھنا گوف اس وقت جس پوزیشن میں ہے وہ جھوٹ نہیں بول سکتا اور کمپیوٹر کوڈ کا علم صرف مناؤ کو ہونے کا مطلب تھا کہ اب ڈیتھ سنٹر کا راستہ کبھی اوپن نہیں ہو سکتا تھا اور راستہ اوپن نہ ہونے کا مطلب تھا کہ عمران اور دیگر ساتھی بھوکے پیاسے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے۔ جولیا کا چہرہ پتھر کی مانند سخت ہو گیا اور اس نے رتھنا گوف کے ماتھے پر ابھرنے والی رگ پر ایک بار پھر انگلی ماری تو رتھنا گوف کی دوبارہ چیخیں بلند ہوئیں۔

''عمران اور اس کے ساتھیوں کو کب ڈیتھ سنٹر پہنچایا گیا ہے''۔ جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

''ان سب کو کل ہی وہاں پہنچا دیا گیا تھا۔ آج تو ان کا بھوک سے برا حال ہو گا''...... رتھنا گوف نے کہا۔

آج دوسرا دن ختم ہونے والا تھا اور واقعی اس کے ساتھی بھوک پیاس سے اس وقت بے چین ہوں گے۔

''اس راستے کو اوپن کرنے کا کوئی اور طریقہ بھی لازماً ہو گا''۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

''اس پر ایٹم بم برسا دو پھر بھی وہ نہیں کھلے گا''...... رتھنا گوف نے کہا۔

''یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ مناؤ کے علاوہ کوئی اور کوڈ نہ جانتا ہو''۔ جولیا نے کہا۔

''یہ ڈیتھ سنٹر بنوایا بھی مناؤ نے ہی تھا۔ اس کے تمام سسٹم اس

کے آئیڈیئے کے مطابق بنے تھے اور یہ حتمی بات ہے کہ راستہ اوپن کرنے کا کوڈ صرف اسے ہی معلوم تھا"...... رتھنا گوف نے کہا۔

"تم نے ڈیتھ سنٹر کا راستہ دیکھا ہوا ہے"...... جولیا نے رتھنا گوف سے ایک اور سوال پوچھا۔

"مجھے اس کے بارے میں کل ہی معلوم ہوا تھا اور میں کل ہی مناؤ کے ساتھ وہاں گیا تھا"...... رتھنا گوف نے کہا۔

"او کے۔ مجھے تفصیل بتاؤ"...... جولیا نے کہا تو رتھنا گوف نے ڈیتھ سنٹر کے راستے تک پہنچنے کی تفصیل بتا دی۔ جولیا نے محسوس کیا کہ اب وہ رتھنا گوف سے مزید کچھ نہیں معلوم کر سکتی تھی کیونکہ جو کچھ رتھنا گوف جانتا تھا وہ بتا چکا تھا۔ جولیا نے اس کے سینے پر مشین پسٹل رکھ کر ٹریگر دبا دیا۔ ایک ساتھ کئی گولیاں رتھنا گوف کے سینے میں اتر گئیں۔

جولیا نے راکاشی کی ٹانگ کھینچ کر اسے بیڈ سے نکالا۔ وہ ہوش میں تھی اور خوفزدہ نظروں سے جولیا کو دیکھ رہی تھی۔ جولیا کا ارادہ اسے اور اس کے ملازمین کو زندہ چھوڑ دینے کا تھا کیونکہ یہ لوگ بے گناہ تھے لیکن راکاشی نے اس کی ساری باتیں سن لی تھیں جو جولیا اور اس کے ساتھیوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہوسکتی تھیں۔ اب اس کا خاتمہ مجبوری تھا۔ اس لئے جولیا نے اسے بھی گولیاں مار دیں۔ اس نے سیکورٹی گارڈ کی طرف دیکھا۔ وہ بے ہوش ہی تھا۔ جولیا اٹھ کر کمرے سے باہر آ گئی۔ پھر چند لمحوں بعد وہ راکاشی کی کار پر بیٹھی سڑک پر

موجود تھی۔ اسے یاد تھا کہ مناؤ اس سے کچھ کہنا چاہتا تھا۔ شاید وہ جولیا کو ڈیتھ سنٹر کے بارے میں ہی بتانا چاہتا تھا لیکن جولیا نے اس کی بات نہیں سنی تھی۔ اب وہ سوچ رہی تھی کہ کیا کرے۔ لیکن کوئی بھی بات اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ اسے اپنا سر پھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اپنے ساتھیوں تک پہنچنے کا واحد راستہ مناؤ، وہ اپنے ہاتھوں سے بند کر چکی تھی۔ اب اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کائنات میں ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہو۔

روسیاہی صدر اپنے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی شاندار ٹیبل پر چار مختلف رنگوں کے ٹیلی فون رکھے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ ایک کمپیوٹر اور آفس میں استعمال ہونے والی دیگر اشیاء بھی موجود تھیں۔ صدر اس وقت ایک فائل پڑھ رہے تھے کہ انٹرکام کی مترنم گھنٹی بجنے لگی۔

''یس''...... انہوں نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے بارعب لہجے میں کہا۔

''سر۔ کرنل سیاف تشریف لائے ہیں''...... دوسری طرف سے ان کی پی اے کی آواز سنائی دی۔

''او کے۔ بھیج دیں''...... صدر صاحب نے اپنی باوقار آواز میں کہا اور پھر انہوں نے رسیور رکھ دیا۔

تقریباً ایک منٹ کے بعد ان کے کمرے کا دروازہ کھلا اور کرنل سیاف کمرے میں داخل ہوا۔ صدر کی ٹیبل کے قریب آ کر اس نے

مؤدبانہ انداز میں صدر کو سلام کیا۔
"تشریف رکھیں"...... صدر صاحب نے کہا تو کرنل سیاف ان کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ صدر صاحب نے فائل پر دستخط کئے اور پھر فائل کو باسکٹ میں رکھ دیا۔
" آپ پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جانتے ہیں"...... صدر صاحب نے کہا۔
"یس سر۔ میں ان کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں جب روسیاہ سیکرٹ ایجنسی میں تھا تو یہ سروس دو بار روسیاہ آئی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہمیں شدید نقصان پہنچایا تھا اور دونوں بار اپنا مشن مکمل کر کے واپس چلے گئے تھے۔ ٹاپ ایجنسی کا چیف کرنل ڈی ایف میرا دوست تھا۔ وہ ایک بار پاکیشیا میں مشن پر گیا اور وہاں علی عمران کے ہاتھوں مارا گیا۔ علی عمران دنیا کا تیز ترین، ذہین اور خطرناک ترین ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ کافرستان، اسرائیل اور ایکریمیا کے حکام اس سے خائف رہتے ہیں"...... کرنل سیاف نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔
"آپ کو تازہ ترین حالات کا علم ہے"...... کرنل سیاف خاموش ہوا تو صدر صاحب نے پوچھا۔
"یس سر۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت روسیاہ آیا ہوا ہے۔ رات مناؤ صاحب اور کچھ دیر بعد بلیک سرکل کے چیف رتھنا گوف صاحب اس سلسلے میں مارے جا چکے ہیں"...... کرنل سیاف نے کہا۔

"مناؤ اور رتھنا گوف نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے ڈیتھ سنٹر پہنچا دیا تھا۔ اب وہاں سے ان کا بچ نکلنا ممکن تو نہیں ہے۔ ہمیں جو رپورٹس ملی ہیں اس کے مطابق مناؤ اور رتھنا گوف کو ہلاک کرنے والی ایک لڑکی ہے اور یقیناً یہ لڑکی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ممبر ہی ہو گی جو گرفتار ہونے سے بچ گئی ہے"...... صدر صاحب نے کہا۔

"جناب صدر۔ آپ کا خیال بالکل درست ہے۔ میں بھی ان حالات سے باخبر ہوں"...... کرنل سیاف نے کہا۔

"میں نے آرڈر کر دیئے تھے۔ اس وقت سے آپ بلیک سرکل کے چیف ہیں۔ آپ نے اس مجرمہ کو گرفتار کر کے لاک اپ میں ڈالنا ہے"...... صدر صاحب نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جناب صدر۔ میرے لئے یہ اعزاز کی بات ہے کہ آپ نے اس اہم عہدے کے لئے میرا انتخاب کیا ہے۔ میں آپ کے اعتماد پر پورا اتروں گا"...... کرنل سیاف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ جانتے ہیں کہ ڈیتھ سنٹر کہاں ہے"...... صدر صاحب نے کرنل سیاف سے پوچھا۔

"نو سر۔ میں نے ڈیتھ سنٹر کا نام ہی سنا ہوا ہے"...... کرنل سیاف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کی پوری تفصیل فائل میں موجود ہے۔ وہ فائل آپ کو بھجوا دی جائے گی۔ البتہ ڈیتھ سنٹر کو اوپن کرنے کے لئے جو کوڈ استعمال

ہوتا تھا وہ صرف مناؤ صاحب کو معلوم تھا اور مناؤ صاحب نے ہی اس ڈیتھ سنٹر کے سسٹم بنوائے تھے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اس ڈیتھ سنٹر کو کھولا نہیں جا سکتا اور اس کا سسٹم تبدیل بھی نہیں کیا جا سکتا"۔ صدر صاحب نے کہا۔

"سر۔ یہ تو واقعی تشویش کی بات ہے۔ اس کوڈ کا علم کسی اور کو بھی ہونا چاہئے تھا"...... کرنل سیاف نے کہا۔

"اب فوری طور پر تو کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر تبدیلی ممکن بھی ہو گی تو اس میں چند ہفتے یا چند مہینے لگ سکتے ہیں۔ فوری جو مسئلہ ہے وہ اس لیڈی سیکرٹ ایجنٹ کی گرفتاری کا ہے جس نے تنہا اتنے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ اگر وہ گرفتار نہ ہوئی تو پھر خدشہ ہے کہ وہ اپنا مشن مکمل کر لے گی"...... صدر صاحب نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"سر۔ آپ فکر نہ کریں۔ اب وہ لیڈی ایجنٹ مزید کوئی کارروائی نہیں کر سکے گی"...... کرنل سیاف نے کہا۔

"آپ مناؤ صاحب کے کافی قریب رہے ہیں اس لئے آپ فی الحال ان کا آفس سنبھال لیں کیونکہ ڈیتھ سنٹر کا سسٹم ان کے آفس میں ہے اور اس کے بارے میں تفصیلات کی فائل بھی انہی کے آفس میں ہے۔ ان کے آفس کے علاوہ آپ نے بلیک سرکل کا ہیڈکوارٹر بھی سنبھالنا ہے"...... صدر صاحب نے بارعب لہجے میں کہا۔

"جناب صدر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... کرنل سیاف نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ بیسٹ آف لک''...... صدر صاحب نے کہا اور کرنل سیاف فوراً ہی کھڑا ہو گیا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں صدر صاحب کو سلام کیا اور پھر وہ ان کے آفس سے باہر آ گیا۔ مناؤ کا دفتر پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ میں ہی تھا۔ اس نے پندرہ بیس منٹ مناؤ کے دفتر میں گزارے اور اس دوران وہاں کی ایک ایک چیز کا جائزہ لیا۔ ڈیتھ سنٹر سے متعلق فائل کو اس نے اپنے کوٹ کی جیب میں رکھ لیا اور پھر وہ وہاں سے بلیک سرکل کے ہیڈکوارٹر پہنچ گیا۔ اس کے چیف بننے کے آرڈر وہاں پہنچ چکے تھے اس لئے وہاں موجود افراد نے اسے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا لیکن رتھنا گوف کی طرح اس نے بھی کسی کے سلام کا جواب دینا گوارا نہ کیا۔ وہ ایک ماتحت کی رہنمائی میں رتھنا گوف کے آفس میں آ گیا۔ آفس بہت ہی خوبصورتی سے سجا ہوا تھا۔ وہ رتھنا گوف کی کرسی پر بیٹھ گیا اور فائلوں پر نظر دوڑانے لگا۔ ابھی اس نے صرف ایک ہی فائل دیکھی تھی کہ انٹرکام کی گھنٹی بجی۔

''کرنل سیاف اسپیکنگ''...... اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''سر۔ میں سیکورٹی آفیسر بول رہا ہوں۔ مادام لیاسی تشریف لائی ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''لیاسی آئی ہے۔ او کے۔ میری اس سے بات کراؤ''...... کرنل سیاف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''او کے سر۔ بات کیجئے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر

اگلے لمحے رسیور پر نسوانی آواز سنائی دی۔

''سر۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم صرف ٹیلی فون پر ہی بات کرنے کے لئے رہ جائیں''...... دوسری طرف سے لیاسی کی قدرے بے تکلفانہ آواز سنائی دی۔

''لیاسی۔ یہ بتاؤ کہ ہم نے کھانا ایک ساتھ کتنے دنوں سے نہیں کھایا''...... کرنل سیاف نے کہا۔

''سر۔ ہم نے آج دوپہر میں ہی تو ایک ساتھ کھانا کھایا ہے''۔ دوسری طرف سے لیاسی کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''او کے۔ تم میرے آفس آ جاؤ۔ انٹرکام کا رسیور سیکورٹی آفیسر کو دو''...... کرنل سیاف نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے سیکورٹی گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مس لیاسی کو میرے آفس میں بھیج دیں''۔ کرنل سیاف نے کہا۔

''او کے سر''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔ اس کے بعد کرنل سیاف نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک روسیاہی لڑکی مسکراتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔ یہ لیاسی تھی۔ لیاسی روسیاہی ایجنسی ٹاپ کی سپر ایجنٹ تھی اور کرنل سیاف سے اس کی دوستی تھی لیکن وہ چونکہ کرنل سیاف سے جونیئر تھی اس لئے وہ اسے سر کہہ کر مخاطب کرتی تھی۔ کمرے میں داخل ہونے کے بعد وہ کرنل سیاف کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

''سر۔ بلیک سرکل کا چیف بننے پر مبارک ہو''...... لیاسی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو۔ میں تمہیں بھی بلیک سرکل میں ٹرانسفر کر رہا ہوں کیونکہ میں تمہاری صلاحیتوں سے واقف ہوں۔ تم نے ایکریمیا، اسرائیل اور گریٹ لینڈ جیسے ملکوں میں کئی مشن کامیابی سے مکمل گئے ہیں۔ بلیک سرکل میں تم میرے ساتھ سیکنڈ چیف کے طور پر کام کرو گی''...... کرنل سیاف نے کہا تو لیاسی خوش نظر آنے لگی۔

''تھینک یو سر۔ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے''...... لیاسی نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

''لیاسی۔ ایک بات کا تم نے خیال رکھنا ہے''...... کرنل سیاف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''جی سر۔ آپ حکم فرمائیں۔ آپ کے ہر حکم کی تعمیل ہو گی''۔ لیاسی نے کہا۔

''دوست ہونے کے ناتے تم مجھ سے بے تکلفانہ گفتگو کر جاتی ہو لیکن اب ہم صرف ڈیوٹی ٹائم کے بعد دوست ہوں گے۔ اس کے علاوہ کبھی، کسی بھی وقت مجھ سے بے تکلفی کا اظہار مت کرنا۔ ہمیشہ یاد رکھنا کہ میں تمہارا باس ہوں اور تم میری ماتحت''...... اب کرنل سیاف کے لہجے میں سختی آ گئی تھی۔

''یس سر۔ مجھے احساس ہے سر''...... لیاسی نے پہلے سے زیادہ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ہم نے کتنے دنوں سے کھانا ایک ساتھ نہیں کھایا تھا اور میری اس بات پر تمہیں حیرت ہوئی تھی۔ یہ میری احتیاط پسندی تھی۔ آج کل پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران اپنے ساتھیوں سمیت روسیاہ ایک مشن پر آیا ہوا ہے۔ عمران کے بارے میں تمہیں معلوم ہوگا کہ وہ نہ صرف میک اپ کا ماہر ہے بلکہ وہ کسی بھی شخص کے لب و لہجے میں بھی بات کرنے کا فن جانتا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ فن اس کے ساتھیوں کو بھی آتا ہو اور مجھ سے بات کرنے والی لڑکی لیاسی کی جگہ عمران کی ساتھی ہو''...... کرنل سیاف نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا تو لیاسی نے طویل سانس لیا کیونکہ واقعی اسے کرنل سیاف کے اس سوال کی وجہ سمجھ نہیں آئی تھی۔

''چیف۔ سنا تو یہی گیا ہے کہ یہ فن صرف عمران کو آتا ہے لیکن ضروری ہے کہ ہم محتاط رہیں اور ہمیں یہ اعتراف کر لینے میں کوئی عار محسوس نہیں ہونا چاہئے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس وقت سیکرٹ فیلڈ میں کافی شہرت رکھتے ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں اپنی صلاحیتوں کو بھرپور طریقے سے استعمال میں لانا ہوگا۔ ہمیں فول پروف پلاننگ کرنی ہوگی''...... لیاسی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''عمران اور اس کے ساتھی گرفتار کر کے ڈیتھ سنٹر میں پہنچا دیئے گئے ہیں''...... کرنل سیاف نے کہا۔

''ڈیتھ سنٹر۔ چیف۔ یہ کہاں ہے''...... لیاسی نے کہا تو کرنل سیاف نے اسے ڈیتھ سنٹر کے بارے میں بتا دیا۔

"اوہ۔ دنیا کے عظیم ترین جاسوس کا یہ انجام۔ لیکن چیف۔ ہم دنیا کو کیسے بتا سکیں گے کہ عمران کا ہم نے کیا حشر کیا ہے"...... لیاسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈیتھ سنٹر میں کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ایک ایک لمحے کی فلم بنے گی۔ ان کے چیخنے، چلانے اور تڑپنے کے سارے مناظر سے ہم لطف اندوز ہوں گے۔ نہ صرف ہم لطف اندوز بلکہ اس فلم کی کاپیاں بنا کر ساری دنیا کو بھجوائیں گے۔ مسلم دشمن ممالک کے لئے تو یہ روسیاہ کا ایک عظیم کارنامہ ہو گا"...... کرنل سیاف نے بھی اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا تو لیاسی نے اثبات میں سر ہلایا۔

"چیف۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی گرفتار ہو چکے ہیں تو پھر یہ احتیاط پسندی"...... لیاسی نے کہا۔

"عمران کے کچھ ساتھی ابھی گرفتار نہیں ہوئے۔ خاص طور پر عمران کی ایک ساتھی لڑکی نے ہمیں بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اس نے مناؤ کو اس کے درجنوں ساتھیوں سمیت اور رتھنا گوف کو بھی انتہائی بے دردی سے قتل کیا ہے۔ اس لڑکی کی گرفتاری اور مزید ان کے ساتھی ہیں تو ان کی بھی گرفتاری ابھی باقی ہے"...... کرنل سیاف نے کہا۔

"چیف۔ مجھے اجازت دیں۔ میں اس لڑکی کو نہ صرف ہر صورت میں تلاش کر لوں گی بلکہ اسے عبرتناک موت سے بھی ہمکنار کروں گی"۔ لیاسی نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ ہم اس کے خلاف کوئی موثر کارروائی کریں“...... کرنل سیاف نے کہا۔

”یس چیف۔ آپ جو بھی حکم کریں گے میں اس پر عمل کروں گی“...... لیاسی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”اس لڑکی نے مناؤ اور رتھنا گوف پر وحشیانہ تشدد کیا ہے اور اس تشدد کے نتیجے میں لازماً مناؤ اور رتھنا گوف نے زبان کھول دی ہو گی۔ اس لڑکی نے ڈیتھ سنٹر کے بارے میں بھی معلومات حاصل کی ہوں گی۔ مناؤ کا آفس پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ میں ہے لہٰذا وہ لڑکی اس آفس تک نہیں پہنچ سکتی البتہ وہ ریڈ فورسٹ میں جائے گی۔ ہم اسے اسی ریڈ فورسٹ میں گھیر سکتے ہیں“...... کرنل سیاف نے کہا۔

”چیف۔ اگر وہ لڑکی مناؤ کے آفس سے کمپیوٹر کوڈ لئے بغیر ڈیتھ سنٹر تک گئی تو وہ محض درختوں سے سر ٹکرانے کے اور کچھ نہیں کر پائے گی اور اسے بھی اس بات کا احساس ہو گیا۔ لہٰذا وہ ہر حال میں مناؤ کے آفس میں داخل ہونے کی کوشش کرے گی“...... لیاسی نے کہا۔

”ہاں۔ اس نے یہ کوشش ضرور کرنی ہے لیکن اس کی یہ کوشش کامیاب نہیں ہو گی۔ پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ میں کسی اجنبی کا داخلہ ممکن نہیں ہے“...... کرنل سیاف نے کہا۔

”چیف۔ عمران اور اس کے ساتھی کس مشن پر روسیاہ آئے ہیں“۔ لیاسی نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

”یو اے وی نام کی ایک فائل ہے۔ یہ لوگ اسے چرانے کے

لئے آئے ہیں"...... کرنل سیاف نے کہا۔

"باس۔ پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ لڑکی اپنے ساتھیوں کو تلاش کرنے اور چھڑانے کی بجائے وہ فائل حاصل کرے اور واپس پاکیشیا چلی جائے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں ایک رائے یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مشن پر توجہ دیتی ہے"...... لیاسی نے کہا۔

"فائل کے بارے میں اب کسی کو کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔ وہ فائل اب صدر مملکت نے کسی کے حوالے کی ہے"...... کرنل سیاف نے کہا تو لیاسی نے مطمئن انداز میں سر ہلایا۔

"باس۔ اس صورت میں تو وہ لڑکی ریڈ فورسٹ میں صرف درختوں سے سر ٹکرا سکتی ہے اور تو کچھ نہیں کر سکتی"...... لیاسی نے اطمینان بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اور اب ہم نے ساری توجہ ریڈ فورسٹ کے اسی حصے پر دینی ہے جہاں ڈیتھ سنٹر کا راستہ اوپن ہوتا ہے۔ تم تیاری کر لو"۔ کرنل سیاف نے کہا۔

"او کے باس۔ میں یہاں کا جائزہ لیتی ہوں اور ساتھ ہی تیاری بھی کرتی ہوں"...... لیاسی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو کرنل سیاف نے اثبات میں سر ہلایا۔ لیاسی اس کے کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی جبکہ کرنل سیاف کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات تھے۔ اسے یقین تھا کہ وہ مناؤ اور رتھنا گوف کی قاتل لڑکی کو گرفتار کر لے گا۔

عمران، صفدر، تنویر، صدیقی، خاور اور ضیانوف ایک کمرے کے فرش پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ جس عمارت میں موجود تھے یہ ایک عجیب سی عمارت تھی اس سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا دیواریں اور چھت ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی تھیں۔ یہ اتنی مضبوط عمارت تھی کہ عمران کے اندازے کے مطابق بم بلاسٹ سے بھی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا اور ان کے پاس بم تو کیا ایک معمولی سا چاقو بھی نہیں تھا۔

عمران سمیت وہ سب راستہ تلاش کرنے میں ناکام رہے تھے۔ راستہ تو درکنار دیوار میں کہیں بھی ایک معمولی سا رخنہ بھی نہیں تھا۔ چھت اگرچہ بہت اونچی تھی لیکن چھت پر بھی کوئی جگہ ایسی نظر نہیں آ رہی تھی جہاں کوئی ہلکا سا نشان بھی ہو۔ ایک دوسرے کے کندھے پر سوار ہو کر انہوں نے چھت کو ہاتھ تو لگا لیا تھا لیکن اس کا بھی انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا۔

یہاں ہر وقت روشنی رہتی تھی جس کی وجہ سے دن، رات کا

احساس نہیں ہوتا تھا۔ ریسٹ واچ ہی انہیں بتاتی تھی کہ اب دن ہے یا رات۔ آج انہیں یہاں دوسرا دن تھا اور دن بھی اختتام پذیر ہو رہا تھا۔ دو دنوں سے انہوں نے کچھ نہیں کھایا پیا تھا۔ بھوک اور پیاس انہیں محسوس تو ہو رہی تھی لیکن اپنی مخصوص ٹریننگ کی وجہ سے وہ مزید کچھ دن بھوکے پیاسے رہ سکتے تھے۔

''عمران۔ تمہاری ریڈی میڈ کھوپڑی نے کام کیوں چھوڑ دیا ہے''۔ تنویر نے کہا۔

''ریڈی میڈ کھوپڑی بھی الجھی ہوئی باتوں کو سلجھاتی ہے۔ یہاں تو کچھ بھی الجھا ہوا نہیں ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ ہمارے چاروں طرف پتھریلی دیواریں ہیں۔ ہمارے سر پر آسمان کی بجائے پتھریلی چھت ہے جس کا دروازہ اندر سے ہے ہی نہیں۔ لہٰذا صاف بات ہے کہ جب تک ہمیں باہر سے نہیں نکالا جائے گا ہم اس جگہ سے نکل نہیں سکتے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے تو مایوسی کی بات کی ہے اور مایوسی تو گناہ ہے''...... خاور نے کہا۔

''میں نے تو تمہیں حقیقت بتائی ہے لیکن میں مایوس نہیں ہوا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ جب سب دروازے بند ہو جاتے ہیں تو اللہ کوئی نہ کوئی دروازہ کھول دیتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ان کا پروگرام کیا واقعی یہی ہے کہ ہم یہاں بھوکے پیاسے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں''...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ انہوں نے جو پروگرام مجھے دیا ہے وہ ایسا ہی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ عمارت اسی مقصد کے لئے بنائی ہوئی ہے کہ دشمنوں کو یہاں ڈال کر بھلا دیا جائے اور وہ بھوک پیاس سے مر جائیں"...... صفدر نے کہا۔
"بہت ہی نیک خیال ہے۔ اللہ تمہیں اس نیک خیال کی جزا دے گا"...... عمران نے کہا۔
"عمران صاحب۔ کسی کو بھوکے پیاسے مار دینا تو غیر انسانی سلوک ہے"...... صدیقی نے کہا۔
"بھائی میرے۔ ہم بھی تو مجرموں کی آنکھیں نکال دیتے ہیں۔ انہیں برقی بھٹی میں جلا دیتے ہیں تو کیا یہ حسن سلوک ہے"...... عمران نے کہا۔
"عمران صاحب۔ ہم تو مجرموں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے پاکیشیا سے ایک اہم فائل چوری کی ہے۔ ہم وہ فائل واپس لینے آئے ہیں۔ ہم کسی پر جارح بن کر تو نہیں آئے"...... صدیقی نے کہا۔
"یہ سوچ کا فرق ہے۔ ان کی نظروں میں اس وقت ہم مجرم ہی ہیں۔ لہذا وہ جیسا چاہیں ہمارے ساتھ سلوک کریں۔ ہم احتجاج کا حق بھی نہیں رکھتے"...... عمران نے کہا۔
"عمران صاحب۔ آپ ان باتوں کو رہنے دیں اور صرف یہاں

سے نکلنے کا کوئی طریقہ سوچیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دو تین دنوں بعد واقعی ہم یہاں بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رہے ہوں“...... صفدر نے کہا۔

”میں بہت غور و خوض کر چکا ہوں لیکن یہاں سے باہر نکلنے کا کوئی طریقہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اور میرا خیال ہے کہ کوئی طریقہ ہے بھی نہیں۔ اگر کوئی طریقہ ہوتا تو وہ ذہن میں آ چکا ہوتا“۔ عمران نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہم اذیت ناک موت کے لئے خود کو ذہنی طور پر تیار کر لیں“...... خاور نے کہا۔

”ہمیں اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ روسیاہیوں نے ہمارے شان شایان جگہ تیار کی ہے۔ باقی تو ہر جگہ سے ہم نہ صرف بچ کر نکل جاتے ہیں بلکہ اپنے دشمنوں کا شدید نقصان بھی پہنچاتے ہیں“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اور اگر یہاں ہماری موت واقع ہو گئی تو وہ بھی ہمارے شان شایان ہو گی“...... تنویر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ میں ایک بات پر بہت ہی پریشان ہوں“۔ صدیقی نے کہا۔

”صدیقی۔ ایک سیکرٹ ایجنٹ کو کسی بھی لمحے پریشان نہیں ہونا

چاہئے''...... خاور نے اس سے کہا۔

''میرے نزدیک یہ بات واقعی پریشان ہونے والی ہی ہے''۔ صدیقی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ایسی کون سی بات ہوگئی ہے جس پر تم اس قدر پریشان ہو رہے ہو''...... صفدر نے صدیقی سے کہا۔

''یہ جولیا کی وجہ سے پریشان ہے''...... عمران نے صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اور عمران صاحب۔ اس کے جواب میں آپ یہی کہیں گے کہ جولیا ان کے لئے تر نوالہ نہیں ہے''...... خاور نے کہا۔

''ہاں بالکل۔ میں تو یہی کہوں گا''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ انہوں نے ہم چھ مردوں کو بے بس کر دیا ہے۔ جولیا تو اکیلی بھی ہے اور عورت بھی ہے''...... تنویر نے کہا۔

''اس کے باوجود مجھے اللہ تعالیٰ پر یقین ہے۔ وہی جولیا کی حفاظت کرنے والا ہے''...... عمران نے کہا۔ عمران کی یہ بات سن کر سبھی خاموش ہو گئے۔ کیونکہ عمران نے بالکل درست بات کہی تھی۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ان کی باتیں دوبارہ شروع ہو گئیں۔ پھر گھڑیوں نے انہیں بتایا کہ رات آدھی سے بھی زیادہ بیت چکی ہے۔ یہاں بیڈ اور دیگر فرنیچر کسی بھی کمرے میں نہیں تھا۔ البتہ قالین موجود تھے اور انہوں نے اس کمرے میں ایک قالین نیچے بچھا لیا تھا

اور دوسرا قالین وہ اوپر ڈال لیتے تھے۔ روسیاہ سرد ترین ملک تھا لیکن اس بلڈنگ میں سردی کم ہی محسوس ہوتی تھی اور ڈبل قالین کے استعمال کی وجہ سے تو انہیں سردی کا احساس بالکل نہیں ہوتا تھا۔ نصف رات گزرنے کے بعد وہ سب سونے کے لئے لیٹ گئے لیکن نیند ان سے کوسوں دور تھی۔ انہیں بھوک کی وجہ سے نیند نہیں آ رہی تھی پھر وہ سبھی جولیا کی وجہ سے پریشان بھی تھے۔ ان میں عمران ہی ایسا تھا جو نہ تو جولیا کی وجہ سے پریشان دکھائی دیتا تھا اور نہ ہی بھوک پیاس اس کے چہرے سے عیاں ہو رہی تھی۔ اسے اب بھی جلد ہی نیند آ گئی تھی اور لگتا تھا کہ وہ گھوڑے بیچ کر سو رہا ہے۔

''عمران جیسے مضبوط اعصاب کے مالک شاید ہی اس دنیا میں کوئی دوسرا انسان ہو گا''...... تنویر نے دل میں سوچا۔ عمران ساری رات گہری نیند سویا رہا جبکہ باقی سب کو کم کم نیند آئی تھی۔

''یہاں پانی تو میسر نہیں ہے۔ تیمم کر کے سب نماز پڑھ لو۔ قاضی صفدر سعید صاحب جماعت کرا دیں گے''...... صبح کی نماز کے وقت عمران نے کہا اور پھر ان سب نے نماز باجماعت ادا کی۔

''ضیانوف۔ تم بہت کمزوری محسوس کر رہے ہو''...... نماز کے بعد عمران نے ضیانوف سے کہا۔

''نو سر۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے''...... ضیانوف نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس کے چہرے سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ بہت زیادہ کمزور ہو گیا ہے۔

''ضیانوف۔ ہم نے آخری سانس تک لڑنا ہے۔ بحیثیت مسلمان
را ایمان ہے کہ اللہ نے ہماری جتنی سانسیں لکھی ہیں انہیں کوئی
قت کم یا زیادہ نہیں کر سکتی''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ میں جانتا ہوں اور اس بات پر یقین بھی رکھتا ہوں۔ آپ
ری فکر نہ کریں۔ مجھے کچھ نہیں ہو گا۔ بس یہ سوچیں کہ ہم نے یہاں
سے کیسے نکلنا ہے''...... ضیانوف نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''آج ہم سب مل کر نئے عزم اور نئے حوصلے کے ساتھ یہاں
سے نکلنے کا راستہ تلاش کرتے ہیں''...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب
یواروں پر ہاتھ مار مار کر دیکھنے لگے۔ وہ سارا دن یہی کام کرتے
ہے۔ جب وہ تھک جاتے تو کچھ دیر آرام کر لیتے اور کچھ دیر کے
آرام کے بعد دوبارہ راستے کی تلاش کا کام شروع کر دیتے لیکن وہ
ھی تمام دن گزر گیا۔ گھڑیوں نے انہیں بتا دیا کہ اب اگلی رات ہو
گئی ہے۔ بھوک اور تھکاوٹ کی وجہ سے وہ نڈھال ہو چکے تھے۔
ضیانوف تو شام سے ہی فرش پر لیٹ گا تھا۔ اب اس میں اتنی طاقت
نہیں تھی کہ وہ اٹھ کر بیٹھ سکتا۔ اس کا چہرہ بالکل مرجھا گیا تھا۔
ضیانوف کی حالت دیکھ کر ان سب کو احساس ہو رہا تھا کہ آئندہ چند
گھنٹوں میں یا ایک آدھ دن میں ان کا بھی یہی حال ہو گا اور وہ واقعی
ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دے دیں گے۔ ضیانوف کی حالت دیکھ کر
عمران جیسے آدمی کی آنکھوں میں بھی تفکرات کی پرچھائیاں نظر آ رہی
تھیں۔

مناؤ کے آفس میں جا کر کمپیوٹر کے ذریعے ڈیتھ سنٹر کا راستہ اوپن کئے بغیر ریڈ فورسٹ جانا بے کار تھا۔ جولیا کا سارا دن گزر گیا تھا لیکن اسے مناؤ کے آفس جانے کا کوئی بھی طریقہ سمجھ نہیں آ رہا تھا اور کمپیوٹر کوڈ بھی اسے معلوم نہیں تھا۔ عمران اور دیگر ساتھیوں کو ڈیتھ سنٹر میں آج تیسرا دن تھا۔ گویا وہ تین دن سے بھوکے اور پیاسے تھے۔ جولیا انتہائی بے چین ہو رہی تھی۔ اس کے ساتھی موت کی وادی میں پھنس چکے تھے اور ابھی ان کا مشن بھی ادھورا تھا۔ انہوں نے ایک ہفتے کے اندر اندر فائل واپس پہنچانی تھی ورنہ پاکیشیا کی بدنامی ہوتی اور دیگر بہت سے مسائل پاکیشیا کے لئے پیدا ہو جانے تھے۔ لیکن فائل کے بارے میں بھی اسے کہیں سے کوئی کلیو نہیں مل رہا تھا۔

جولیا نے مقامی میک اپ کر لیا تھا۔ اس میک اپ میں وہ ادھیڑ عمر روسیاہی عورت لگ رہی تھی۔ اس وقت جولیا ایک سپر مارکیٹ کے سامنے کھڑی ہوئی تھی کہ مارکیٹ سے باہر نکلتی ہوئی ایک لڑکی کو دیکھ کر

چونک پڑی۔ اس لڑکی کو اس نے دوپہر کے وقت پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس کی کار پر سبز رنگ کی نمبر پلیٹ نہیں تھی۔ گویا یہ اس لڑکی کی ذاتی کار تھی۔ اسے کار میں بیٹھتے دیکھ کر جولیا جلدی سے سڑک پر آ گئی۔ فٹ پاتھ کے قریب ہی ایک خالی ٹیکسی کھڑی ہوئی تھی۔ وہ جلدی سے اس ٹیکسی میں بیٹھ گئی۔

"کہاں جائیں گی مادام"...... ٹیکسی ڈرائیور نے پیچھے مڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے کہیں نہیں جانا۔ میری بیٹی کو کہیں جانا ہے اور اس نے کہاں جانا ہے یہ مجھے معلوم نہیں۔ یہی معلوم کرنے کے لئے میں تمہاری ٹیکسی میں آ بیٹھی ہوں۔ تم سمجھے کہ نہیں سمجھے"...... جولیا نے کہا۔

"نو مادام۔ میں بالکل نہیں سمجھا"...... اس نے انکار کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"احمق ہو تم بھی۔ میں نے اس کا تعاقب کرنا ہے۔ وہ دیکھو مارکیٹ سے سفید رنگ کی کار باہر آ رہی ہے۔ تم نے اس کے پیچھے پیچھے چلنا ہے"...... جولیا نے کہا تو ڈرائیور نے اس کار کی طرف دیکھا۔

"مادام۔ کسی کا تعاقب۔ یہ تو بہت بری بات ہے"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

"بری بات کے بچے۔ میں اس کی ماں ہوں۔ مجھے معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کہاں کہاں جاتی ہے اور میں تمہیں کرائے کے ساتھ

ساتھ انعام بھی دوں گی"...... جولیا نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"یس یس مادام۔ بالکل۔ یہ آپ کا حق ہے کہ آپ کو معلوم ہو کہ آپ کی بیٹی کہاں کہاں جاتی ہے"...... انعام کا سن کر ڈرائیور نے فوراً ہی خوش ہوتے ہوئے کہا ور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیکسی بھی آگے بڑھائی۔

"مادام۔ ایک بات کہوں۔ آپ برا تو نہیں مانیں گی"...... ٹیکسی ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے اندازہ ہے کہ تم نے کیا بکواس کرنی ہے۔ بہرحال کہو کیا بات ہے"...... جولیا نے کہا۔

"جب آپ نوجوان تھیں تو کیا آپ کے ماں باپ کو معلوم ہوتا تھا کہ آپ کہاں کہاں جاتی ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"میرا اندازہ صحیح نکلا۔ مجھے تم سے اسی بکواس کی امید تھی۔ میری یہ بیٹی ایک غلط شخص سے دوستی لگا بیٹھی ہے۔ لیکن جوانی، دیوانی کے مصداق اسے اس بات کا احساس نہیں ہے کہ اس کا بوائے فرینڈ کریمنل ہے۔ میں تمام معلومات اکٹھی کر کے پولیس کو دوں گی اور اپنی بیٹی کو اس کریمنل سے بچاؤں گی۔ سمجھے تم۔ یا کسی اور طریقے سے سمجھاؤں"...... جولیا نے کہا۔

"سمجھ گیا مادام۔ بالکل سمجھ گیا۔ آپ بالکل ٹھیک کر رہی ہیں"۔ ڈرائیور نے اس مرتبہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا پھر اس کی تمام تر توجہ اس سفید کار کی طرف ہوگئی جس کا وہ تعاقب کر رہا تھا۔ کچھ

دیر کے بعد وہ سفید کار ہلز کالونی میں داخل ہو گئی۔ ہلز کالونی سرکاری ملازمین کے لئے بنائی گئی تھی۔ سفید کار ایک کوٹھی کے گیٹ پر رکتے ہوئے دکھائی دی۔

"رفتار آہستہ کر لو اور آگے بڑھتے رہو"...... جولیا نے ڈرائیور کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔ ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا۔ جب ٹیکسی سفید کار کے قریب سے گزری تو اس کوٹھی کا گیٹ کھل چکا تھا اور گیٹ پر دو سیکورٹی گارڈ دکھائی دے رہے تھے۔ گیٹ پر ون زیرو ون لکھا ہوا نظر آ رہا تھا۔

"مادام۔ اب کیا کرنا ہے"...... کچھ دور آگے آ جانے کے بعد ڈرائیور نے جولیا سے پوچھا۔

"بس۔ مجھے یہیں اتار دو"...... جولیا نے کہا تو ڈرائیور نے ٹیکسی روک لی۔ جولیا نے میٹر دیکھا اور ڈرائیور کو ڈبل کرایہ دے دیا۔ ڈرائیور ڈبل کرایہ پا کر بہت ہی خوش ہوا۔ اس نے جولیا کو سلام کیا اور پھر ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔ جب ٹیکسی جولیا کی نظروں سے دور ہو گئی تو جولیا واپس مڑی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی نمبر زیرو ون زیرو کے گیٹ کے قریب سے گزری۔ اب اسے گیٹ پر لکھی ہوئی نیم پلیٹ بھی دکھائی دی۔ نیم پلیٹ پر جارجینا لکھا ہوا تھا۔ نام کے نیچے پی اے ٹو مشیر خاص آف صدر مملکت لکھا ہوا تھا۔ جولیا کو اور تو کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے جارجینا کو ہی چیک کرنے کا فیصلہ کیا۔ بعض اوقات باس کو اتنا کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا جتنا اس کی سیکرٹری اور پی

اے وغیرہ کو معلوم ہوتا تھا اور اس کی وجہ یہ ہوتی تھی کہ آفیسر تو تبدیل ہوتے رہتے تھے لیکن سیکرٹری اور پی اے تبدیل نہیں ہوتے تھے۔ چند قدم آگے جا کر جولیا ایک بار پھر واپس مڑی اور اس نے ون زیرو ون کی ڈور بیل کا بٹن پریس کیا۔ اگلے ہی لمحے گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھل گئی اور دو سیکورٹی گارڈ دکھائی دیئے۔ ایک نے ذیلی کھڑکی کھولی تھی اور دوسرا اس کے پیچھے کھڑا تھا۔

"یس مادام"...... سیکورٹی گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جارجینا موجود ہے"...... جولیا نے اس سے پوچھا۔

"جی ہاں۔ مادام موجود ہیں"...... سیکورٹی گارڈ نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس سے کہو کہ اس کی وہ ٹیچر آئی ہے جس سے وہ بہت محبت کرتی تھی"...... جولیا نے کہا

"مادام۔ آپ کا نام"...... سیکورٹی گارڈ نے اس سے نام پوچھا۔

"نام ہی تو نہیں بتانا۔ تم بس اتنا ہی پیغام دو"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"او کے مادام"...... سیکورٹی گارڈ نے کہا اور پھر وہ گارڈ روم کی طرف چلا گیا جبکہ دوسرا سیکورٹی گارڈ وہیں کھڑا رہا۔ ایک ڈیڑھ منٹ بعد وہ سیکورٹی گارڈ واپس آ گیا۔

"آیئے مادام"...... اس نے جولیا سے کہا تو جولیا کوٹھی میں داخل ہو گئی۔ پھر وہ سیکورٹی گارڈ کے پیچھے چلنے لگی۔

"مادام کی طبیعت کچھ خراب ہے اس لئے وہ آپ سے بیڈ روم میں ملیں گی۔ ٹیچر کا سن کر انہوں نے آپ کو ملاقات کے لئے بلا لیا ہے۔ آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو مادام اس سے قطعاً نہ ملتیں"۔ سیکورٹی گارڈ نے کمروں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو جولیا نے صرف اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔ کمروں کے قریب پہنچ کر سیکورٹی گارڈ ایک دروازے پر رک گیا اور پھر اس نے دروازے پر دستک دی۔

"یس"...... اندر سے ایک آواز آئی۔

"مادام۔ تشریف لے جائیں"...... سیکورٹی گارڈ نے کہا تو جولیا نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا اور جولیا کمرے میں داخل ہو گئی۔ کمرہ انتہائی خوبصورت انداز میں سجا ہوا تھا۔ جہازی سائز کے بیڈ پر وہی لڑکی لیٹی ہوئی تھیش جس کا تعاقب کرتے ہوئے وہ یہاں تک آئی تھی۔ جولیا کو دیکھ کر وہ اٹھ بیٹھی۔

"آپ۔ آپ میری ٹیچر ہیں لیکن میں نے آپ کو پہچانا نہیں"۔ جارجینا نے جولیا کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے۔ سکول کے زمانے میں تو تم مجھ سے بہت محبت کرتی تھیں۔ اب پہچان بھی نہیں رہی ہو"...... جولیا نے کہا۔

"ویری سوری۔ میں نے واقعی آپ کو نہیں پہچانا"...... جارجینا نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"اگر تم نے نہیں پہچانا تو پھر اس ملاقات کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں واپس چلی جاتی ہوں۔ او کے۔ گڈ بائی"...... جولیا نے مایوس سے

لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازے کی طرف مڑی۔
"سنیں سنیں۔ آپ یہاں میرے قریب بیٹھیں۔ میں آپ کو دیکھ کر یاد کرنے کی کوشش کرتی ہوں"...... جارجینا نے کہا تو جولیا رک گئی۔ اس نے جارجینا کی طرف دیکھا اور پھر اس کے ساتھ بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی۔

"میں سکول کے زمانے کو اپنے تصور میں لاتی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے یاد آ جائیں گی"...... جارجینا نے اس مرتبہ مسکراتے ہوء کہا اور پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ آنکھیں بند کر کے اس نے جولیا کے لئے بہت آسانی پیدا کر دی تھی۔ جولیا نے فوراً ہی ایک ہاتھ اس کے منہ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ کا مکا اس کی کنپٹی پر رسید کر دیا۔ چونکہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف نظر نہیں آ رہا تھا اس لئے اس کے چیخنے کی آواز اس کے سیکورٹی گارڈ تک جا سکتی تھی۔

جارجینا کی کنپٹی پر پڑنے والا ایک ہی مکا اس کے لئے کافی رہا تھا۔ وہ بے ہوش ہو کر بیڈ پر گر گئی۔ جولیا نے فوراً ہی اس کی نبض دیکھی۔ نبض کے مطابق وہ ایک گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتی تھی۔ اس کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد جولیا مین گیٹ پر آ گئی جہاں دو سیکورٹی گارڈ موجود تھے۔ جولیا کو آتے دیکھ کر وہ دونوں ہی کھڑے ہو گئے۔

"جارجینا کی طبیعت تو بہت خراب ہے اور تمہیں پتا ہی نہیں۔ آؤ میرے ساتھ۔ اسے اٹھا کر یہاں کھلی فضا میں لے آؤ"...... جولیا نے

سخت لہجے میں سیکورٹی گارڈز سے کہا تو وہ گھبرا سے گئے۔ جولیا اتنا کہہ کر واپس کمروں کی طرف بڑھی۔ وہ جارجینا کے بیڈ روم میں داخل ہوئی تو اس کے پیچھے دونوں سیکورٹی گارڈ بھی کمرے میں آ گئے۔

"اوہ۔ یہ تو بے ہوش ہو گئی ہے۔ ابھی تو یہ ہوش میں تھی"۔ جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔ جارجینا کو بے ہوش دیکھ کر دونوں سیکورٹی گارڈ پریشان سے ہو گئے اور انہوں نے سوالیہ انداز میں جولیا کی طرف دکھا۔

"تم اسے اٹھا کر باہر لے چلو"...... جولیا نے ایک سیکورٹی گارڈ سے کہا تو وہ بیڈ کی طرف بڑھا۔ وہ جارجینا کو اٹھانے لگا جبکہ دوسرا سیکورٹی گارڈ بھی ان دونوں کی طرف متوجہ تھا۔ جولیا نے بہت سکون کے ساتھ اپنا مشین پسٹل نکالا اور اپنے قریب کھڑے ہوئے سیکورٹی گارڈ کے سر کے پچھلے حصے میں ایک زور دار ضرب لگائی۔ اس کے لئے ایک ہی ضرب کافی ثابت ہوئی۔ وہ ریت کی خالی ہوتی ہوئی بوری کی مانند نیچے گرتا چلا گیا۔ مشین پسٹل کا دستہ لگنے کی وجہ سے اس کی جو چیخ بلند ہوئی تھی اس چیخ کو سن کر اس کے ساتھی نے تیزی سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ جارجیا کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا چکا تھا لیکن اپنے ساتھی کو بے ہوش ہو کر گرتے دیکھ کر جارجینا اس کے ہاتھوں سے نکل گئی لیکن اس سے پہلے کہ وہ حرکت میں آتا، جولیا اس کے سر پر پہنچ گئی۔ اس کے بھی سر پر مشین پسٹل کا دستہ لگا اور وہ چیخ مارتا ہوا فرش پر گر گیا۔ فرش پر گرتے ہی اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ

گئے۔ وہ بھی بے ہوش ہو چکا تھا۔ ان دونوں کو بے ہوش کرنے میں صرف چند سیکنڈ صرف ہوئے تھے۔ جولیا نے کمرے میں نظریں دوڑائیں لیکن کمرے میں کوئی کام کی چیز نظر نہ آئی۔ وہ اس کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں آئی پھر اسے سٹور روم سے رسی مل گئی۔ رسی لے کر وہ جارجینا کے بیڈ روم میں واپس آ گئی۔ وہ تینوں ابھی تک بے ہوش ہی تھے۔ جولیا نے پہلے دونوں سیکورٹی گارڈز کو باندھا پھر باقی بچ جانے والی رسی کاٹی اور جارجینا کو بھی باندھ دیا۔ میز پر پانی کی بوتل رکھی ہوئی تھی۔ جولیا نے وہ بوتل اٹھائی اور جارجینا کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارنے لگی۔ تھوڑی ہی دیر میں جارجینا کو ہوش آ گیا۔ ہوش میں آنے کے بعد وہ جولیا کو حیرت اور خوف کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ دیکھنے لگی۔

"جارجینا۔ پہلے تو یہ جان لو کہ میں تمہاری ٹیچر نہیں ہوں"۔ جولیا نے کہا۔

"پھر۔ پھر۔ تت۔ تم کون ہو"...... جارجینا نے خوف کی وجہ سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا باس مناؤ اپنے فارم پر اپنے بہت سے مسلح آدمیوں کے ہمراہ مارا گیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"آں۔ ہاں۔ ہاں۔ مجھے معلوم ہے"...... جارجینا نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پھر تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ ان سب کو اور بلیک سرکل کے

چیف رتھنا گوف کو صرف ایک لڑکی نے ہلاک کیا ہے“...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے۔ وہ عورت بہت ہی خطرناک اور ظالم ہے“...... جارجینا نے کہا۔

”میں وہی عورت ہوں۔ جو بھی شخص، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، میرا حکم نہیں مانتا میں اسے انتہائی بے دردی سے مار ڈالتی ہوں۔ اگر تم اپنی آنکھوں سے اس کا تجربہ کرنا چاہو تو میں ابھی تمہیں تجربہ کرائے دیتی ہوں“...... جولیا نے اس مرتبہ سرد لہجے میں کا تو جارجینا کے جسم میں سرد لہر دوڑ گئی۔

”کک۔ کک۔ کیسے“...... جولیا کی بات سن کر جارجینا کی رنگت خوف سے زرد پڑ گئی تھی۔

”یہ دیکھو۔ یہ تمہارے سیکورٹی گارڈز ہیں جو تمہارے گیٹ پر ڈیوٹی دے رہے تھے“...... جولیا نے سیکورٹی گارڈ کو سامنے کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ کک۔ کیا۔ تم نے انہیں مار ڈالا“...... جارجینا نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”ابھی نہیں مارا۔ انہیں تمہارے سامنے ماروں گی“...... جولیا نے بدستور سرد لہجے میں کہا اور اس کے بعد اس نے ایک سیکورٹی گارڈ کے سر پر گولیاں مار دیں۔ اس کے سر میں کئی سوراخ ہو گئے اور اس کی چیخ بلند ہوئی اور وہ بندھا ہونے کے باوجود تڑپنے لگا۔ جولیا کی یہ

کارروائی دیکھ کر جارجینا کی آنکھیں خوف سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔

”دیکھا۔ میں اپنے دشمن کا کیسا انجام کرتی ہوں۔ میری نظر میں میرے دشمن کیڑے مکوڑوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے“...... جولیا نے سفا کانہ لہجے میں کہا تو جارجینا اور زیادہ خوفزدہ دکھائی دینے لگی۔

”لیکن اگر تم نے میرے ساتھ تعاون کیا اور میرے سوالوں کے جواب دیئے تو میں تمہیں زندہ چھوڑ جاؤں گی“...... جولیا نے اس مرتبہ نسبتاً نرم لہجے میں کہا۔

”پپ۔ پپ۔ پوچھو۔ مم۔ مجھے معلوم ہوا تو میں ضرور بتاؤں گی“...... جارجینا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”ڈیتھ سنٹر اوپن کرنے کا کوڈ ایک تو مناؤ کو معلوم تھا اور اس کے بعد تمہیں معلوم ہے“...... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ بس اتفاق سے مجھے معلوم ہو گیا تھا۔ مناؤ صاحب اور کوئی دوسرا آدمی یہ بات نہیں جانتا کہ مجھے یہ کوڈ معلوم ہے۔ اب اگر میں نے کسی کو بتایا تو مجھے گولی مار دی جائے گی“...... جارجینا نے کہا۔

”فکر نہ کرو۔ میں نے کسی کو بتانا نہیں ہے۔ تم کوڈ بتاؤ“...... جولیا نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا تو جارجینا نے اسے کوڈ بتا دیا۔

”تمہیں یہ کوڈ کیسے معلوم ہو گیا تھا“...... جارجینا سے کوڈ سننے کے بعد جولیا نے اس سے پوچھا۔

”کچھ عرصہ قبل میں ان کی دراز میں سے فائلیں نکال رہی تھیں تو

انہوں نے میرے سامنے کمپیوٹر پر یہ کوڈ نمبرز پریس کئے تھے۔ میری یادداشت بہت اچھی ہے۔ میں نے کوڈ نمبرز ذہن نشین کر لئے پھر میں انہیں روزانہ دوہراتی بھی رہتی تھی۔ مناؤ صاحب کو معلوم ہی نہیں تھا کہ جب وہ یہ کوڈ پریس کر رہے تھے تو میری توجہ ان کی طرف تھی اور نہ ہی انہیں اس بات کا اندازہ تھا کہ میری یادداشت اتنی اچھی ہے۔ پھر اس کوڈ کے ذریعے کمپیوٹر پر ڈیتھ سنٹر کی فائل بھی میں نے چیک کی ہوئی ہے۔ مجھے تمام تفصیلات معلوم ہیں"...... جارجینا نے کہا اور اس نے جولیا کو بتا دیں۔

"مناؤ کے مرنے کے بعد اب اس کی سیٹ پر کون آیا ہے"۔ جولیا نے جارجینا سے پوچھا۔

"عارضی طور پر کرنل سیاف نے آفس سنبھالا ہے۔ وہ کچھ وقت ہمارے آفس کو دے گا۔ صدر مملکت نے اسے بلیک سرکل کا چیف بنا دیا ہے"...... جارجینا نے کہا

"تمہاری دفتری مصروفیات کیا ہیں"...... جولیا نے کہا تو جارجینا نے اسے اپنے دفتری مصروفیات بتا دیں۔

"تمہارا آئی ڈی کارڈ اور سروس کارڈ کہاں ہے"...... جولیا نے جارجینا سے پوچھا۔

"وہ میرے ہینڈ بیگ میں ہے"...... جارجینا نے کہا اور پھر اس نے سائیڈ ٹیبل کی طرف دیکھا جہاں اس کا ہینڈ بیگ رکھا ہوا تھا۔ جولیا نے بھی اس کے ہینڈ بیگ کی طرف دیکھا۔

''جارجینا۔ اگر تم اس وقت اپنے آفس میں جانا چاہو تو کیسے جاؤ گی''...... جولیا نے کہا۔

''اس وقت صرف باس کیٹیگری کے لوگ آفس میں جا سکتے ہیں۔ باقی سٹاف کا اس وقت آفس میں جانا کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے۔ سیکورٹی کو سختی سے ہدایت ہے کہ اگر اس وقت کوئی ملازم اپنے آفس میں داخل ہونا چاہے تو اسے بغیر وارننگ گولی مار دی جائے۔ یہ پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ ہے اور یہاں کی سیکورٹی کے متعلق تو تم جانتی ہی ہو گی''...... جارجینا نے کہا۔

''ان سیکورٹی گارڈز کی ڈیوٹی ٹائمنگ کیا ہیں''...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد جولیا نے جارجینا سے کہا۔

''ان کی بارہ گھنٹے کی ڈیوٹی ہوتی ہے۔ روزانہ چھ بجے سیکورٹی گارڈ تبدیل ہوتے ہیں۔ رات کو اس ایریا میں آرمی بھی موجود ہوتی ہے''۔ جارجینا نے کہا۔

''ہونہہ۔ اب یہ بتاؤ کہ بلیک سرکل نے پاکیشیا سے جو فائل چرا کر مناؤ کو دی تھی وہ فائل اس وقت کہاں ہے''...... جولیا نے جارجینا سے پوچھا۔

''وہ فائل مناؤ صاحب نے پہلے کے لیبارٹری بھجوائی تھی اور پھر وہاں سے واپس منگوا کر صدر صاحب کے آفس میں جمع کرا دی تھی۔ اب وہ فائل صدر صاحب کے پاس ہی ہے''...... جارجینا نے کہا۔

''یہ لوگ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اس قدر خوفزدہ ہیں کہ ہر چیز

صدارتی آفس میں رکھ کر اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔ لیکن صدارتی آفس میں بھی یہ چیزیں محفوظ نہیں رہیں گی"...... جولیا نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ جارجینا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

اب مزید کوئی ایسی بات نہیں رہ گئی تھی جو وہ جارجینا سے پوچھتی۔ اس نے جارجینا کو طویل بے ہوشی کا انجکشن لگانے کا فیصلہ کیا۔ یہ انجکشن اس کے ہینڈ بیگ میں موجود تھا۔ اس انجکشن کا اثر کم از کم دس گھنٹے تک رہتا تھا۔ اس نے انجکشن تیار کر کے جارجینا اور دوسرے سیکورٹی گارڈ کو لگا دیا۔ جارجینا کو دہشت زدہ کرنے کے لئے ایک سیکورٹی گارڈ کو مارنا جولیا کی مجبوری تھی۔ اگر وہ اسے نہ مارتی تو پھر جارجینا پر تشدد کرنا پڑتا اور اسے مارنا بھی پڑتا اور اب چونکہ اس نے تمام معلومات حاصل کر لی تھیں اس لئے ان دونوں کی ہلاکت ضروری نہیں تھی اور جب ان کی ہلاکت ضروری نہیں تھی تو جولیا نے انہیں طویل وقت کے لئے بے ہوش کرنے کا ہی فیصلہ کیا۔ دونوں کو بے ہوشی کا انجکشن لگانے کے بعد جولیا نے سیکورٹی گارڈ کی رسی کاٹ کر اسے لاش سے الگ کیا اور پھر اسے گھسیٹتی ہوئی سٹور روم میں آ گئی۔ اس نے سیکورٹی گارڈ کو سٹور روم میں ڈالا اور پھر واپس بیڈ روم میں آئی۔ اب اس نے جارجینا کو کاندھے پر اٹھایا اور اسے بھی سٹور میں ڈال آئی۔ سب سے آخر میں اس نے سیکورٹی گارڈ کی لاش بھی سٹور روم میں ہی ڈال دی۔ اس کے بعد اس نے سٹور روم کو باہر سے

تالا لگا دیا۔ بیڈ روم میں مارے جانے والے سیکورٹی گارڈ کے خون سے قالین خراب ہو گیا تھا۔ جولیا نے وہ خون بھی صاف کر دیا کیونکہ اب جولیا کو وہاں صبح تک رہنا تھا۔ خون صاف کرنے کے بعد اس نے جارجینا کا میک اپ بھی کر لیا۔ اب وہ کافی حد تک مطمئن ہو چکی تھی۔ اسے اگلا تمام دن مصروف گزارنا تھا اس لئے اس نے سوچا کہ وہ دو تین گھنٹے نیند کر لے۔ یہ سوچ کر اس نے دروازہ اندر سے بند کیا اور سو گئی۔

صبح جلد ہی اس کی آنکھ کھل گئی۔ سب سے پہلے اس نے سٹور روم چیک کیا۔ سٹور روم کو باہر سے تالا لگا ہوا تھا۔ اس نے تالا کھول کر اندر جھانکا۔ جارجینا اور سیکورٹی گارڈ موجود ہی تھے۔ دوسرے سیکورٹی گارڈ کی لاش بھی ویسے ہی پڑی ہوئی تھی۔ یعنی حالات معمول کے مطابق تھے۔ آفس ٹائم کے مطابق وہ مکمل تیاری کے ساتھ آفس روانہ ہو گئی۔ اس نے سیکیڈ ام گولی بھی کھا لی تھی جس کی وجہ سے اس کا گلا خراب ہو گیا تھا اور آواز بیٹھ گئی تھی۔ اسے زکام بھی بہت زیادہ ہو رہا تھا۔ وہ کچھ ہی دیر میں آفس پہنچ گئی۔

"مادام۔ آپ کی طبیعت خراب ہے۔ اس حالت میں آپ کو دفتر نہیں آنا چاہئے تھا"...... آفس سپرنٹنڈنٹ نے اس کی حالت دیکھی تو کہا۔

"سر۔ مجھے ایک ضروری لیٹر ٹائپ کرنا ہے۔ کرنل صاحب کی سخت ہدایت تھی کہ یہ لیٹر آج لازماً ٹائپ کیا جائے۔ میں وہ لیٹر ٹائپ کر

لوں پھر چھٹی لے لوں گی"...... جولیا نے کہا اور پھر اسے کھانسی ہو گئی۔

"او کے۔ آپ جلدی سے یہ کام کریں اور چھٹی کریں۔ آپ کے فلو سے دوسرے متاثر ہو سکتے ہیں"...... سپرنٹنڈنٹ نے کہا۔

"یس سر"...... جولیا نے کہا اور پھر وہ جارجینا کے آفس میں آ گئی۔ اس نے واقعی ایک لیٹر ٹائپ کیا اور پھر وہ مناؤ کے آفس میں آ گئی۔ جارجینا نے اسے بتایا تھا کہ آج کرنل سیاف نے دفتر نہیں آنا۔ جارجینا چونکہ اب کرنل سیاف کی پرسنل اسسٹنٹ تھی اس لئے وہ آفس میں بلا روک ٹوک آتی تھی۔ جولیا اس آفس میں داخل ہوئی تو کسی نے اس بات کا نوٹس نہیں لیا۔ جولیا مناؤ کی کرسی پر بیٹھی اور کمپیوٹر آن کر لیا۔ اس کے چہرے پر معمولی سے جوش کے تاثرات بھی نہیں تھے۔ وہ بہت پرسکون نظر آ رہی تھی۔ اس دوران اگر دفتر کا کوئی اور اہلکار آ جاتا تو وہ یہی سمجھتا کہ جولیا آفس کے ہی کسی کام میں مصروف ہے۔ جولیا نے پرسکون رہتے ہوئے اپنا کام مکمل کیا اور پھر وہ اٹھ کر آفس سپرنٹنڈنٹ کے کمرے میں آ گئی۔

"یس مادام جارجینا۔ آپ نے لیٹر ٹائپ کر لیا"...... جولیا کو دیکھ کر آفس سپرنٹنڈنٹ نے پوچھا۔

"یس سر۔ اور اب طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی ہے"...... جولیا نے کھانستے ہوئے کہا۔

"او کے۔ اب آپ جا سکتی ہیں اور جب تک آپ مکمل صحت

یاب نہ ہو جائیں۔ آپ آرام کریں۔ دفتر آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ جانتی ہیں کہ فلو سے دوسرے لوگ جلد متاثر ہوتے ہیں''...... آفس سپرنٹنڈنٹ نے کہا۔

''یس سر۔ تھینک یو۔ آج کرنل صاحب نے دفتر نہیں آنا لیکن اگر وہ آ جائیں تو انہیں لیٹر کے بارے میں بتا دیجئے گا۔ سنا ہے کہ کرنل سیاف صاحب رتھنا گوف سے زیادہ سنگدل اور ظالم انسان ہیں''۔ جولیا نے کہا۔

''ہوتا رہے۔ اس نے کون سا مستقل اس آفس میں رہنا ہے۔ دو چار دن کی بات ہے پھر صدر مملکت کسی نہ کسی کو اس سیٹ پر تعینات کر دیں گے''...... آفس سپرنٹنڈنٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جولیا نے اسے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا اور پھر وہ کمرے سے باہر آ گئی۔

پھر تقریباً ایک گھنٹے کے بعد مکمل تیاری کے ساتھ جولیا ریڈ فورسٹ کی طرف جا رہی تھی۔ اس نے جارجینا کا میک اپ ختم کر دیا تھا۔ اب وہ اپنی اصلی شکل میں تھی لیکن تھوڑی سی تبدیلیوں کے ساتھ۔ اسے اندازہ تھا کہ اس جنگل میں اس کا سامنا بلیک سرکل سے ہو سکتا ہے اس لئے اس کے پاس ضروری اسلحہ موجود تھا اور چونکہ اس نے کچھ سفر جنگل میں بھی کرنا تھا اس لئے وہ جنگل میں سفر کرنے والی مخصوص جیپ پر ریڈ جنگل جا رہی تھی۔ جیپ بڑے سائز کی تھی تا کہ واپسی پر اس کے ساتھی بھی اس جیپ میں سوار ہو سکیں۔ تقریباً ڈیڑھ

گھنٹے کے سفر کے بعد وہ ریڈ فورسٹ میں پہنچ گئی۔ ڈیتھ سنٹر کی تفصیلات بھی چونکہ اس نے جارجینا سے پوچھ لی تھیں اس لئے اسے جنگل میں بھی سفر کرتے ہوئے کوئی مشکل پیش نہیں آ رہی تھی۔ ڈرائیونگ کے دوران وہ تینوں اطراف میں غور سے دیکھ رہی تھی۔ جنگل میں داخل ہوتے ہی اس نے مشین پسٹل بھی نکال لیا تھا۔ پھر جنگل میں اسے دور سے ہی ایک چھوٹی سی پہاڑی نظر آ گئی جو سرخ پتھروں کی تھی۔ اس پہاڑی پر نظر پڑتے ہی جولیا خوش ہو گئی کیونکہ وہ اپنی منزل پر پہنچ چکی تھی۔ وہ پہاڑی کو دیکھ کر خوش ہو رہی تھی کہ جنگل ایک خوفناک دھماکے سے تھرا اٹھا۔ اس دھماکے کے ساتھ ہی جولیا کی جیپ بے قابو ہو کر ایک درخت کی طرف بڑھی اور پھر جیپ زور دار انداز میں درخت سے ٹکرا گئی۔

رات بہت زیادہ سیاہ تھی۔ آسمان پر گہرے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے جس کی وجہ سے جنگل اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ کرنل سیاف اور لیاسی اپنے درجنوں ساتھیوں کے ساتھ ریڈ فورسٹ میں درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ یہاں آنے کے بعد انہوں نے سب سے پہلے ڈیتھ سنٹر کی طرف جانے والا راستہ چیک کیا تھا۔ راستہ بدستور بند تھا اور اس بات کا انہیں یقین تھا کہ یہ راستہ کسی سے بھی کسی طرح اوپن نہیں ہوسکتا۔

''رات تقریباً گزر چکی ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ ابھی تک نہیں آئے''...... کرنل سیاف نے لیاسی سے کہا۔ وہ دونوں ایک ہی درخت بیٹھے تھے اور اب کچھ تھکاوٹ بھی محسوس کر رہے تھے جبکہ انہیں نیند بھی ستانے لگی تھی۔

''باس۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں تک آئے ہوں اور اس راستے سے سر ٹکرانے کے بعد مایوس ہو کر واپس چلے

گئے ہوں''...... لیاسی نے اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ممکن ہے لیکن یہ سوچ کر ہم اس جگہ کو چھوڑ بھی نہیں سکتے۔ ہمیں اس وقت تک اس جگہ کی نگرانی کرنی ہے جب تک کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی روسیاہ میں موجودگی کا امکان ہے''...... کرنل سیاف نے کہا۔

''یس سر۔ آپ بالکل درست کہہ رہے ہیں''...... لیاسی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں ٹہنے پر لیٹنے لگا ہوں۔ اگر پاکیشیائی ایجنٹ آ جائیں تو مجھے جگا دینا''...... کرنل سیاف نے لیاسی سے کہا اور پھر وہ اسی ٹہنے پر لیٹ گیا جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا۔ ٹہنا کافی چوڑا تھا اور پھر انہیں ٹریننگ بھی تھی اس لئے ٹہنے پر لیٹتے ہی اسے نیند آ گئی۔ نیند تو لیاسی کو بھی آ رہی تھی لیکن اب وہ سو نہیں سکتی تھی۔ ان دونوں میں سے ایک کا جاگنا بہت ضروری تھا۔

آسمان پر گہرے سیاہ بادل بدستور چھائے ہوئے تھے لیکن ہلکے سے اجالے نے انہیں بتایا کہ صبح ہو چکی ہے۔ ہلکا سا اجالا ہوتے ہی پرندوں کی چہچہاہٹ بھی شروع ہو گئی تھی۔ پرندوں کی آوازوں کی وجہ سے کرنل سیاف بھی بیدار ہو گیا۔ بیدار ہونے کے بعد اس نے اپنا سیل فون نکالا اور اپنے ہیڈکوارٹر کال کرنے لگا۔ اس نے ہیڈکوارٹر کے سیکورٹی انچارج سے حالات دریافت کئے۔ سیکورٹی انچارج نے بتایا کہ یہاں کے حالات نارمل ہی ہیں۔ اب اس کے چہرے پر بے

زاری کے تاثرات تھے۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں اور خاص طور پر لیڈی ایجنٹ کے انتظار میں تھے اور وہ ابھی تک آئی نہیں تھی۔ انتظار کرنل سیاف کو بور کر دیتا تھا اس لئے اب وہ بے زار ہو رہا تھا۔ ناشتہ بھی اس نے بے دلی سے کیا تھا۔

"معلوم نہیں کس وقت آئیں پاکیشیائی ایجنٹ۔ آفس کے بہت سے کام ابھی کرنے باقی ہیں"...... کافی دیر تک خاموش بیٹھے رہنے کے بعد کرنل سیاف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیاسی نے اس کی طرف دیکھا اور پھر اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ کرنل سیاف کے سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ لیاسی کا کھلا ہوا منہ بند ہو گیا اور کرنل سیاف نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سیل فون سیٹ نکال لیا۔

"کرنل سیاف دی چیف آف بلیک سرکل"...... اس نے سیٹ کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔ اس کے بعد وہ دوسری طرف کی بات سننے لگا۔

"او کے۔ میں خود آ رہا ہوں"...... کرنل سیاف نے کہا اور پھر اس نے سیٹ کان سے ہٹا لیا۔

"صدر مملکت کے مشیر خاص کے دفتر کی پی اے اپنے گھر میں بے ہوش پائی گئی ہے۔ اس کا ایک سیکورٹی گارڈ مردہ حالت میں ملا ہے اور دوسرا بے ہوشی کی حالت میں جبکہ دوسری طرف پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ کے سپر نٹنڈنٹ کا کہنا ہے کہ آج جارجینا آفس آئی تھی اور طبیعت کی خرابی کی وجہ سے تھوڑی ہی دیر بعد واپس چلی گئی"...... کرنل

سیاف نے لیاسی سے کہا۔

''اوہ۔ باس یہ یقیناً اس پاکیشیائی لیڈی سیکرٹ ایجنٹ کا کام ہے''...... لیاسی نے کہا۔

''ہاں۔ میں اب پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ جا رہا ہوں۔تم نے یہاں ہوشیار رہنا ہے''...... کرنل سیاف نے کہا۔

''او کے باس۔ میں یہاں موجود ہوں اور میری خواہش ہے کہ پاکیشیائی لیڈی ایجنٹ یہاں آئے۔ میں اپنے ہاتھوں سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لئے بے تاب ہوں''...... لیاسی نے کہا۔

''اگر یہاں پاکیشیائی ایجنٹ آ جائیں تو تم نے جوش سے نہیں بلکہ ہوش سے کام لینا ہے۔ جوش میں بعض اوقات انسان غلطی کر جاتا ہے''...... کرنل سیاف نے درخت سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔آپ کی ہدایت پر عمل کیا جائے گا''...... لیاسی نے کہا اور اس دوران کرنل سیاف درخت سے نیچے اتر کر اس طرف بڑھنے لگا جہاں کچھ فاصلے پر ان کی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ جب کرنل سیاف نظروں سے اوجھل ہو گیا تو لیاسی نے اپنے ساتھیوں پر نظر دوڑائی۔ جس طرح وہ ہوشیار تھی اسی طرح اس کے تمام ساتھی بھی ہوشیار تھے۔

کرنل سیاف کو گئے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ ہوا ہو گا کہ لیاسی چونک پڑی۔ اس کے کانوں میں کسی جیپ کی آواز سنائی دی۔ وہ غور کرنے لگی کہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ جلد ہی اسے سمت کا اندازہ

ہو گیا۔ سمت کا اندازہ کرنے کے بعد لیاسی نے ایک شاخ کے ساتھ لپٹی ہوئی دوربین اتاری اور اس طرف دیکھنے لگی جس طرف سے جیپ کی آواز آ رہی تھی۔ پھر چند لمحوں بعد اسے جیپ بھی نظر آ گئی۔ یہ جنگل میں سفر کرنے کے لئے استعمال ہونے والی مخصوص جیپ تھی اور اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک روسیاہی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔

"یہ یقیناً پاکیشائی لیڈی ایجنٹ ہی ہے۔ یہ جارجینا سے کوئی خاص بات معلوم کرنے کے بعد یہاں آئی ہے"...... لیاسی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہوشیار۔ دشمن لڑکی آ رہی ہے لیکن اس کا شکار میں خود کروں گی"...... لیاسی نے اپنے ساتھیوں سے دھیمی آواز میں کہا پھر اس نے دوربین شاخ پر رکھ کر دوسری شاخ پر رکھا ہوا اپنا بیگ کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹی سی لیکن جدید ساخت کی گن نکال لی۔ اس کے بعد اس کی نظریں اس طرف جم گئیں جس طرف سے جیپ کی آواز آ رہی تھی۔

چند لمحوں بعد جیپ ان کی نظروں میں آ گئی۔ جیپ سست روی سے چلتی ہوئی ان کے قریب آ گئی تو لیاسی نے گن کے ٹریگر پر انگلی رکھی اور ٹریگر دبا دیا۔ جنگل کی فضا گولی چلنے کی آواز سے تھرا اٹھی۔ لیاسی نے جیپ کے اگلے ٹائر کا نشانہ لیا تھا۔ اس کا نشانہ بہت ہی پختہ تھا۔ گولی ٹائر میں جا لگی تو ٹائر برسٹ ہو گیا اور جیپ قریبی درخت سے ٹکرا گئی۔ جیپ ایک دھماکے سے درخت سے جا ٹکرائی تھی

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی ہوئی لڑکی اچھل کر جیپ سے نیچے جا گری اور لیاسی کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے جیپ سے نیچے گرنے والی لڑکی کا نشانہ لیا اور ٹریگر پر انگلی کا دباؤ ڈالا اور فضا ایک اور دھماکے سے گونج اٹھی۔

جولیا ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں سمجھ گئی تھی کہ اس کی جیپ کے اگلے ٹائر کو گولی کا نشانہ بنایا گیا ہے اس لئے جیسے ہی جیپ درخت سے ٹکرائی وہ اچھل کر جیپ سے نیچے جا گری۔ جیپ میں بیٹھے رہنا نہایت ہی خطرناک تھا۔ جیپ سے نیچے گرتے ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے کروٹ بھی بدل لی کیونکہ اسے یقین تھا کہ اس کے زمین پر گرتے ہی اس پر فائرنگ بھی ہونی ہے اور ایسا ہی ہوا۔ جیسے ہی اس نے کروٹ بدلی اسے دھماکے کی آواز سنائی دی اور جہاں وہ ایک لمحہ پہلے موجود تھی وہاں گولی آ لگی۔ اس کے بعد وہ بجلی کی سی تیزی سے کروٹیں بدلتے ہوئے تھوڑے سے فاصلے پر موجود جھاڑیوں تک پہنچ گئی۔

کروٹیں بدلنے کے دوران ہی اسے مختلف درختوں پر کچھ لوگ نظر آ گئے تھے۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تو موجود تھا لیکن اس دوران کسی نے فائرنگ نہیں کی۔ جولیا کو چونکہ پہلے سے ہی اس قسم

کے حالات درپیش آنے کی امید تھی اس لئے وہ ذہنی طور پر تیار تھی۔ جھاڑیوں کے قریب پہنچ کر وہ جھاڑیوں میں داخل نہیں ہوئی۔ وہ تیزی سے جمپ لگا کر اٹھی اور پھر وہ فضا میں بلند ہوتی گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کا مشین پسٹل والا ہاتھ سیدھا ہوا۔ اس نے ٹریگر پر دباؤ ڈالا تو کئی آدمیوں کی چیخیں بلند ہوئی اور وہ پکے ہوئے پھل کی مانند درخت سے نیچے گرے اور تڑپنے لگے۔ اس نے پہلے ہی حملے میں پانچ چھ افراد کو مار گرایا تھا۔ اسے مختلف درختوں پر اور بھی کئی مسلح آدمی دکھائی دیئے تھے۔

''فائر''...... جولیا کو اچانک ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی جنگل تیز فائرنگ کی آواز سے گونجنے لگا لیکن جولیا کے قدموں نے جیسے ہی زمین کو چھوا اور پھر اگلے ہی لمحے وہ ایک بار پھر فضا میں بلند ہوئی اور اس کے مشین پسٹل سے بے آواز شعلے نکلنے لگے۔ اس بار بھی کئی افراد اس کی گولیوں کا نشانہ بن گئے۔ اس پر بھی مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی لیکن وہ بجلی بنی ہوئی تھی۔ اس کی چشم تصور میں عمران، صفدر، تنویر، خاور، صدیقی اور ضیانوف کے زرد چہرے تھے۔ بھوک پیاس سے نڈھال آج ان کا چوتھا دن تھا۔ اگر آج وہ دشمنوں سے مار کھا جاتی تو اس کے ساتھیوں کے بچنے کی ایک فیصد بھی امید نہ رہتی۔ اس نے ہر حال میں اپنے ساتھیوں کی زندگی بچانی تھی اور اس خیال نے اسے برق بنا دیا تھا۔ دشمن اس پر فائرنگ کرتے تو وہ پلک جھپکنے سے قبل وہاں سے غائب ہو کر دوسری جگہ پہنچ

چکی ہوتی۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ چھلانگ لگاتے وقت وہ اپنے مخالفین پر فائرنگ بھی کرتی۔ اس کی فائرنگ کی زد میں آ کر مزید دو تین افراد درختوں سے نیچے گرتے اور تڑپنے لگتے۔ اس کے دشمن بہت تیزی سے کم ہوتے جا رہے تھے پھر اس کی نظر ایک ایسے درخت پر پڑی جس پر ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس لڑکی کے ایک ہاتھ میں مشین گن جبکہ دوسرے ہاتھ میں سیل فون تھا۔ جولیا نے اسے دیکھ کر اندازہ لگایا کہ یہ لیاسی ہے جسے کرنل سیاف نے بلیک سرکل کا سیکنڈ چیف بنایا تھا۔ وہ اسے وقت اپنے سیل فون پر کسی کے نمبر پریس کر رہی تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ فون کر کے امداد حاصل کرنا چاہتی ہے۔ امداد جولیا اور اس کے ساتھیوں کے لئے نہایت ہی خطرناک ثابت ہوسکتی تھی لہٰذا جولیا نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور کسی پرندے کی مانند اڑتی ہوئی اس درخت کی جانب بڑھی۔ درخت پر بیٹھی ہوئی لیاسی نے اسے دیکھ لیا۔ اس نے نمبر پریس کرنا چھوڑ کر اپنی گن کا رخ جولیا کی طرف کر کے فائر کر دیا جبکہ اڑتے اڑتے جولیا نے بھی اس پر فائرنگ کی تھی۔ لیاسی کی چلائی ہوئی گولی جولیا کے بالوں کو چھوتی ہوئی گزر گئی جبکہ لیاسی نے درخت سے چھلانگ لگا کر خود کو جولیا کی چلائی ہوئی گولیوں سے بچایا۔ وہ نیچے زمین پر گری تو اس کا سیل فون اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ زمین پر گرتے ہی سیل فون کی بیٹری، اس سے الگ ہوگئی۔ البتہ گن پر اس کی گرفت مضبوط تھی۔ زمین پر گرنے کے بعد اس نے تیزی سے کروٹیں بدلیں۔ اس کا

خیال تھا کہ اس پر فائرنگ ہوگئی لیکن اس کا یہ خیال درست ثابت نہ ہوا۔ اس نے دیکھا کہ جولیا اس پر فائرنگ کرنے کی بجائے اس کے ساتھیوں پر فائرنگ کر رہی تھی۔

بلیک سرکل کے اب دو تین آدمی ہی باقی بچے تھے۔ باقی سب ہلاک ہو چکے تھے۔ درختوں کے نیچے ان کی لاشیں اس طرح پڑی ہوئی تھیں جیسے آندھی کے بعد پھل درخت سے گر کر زمین پر پڑے ہوتے ہیں۔ پھر جولیا نے پلک جھپکنے سے پہلے ہی باقی بچ جانے والے افراد کا بھی خاتمہ کر دیا۔ اب صرف لیاسی بچی تھی۔ درخت سے نیچے گرنے کے بعد لیاسی نے چند کروٹیں لیں اور پھر اپنی گن کا رخ جولیا کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا لیکن جولیا نے ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں خود کو زمین پر گرا دیا۔ اس کے بعد جولیا کے مشین پسٹل سے شعلے نکلے اور لیاسی کی گن اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔ لیاسی کی دو انگلیاں بھی اڑ گئیں۔

''ہینڈز اپ لیاسی''...... جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے کھڑی ہوتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔ لیاسی، جولیا کو خونی نظروں سے دیکھتے ہوئے کھڑی ہوگئی۔ اس نے اپنے ہاتھ سر سے بلند کر لئے تھے۔

''تم کچھ بھی کر لو۔ اب تو تمہارے ساتھیوں کی لاشیں بھی ڈیتھ سنٹر سے باہر نہیں آ سکتیں''...... لیاسی نے طنزاً کہا۔

''اگر تمہیں خود پر اتنا ہی اعتماد ہے تو پھر میں تمہیں دکھاؤں گی کہ

میں اپنے ساتھیوں کو کس طرح باہر لاتی ہوں"...... جولیا نے بھی طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کے ٹریگر پر دباؤ ڈالا۔ لیاسی کے حلق سے چیخ بلند ہوئی۔ کئی گولیاں اس کے گھٹنوں پر لگی تھیں اور وہ زمین پر گر گئی تھی۔ اس کے بعد جولیا اس کے قریب آئی۔ اس نے لیاسی کے بازوؤں پر بھی یہی کارروائی دوہرائی اور اس کے بعد اس نے لیاسی کو کالر سے پکڑا اور اسے گھسیٹتی ہوئی پہاڑی کے قریب پہنچ گئی۔ اس پہاڑی سے ڈیتھ سنٹر کا راستہ اوپن ہوتا تھا۔

"تم کچھ دیر تک مرو گی نہیں۔ لہٰذا اپنی آنکھوں سے دیکھنا کہ میں کس طرح ڈیتھ سنٹر جاتی ہوں اور اپنے ساتھیوں کو باہر لے کر آتی ہوں"...... جولیا نے لیاسی کو پہاڑی کے قریب پھینکتے ہوئے کہا۔ لیاسی کی آنکھوں اور چہرے پر انتہائی کرب کے تاثرات تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے پر طنز بھی دکھائی دے رہا تھا۔

جولیا نے اسے وہیں چھوڑا اور پھر وہ پہاڑی کی طرف بڑھی۔ ایک پتھر پر لو روسیاہ لکھا ہوا تھا۔ جولیا نے دونوں ہاتھوں سے اسی پتھر کو سات بار دبایا اور پھر پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ تقریباً تیس سیکنڈ کے بعد وہ پتھر اپنی جگہ سے کھسک گیا۔ پتھر کے کھسکتے ہی وہاں ایک چھوٹا سا کیلکولیٹر دکھائی دیا۔ جولیا نے کیلکولیٹر کی سکرین کو انگوٹھے سے سات بار دبایا تو سکرین روشن ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے نمبرز پریس کئے اور ایک بار پھر پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ یہ عمل کرنے

کے بعد اس نے لیاسی کی طرف دیکھا۔ لیاسی کے چہرے پر ابھی تکلیف اور طنز کے ملے جلے تاثرات تھے۔ مزید تیس سیکنڈ گزرے ہوں گے کہ پہاڑی کا ایک بڑا پتھر اپنی جگہ سے کھسک گیا اور وہاں اتنا بڑا خلاء ہو گیا کہ ایک آدمی آسانی سے گزر سکتا تھا۔ اس خلاء کے پیدا ہوتے ہی جولیا نے مسکراتی ہوئی نظروں سے لیاسی کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں اب طنز کی بجائے حیرت کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔

جولیا اس خلاء میں داخل ہوئی۔ یہ غار نما راستہ تھا۔ تقریباً بیس قدم چلنے کے بعد سامنے پتھر کی دیوار آ گئی۔ دیوار کے بائیں کونے میں رسی کی ایک سیڑھی رکھی ہوئی تھی۔ جولیا نے دیوار کے دائیں کونے کو دس بار ٹھوکر ماری تو دیوار کے بائیں کونے کے فرش پر ایک خلاء پیدا ہو گیا۔ جولیا نے اس خلاء سے نیچے جھانکا۔ نیچے اسے ایک کمرہ دکھائی دیا۔ اس کمرے میں اس کے ساتھی موجود تھے جو حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ اوپر دیکھ رہے تھے۔ جولیا نے سیڑھی اٹھائی تو اسے معلوم ہوا کہ سیڑھی کا ایک سرا پتھروں سے چپکا ہوا ہے۔ اس نے دوسرا سرا نیچے پھینک دیا۔ سیڑھی نیچے فرش تک پہنچ گئی اور پھر چند منٹوں میں ہی اس کے تمام ساتھی اوپر آ گئے۔ ان کے چہرے بھوک اور پیاس سے مرجھا گئے تھے۔ ان میں سے صرف عمران ہی ایسا تھا جسے دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ بھوکا پیاسا نہیں ہے۔ ضیانوف بھوک اور پیاس کی وجہ سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران

اسے اپنے کندھے پر اٹھا کر لایا تھا۔

باہر آنے تک جولیا نے انہیں مختصراً تمام حالات سے بھی آگاہ کر دیا۔ ان سب نے جولیا کو اس کی بہادری پر داد دی۔ وہ پہاڑی کے باہر پہنچے تو لیاسی کی آنکھوں میں حیرت، حسرت اور مایوسی کے تاثرات ابھرے اور اس کے بعد اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔

کرنل سیاف، جارجینا سے مل کر ابھی ابھی اپنے ہیڈکوارٹر پہنچا تھا۔ جارجینا کے گھر صفائی کرنے والی عورت جارجینا کے گھر پہنچی تو اس نے خلاف معمول گیٹ پر سیکورٹی گارڈ کو موجود نہ پایا۔ اس پر اسے کافی حیرت ہوئی۔ اس نے سٹور روم کو باہر سے لاک دیکھا۔ یہ بھی اس کے لئے خلاف معمول بات تھی۔ صفائی میں کام آنے والی چیزیں سٹور میں ہی ہوتی تھیں اور وہ روزانہ سب سے پہلے سٹور میں جاتی تھی۔ جب وہ سٹور کے دروازے پر پہنچی تو فرش پر خون لگا ہوا تھا۔ خون کو دیکھ کر ملازمہ خوفزدہ ہو گئی تھی اور پھر اس نے پولیس کو اطلاع دی تھی۔

پولیس نے تالا توڑ کر جارجینا کو برآمد کیا تھا۔ یہ باتیں تو کرنل سیاف کو پولیس سے معلوم ہو گئی تھیں۔ جارجینا نے اسے بتایا تھا کہ ایک روسیاہی عورت جس نے خود کو اس کی ٹیچر ظاہر کیا تھا اس سے ملنے آئی اور پھر اس عورت نے اسے بے ہوش کر دیا اور پھر جب

اسے ہوش آیا تو وہ بندھی ہوئی تھی اور اس کے دونوں سیکورٹی گارڈ بھی اس کے بیڈ روم میں تھے اور بندھے ہوئے تھے۔ اس عورت نے ایک سیکورٹی گارڈ کو گولی مار کر اس کے سامنے ہی ہلاک کر دیا اور پھر اس سے فائل یو اے وی کے بارے میں پوچھا جس پر اس نے خوف کی حالت میں بتا دیا کہ فائل صدر مملکت کی تحویل میں ہے۔ عورت نے پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ کے بارے میں بھی اس سے معلومات حاصل کیں اور اس کے بعد اس نے جارجینا کو ایک بار پھر بے ہوش کر دیا۔ اپنے ہیڈکوارٹر واپس آتے ہوئے کرنل سیاف مسلسل یہی سوچتا آیا تھا کہ کیا اب پاکیشائی لیڈی ایجنٹ پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ میں کارروائی کرے گی لیکن ایسا ہونا ممکن نہیں تھا۔ وہ لیڈی ایجنٹ جارجینا کے میک اپ میں پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ گئی ضرور تھی لیکن وہاں سے اس نے کوئی بھی کارروائی نہیں کی تھی۔ حالات بالکل معمول کے مطابق تھے۔

''تو پھر وہ پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ کیوں گئی''...... وہ تمام راستے یہ سوچتا رہا لیکن اسے اپنے سوال کا جواب نہ ملا۔ اپنے دفتر آ کر ابھی وہ کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ اس کے سیل فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ گھنٹی بند ہو گئی۔

''نانسنس۔ مس کال کرتے ہیں''...... کرنل سیاف نے غصیلے لہجے میں کہا پھر اس نے سیل فون نکال کر دیکھا۔ یہ لیاسی کی مس کال تھی۔ لیاسی تو اس وقت بھی مس کال نہیں کرتی تھی جب وہ کرنل سیاف کی

دوست تھی اب جبکہ وہ کرنل سیاف کی ماتحت تھی۔ اس نے کیسے یہ جرأت کی تھی کہ وہ باس کو مس کال کرے۔ کرنل سیاف کو لیاسی کی اس حرکت پر غصہ تو بہت آ رہا تھا لیکن اس نے کال کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ اس حرکت پر وہ لیاسی کی خوب خبر لے گا لیکن جلد ہی کمپیوٹر نے اسے بتایا کہ اس کا مطلوبہ نمبر آف ہے۔
''یہ کیا بات ہوئی۔ ابھی تو اس کے نمبر سے مس کال آئی تھی''۔ کرنل سیاف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس نے ایک بار پھر بٹن پریس کیا۔ اب بھی اسے وہی جواب ملا تو اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔
''ضرور کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے''...... کرنل سیاف نے سوچا۔ پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور ایکشن گروپ کے انچارج کے نمبر پریس کرنے لگا۔
''راجاف اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے کال رسیو ہوتے ہی ایکشن گروپ کے انچارج کی آواز سنائی دی۔
''کرنل سیاف''...... کرنل سیاف نے کرخت لہجے میں کہا۔
''یس باس۔ حکم باس''...... اس مرتبہ دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
''تم تیار ہو کر اپنے مکمل گروپ کے ساتھ فوراً پارکنگ میں پہنچو۔ میں دو منٹ بعد وہاں پہنچ رہا ہوں''...... کرنل سیاف نے بدستور کرخت لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف کا جواب سنے بغیر اس نے

رسیور رکھ دیا۔

''لیاسی کے ساتھ کیا مسئلہ پیش آ سکتا ہے''...... کرنل سیاف نے سوچا۔ اس کے بعد اس نے پھر لیاسی کے نمبر پریس کئے لیکن اب بھی کمپیوٹر نے اسے یہی جواب دیا کہ اس کا مطلوبہ نمبر بند ہے۔ پھر ڈیڑھ منٹ بعد وہ اپنی کرسی سے کھڑا ہوا اور پارکنگ میں پہنچ گیا۔ ایکشن گروپ پہلے ہی پارکنگ میں موجود تھا۔

''ہمیں ریڈ فورسٹ جانا ہے''...... کرنل سیاف نے سخت لہجے میں راجاف سے کہا۔

''او کے باس''...... راجاف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے ایک جیپ کا فرنٹ گیٹ کھولا تو کرنل سیاف جیپ میں بیٹھ گیا۔ راجاف اس جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور پھر وہ جیپ آگے بڑھی۔ اس جیپ کے پیچھے دو جیپیں اور بھی حرکت میں آ گئیں۔ پھر تینوں جیپوں کا یہ قافلہ نہایت تیز رفتاری سے ریڈ فورسٹ پہنچ گیا۔ ڈیتھ سنٹر کے قریب پہنچ کر کرنل سیاف کا چہرہ پتھروں کی مانند سخت ہو گیا۔ اسے ہر طرف اپنے ساتھیوں کی لاشیں دکھائی دے رہی تھیں۔ ساتھیوں کی لاشوں کو دیکھتا ہوا وہ پہاڑی تک آ گیا۔ پہاڑی کے قریب ہی لیاسی کی لاش بھی پڑی ہوئی تھی۔ اس کی بے نور آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ان آنکھوں میں حیرت، مایوسی اور دکھ کے تاثرات ثبت ہو کر رہ گئے تھے۔

لیاسی کی لاش کو دیکھ کر کرنل سیاف کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ پھر

اس نے پہاڑی کی طرف دیکھا۔ پہاڑی میں اسے ایک خلاء نظر آیا جو غار کا دہانہ تھا۔ وہ اس خلاء کی طرف بڑھا۔ چند ہی لمحوں میں وہ ڈیتھ سنٹر کے دروازے تک پہنچ گیا۔ جس راستے کو وہ سب ناقابل تسخیر سمجھتے تھے وہ اس وقت کھلا ہوا تھا۔ پتھروں میں جکڑی ہوئی رسی کی سیڑھی نیچے جا رہی تھی۔

کرنل سیاف نے اپنے ہتھیلی پر اپنا مکا مارا اور اس کے بعد وہ تیزی سے باہر آ گیا۔ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں سے نکل چکے تھے اور اب فائل یو اے وی شدید خطرے میں تھی۔ جو لوگ ناممکن کام کو ممکن بنا سکتے تھے۔ پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ سے فائل بھی حاصل کر سکتے تھے۔

"راجاف۔ میں واپس جا رہا ہوں۔ تم اپنے ساتھیوں کی لاشیں اٹھا کر جلد سے جلد واپس پہنچو"...... کرنل سیاف نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ راجاف کی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اگلے ہی لمحے جیپ کو ایک جھٹکا لگا اور وہ توپ سے نکلے ہوئے گولے کی مانند آگے بڑھی۔ وہ آندھی اور طوفان کی مانند جیپ کو اڑاتا ہوا اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا۔ وہ صدر صاحب کو اس خطرے سے آگاہ کرنا چاہتا تھا۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر وہ اپنی کرسی پر بیٹھا اور پھر اس نے سرخ رنگ کے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ایک لمحے کے لئے وہ چونکا اور پھر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"کرنل سیاف اسپیکنگ"...... سرخ فون پر چونکہ صدارتی دفتر سے ہی کال آتی تھی اس لئے اس نے نرم لہجے میں کہا۔

''پی اے ٹو پریذیڈنٹ آف روسیاہ''...... دوسری طرف سے
آواز سنائی دی۔

''لیس مادام۔ فرمایئے''...... کرنل سیاف نے بدستور نرم لہجے
کہا۔

''ٹھیک دس منٹ بعد آپ کی صدر مملکت سے میٹنگ
دوسری طرف سے کہا گیا۔

''او کے۔ میں حاضر ہو رہا ہوں''...... کرنل سیاف نے کہا او
اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور جلدی سے کھڑا ہوا۔ تقریباً آٹھ
بعد اس کی جیپ صدارتی آفس پہنچ چکی تھی۔

''تشریف رکھیئے کرنل صاحب''...... وہ صدر صاحب کے س
پہنچا تو صدر صاحب نے بارعب آواز میں کہا۔

''تھینک یو سر''...... کرنل سیاف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور
کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ہمیں ملنے والی اطلاعات کے مطابق آپ کی کارکردگی اب
صفر رہی ہے۔ پاکیشیا کی ایک خاتون ایجنٹ آپ سب پر حاوی ثا
ہو رہی ہے۔ آپ کے بہت سے آدمی ریڈ فورسٹ میں مارے جا
ہیں اور ڈیتھ سنٹر سے پاکیشیائی ایجنٹ فرار ہو گئے ہیں''......
مملکت نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

''سر۔ ہمیں جو معلومات دی گئی تھیں اس کے مطابق ڈیتھ
ناقابل تسخیر تھا۔ مناؤ صاحب کے مرنے کے بعد تو اب کسی بھی ط

ڈیتھ سنٹر اوپن نہیں ہو سکتا تھا اس لئے ہم اس کی طرف سے تو مطمئن تھے۔ میں نے اپنے چند آدمی ریڈ فورسٹ میں تعینات کئے تھے اور خود یہاں پاکیشیائی لیڈی ایجنٹ کو تلاش کرتا رہا اور اس نے وہاں ڈیتھ سنٹر پر کارروائی کر دی"...... کرنل سیاف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس واقعے میں آپ قصور وار نہیں ہیں"...... صدر صاحب نے سخت لہجے میں کہا۔

"سر۔ قصور تو میرا ہی ہے کہ میں مطمئن ہو گیا اور میں نے ڈیتھ سنٹر پر توجہ نہیں دی لیکن اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اگلا ٹارگٹ میرے سامنے ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے فائل یو اے وی اڑانی ہے جو کہ آپ کے آفس میں ہے۔ اب میں نے مکمل توجہ اس فائل پر دینی ہے اور اگر وہ لوگ یہ فائل حاصل کرنے کے لئے یہاں آئے تو میں انہیں گرفتار کر لوں گا"...... کرنل سیاف نے کہا۔

"فائل اب ہمارے آفس میں نہیں ہے۔ یہ فائل ہم نے ڈاکٹر سٹارچ کے حوالے کر دی ہے کیونکہ اب اس فائل پر کام کرنے کا وقت آ گیا ہے"...... کرنل سیاف کے غلطی مان لینے کے بعد صدر صاحب نے نرم لہجے میں کہا۔

"سر۔ ڈاکٹر سٹارچ تو سٹارچ لیبارٹری کے انچارج ہیں"...... کرنل سیاف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ڈاکٹر سٹارچ ایک عظیم سائنسدان ہیں اور ان کی خدمات کو

دیکھتے ہوئے سٹارچ لیبارٹری قائم کی گئی تھی''...... صدر مملکت نے بارعب آواز میں کہا۔

''سر۔ جب تک پاکیشیائی ایجنٹ گرفتار نہیں ہو جاتے، اس لیبارٹری کی حفاظت کی ذمہ داری بلیک سرکل کے سپرد کر دی جائے''۔ کرنل سیاف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ وہاں میں نے آرمی کا ایک دستہ تعینات کر دیا ہے۔ ویسے بھی وہ ایک خفیہ لیبارٹری ہے۔ وہاں تک پہنچنا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بس کی بات نہیں۔ آپ نے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو یہاں تلاش کرنا ہے اور آج کا سورج غروب ہونے سے پہلے آپ نے مجھے ان کی گرفتاری کی رپورٹ دینی ہے''...... صدر مملکت نے اس مرتبہ تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''او کے سر۔ وہ آج رات ہونے سے پہلے گرفتار ہو جائیں گے اور انہوں نے مزاحمت کی کوشش کی تو پھر قانون کے مطابق انہیں گولی بھی مار دی جائے گی''...... کرنل سیاف نے کہا۔

''آپ کچھ بھی کریں۔ روسیاہ کے ان قومی مجرموں کو زندہ یا مردہ گرفتار ہونا چاہئے۔ رات تک یہ لوگ گرفتار نہ ہو سکے تو کل آپ کے کا کورٹ مارشل ہو جائے گا''...... صدر صاحب نے کہا۔

''او کے سر''...... کرنل سیاف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اب آپ تشریف لے جا سکتے ہیں''...... صدر صاحب نے کہا تو کرنل سیاف کرسی سے اٹھا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں صدر مملکت کو

سلام کیا اور اس کے بعد وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ پھر تقریباً دس منٹ کے بعد وہ واپس اپنے ہیڈکوارٹر پہنچ چکا تھا۔ اپنی کرسی پر بیٹھنے کے بعد اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے پورے دارالحکومت میں اپنے آدمی پھیلائے ہوئے تھے لیکن لاکھوں کی آبادی میں سے چند ایسے افراد کو تلاش کرنا آسان نہیں تھا جو میک اپ کے ماہر تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ کون سا ایسا قدم اٹھائے کہ پاکیشیائی ایجنٹ جلد سے جلد ٹریس ہو جائیں اور وہ عقاب کی مانند ان پر جھپٹ پڑے۔

وہ سوچ ہی رہا تھا کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔

''یس''...... اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ راجاف صاحب ریڈ فورسٹ سے واپس آ گئے ہیں''۔ دوسری طرف سے اس کی پی اے نے کہا۔

''اس سے کہو کہ وہ لاشوں کو ان کے ورثاء تک پہنچانے کا بندوبست کرے اور وہ خود ہیڈکوارٹر میں ہی موجود رہے''...... کرنل سیاف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''او کے باس''...... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی تو کرنل سیاف نے رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھنے کے بعد وہ ایک بار پھر سوچوں میں گم ہو گیا۔ اب بھی اسے انٹرکام کی گھنٹی نے ہی چونکایا۔

''یس''...... اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''باس۔ شلکاک کی کال ہے''...... دوسری طرف سے اس کی پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''او کے۔ کراؤ بات''...... کرنل سیاف نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ دوسرے لمحے سفید رنگ کے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''کرنل سیاف''...... اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں گولڈن کالونی میں ڈیوٹی دے رہا ہوں۔ میں نے اس کالونی کی کوٹھی بی ایٹ میں چند ایسے افراد کو داخل ہوتے دیکھا ہے جن کے چہرے زرد اور مرجھائے ہوئے ہیں۔ ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے وہ کئی دن سے بھوکے پیاسے ہوں''...... دوسری طرف سے شلکاک کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کیا ان کے ساتھ کوئی عورت بھی ہے''...... کرنل سیاف نے بے اختیار جوشیلے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ ان کے ساتھ ایک عورت بھی تھی لیکن وہ عورت فریش نظر آ رہی تھی۔ اور قومیت کے اعتبار سے وہ سوئس لگ رہی تھی''۔ شلکاک کی آواز سنائی دی۔

''شلکاک۔ یقیناً یہی لوگ ہمارے مجرم ہیں۔ تم بی ایٹ پر نظر رکھو۔ میں ابھی پہنچ رہا ہوں''...... کرنل سیاف نے اس مرتبہ اپنے مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔

''او کے باس۔ میں یہاں موجود ہوں'' ...... دوسری طرف سے شلاک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

کرنل سیاف نے کریڈل پر انگلی رکھ کر کال منقطع کی۔ دوبارہ ٹون آنے پر وہ نمبرز پریس کرنے لگا۔

''یس راجاف اسپیکنگ'' ...... دوسری طرف سے کال رسیو ہونے کے بعد آواز سنائی دی۔

''راجاف۔ تم دو منٹ کے اندر تیار ہو کر پارکنگ میں پہنچ جاؤ۔ ہم نے ریڈ پر جانا ہے'' ...... کرنل سیاف نے اپنا تعارف کرائے بغیر کرخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر مشین پسٹل کی موجودگی کا اطمینان کیا اور ایک منٹ بعد وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پارکنگ میں پہنچ گیا۔ پارکنگ میں راجاف پورے گروپ کے ساتھ پہلے سے ہی موجود تھا۔ کرنل سیاف اپنی جیپ کی طرف بڑھا تو راجاف نے دوڑ کر اس جیپ کا دروازہ کھولا۔ کرنل سیاف اپنی جیپ کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا اور راجاف ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

''تمہارے پاس گیس پسٹل موجود ہیں'' ...... جیپ اسٹارٹ ہوئی تو کرنل سیاف نے راجاف سے پوچھا۔

''یس باس۔ ہم نے مکمل تیاری کر لی ہے'' ...... راجاف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور جیپ آگے بڑھائی۔

''ہم نے گولڈن کالونی جانا ہے'' ...... جب جیپ روڈ پر آئی تو

کرنل سیاف نے کہا۔

''او کے باس''...... راجاف نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے بیک ویو مرر پر نظر ڈالی۔ بلیک سرکل کے ایکشن گروپ کی دو جیپیں ان کے پیچھے تھیں۔ ان جیپوں پر نظر ڈالنے کے بعد راجاف نے ایکسیلیٹر پر دباؤ بڑھایا تو جیپ کی رفتار یکدم تیز ہو گئی۔ پھر تقریباً بیس منٹ کے بعد بلیک سرکل کا یہ قافلہ گولڈن کالونی پہنچ گیا۔

''ہم نے بی ایٹ پر ریڈ کرنا ہے''...... جیسے ہی وہ گولڈن کالونی پہنچے تو کرنل سیاف نے راجاف سے کہا۔

''او کے باس''...... راجاف نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے جیپ بی ایٹ کے قریب روک دی۔ جیسے ہی جیپ وہاں رکی، ایک طرف سے شلکاک آتا دکھائی دیا۔ کرنل سیاف کی جیپ کے قریب آ کر اس نے کرنل سیاف کو سیلوٹ کیا لیکن کرنل سیاف نے اس کے سیلوٹ کو نظر انداز کر دیا۔

''وہ لوگ ابھی تک اندر ہی ہیں''...... کرنل سیاف نے سرد لہجے میں شلکاک سے پوچھا۔

''یس باس۔ وہ لوگ ابھی اندر ہی ہیں''...... شلکاک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''راجاف۔ اس کوٹھی کو چاروں طرف سے گھیر لو''...... کرنل سیاف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''او کے باس''...... راجاف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ

اپنے ساتھیوں کی طرف چلا گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو ہدایت دی تو اس کے کچھ ساتھی وہاں سے چلے گئے اور پھر انہوں نے بی ایٹ کو گھیر لیا۔ بی ایٹ کے دائیں بائیں کوٹھیاں تھیں۔ بلیک سرکل کے آدمی ان کوٹھیوں میں داخل ہو گئے اور انہوں نے پوزیشنیں سنبھال لیں۔ عقبی سمت میں گلی تھی۔ چار پانچ آدمی گلی میں کھڑے ہو گئے۔ راجاف نے ان کا جائزہ لیا اور پھر وہ کرنل سیاف کے قریب آ گیا۔

"باس۔ ہم نے بی ایٹ کو گھیر لیا ہے۔ بچ کر کوئی بھی نہیں نکل سکتا"...... راجاف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ اب اس کوٹھی میں گیس کیپسول فائر کرو"...... کرنل سیاف نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

کرنل سیاف کا حکم سنتے ہی راجاف ایک جیپ کی طرف بڑھا۔ اس نے جیپ میں سے گیس پسٹل اٹھایا اور اس جیپ کی چھت پر چڑھ گیا۔ پہلے اس کے منہ سے ایک تیز سیٹی کی آواز نکلی۔ یہ اس کے ساتھیوں کے لئے کاشن تھا کہ وہ اپنے سانس روک لیں۔ پھر اس نے دوسرے ہی لمحے کیپسول کوٹھی نمبر بی ایٹ میں فائر کر دیئے۔ کیپسول فائر کرنے کے بعد تقریباً ڈیڑھ منٹ تک ان سب نے سانس روکے رکھا۔

"شلکاک۔ اب تم اندر جا کر جائزہ لے کر آؤ"...... کرنل سیاف نے شلکاک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"او کے باس"...... شلکاک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ بی

ایٹ کے گیٹ پر چڑھا۔ چند لمحوں تک وہ اندر کا جائزہ لیتا رہا پھر وہ دوسری طرف کود گیا۔ پھر تقریباً دو منٹ کے بعد گیٹ کھل گیا اور شلکاک دکھائی دیا۔

"باس۔ اندر ایک کمرے میں ایک عورت اور چھ مرد بے ہوش پڑے ہیں"...... شلکاک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کی بات سنتے ہی کرنل سیاف کے چہرے پر فاتحانہ چمک پیدا ہو گئی۔

"آؤ میرے ساتھ"...... کرنل سیاف نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا اور پھر وہ گیٹ کی طرف بڑھا۔ اس کے چلنے کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے کوئی سلطنت فتح کر لی ہو۔ متکبرانہ انداز میں چلتے ہوئے وہ کمروں کے قریب پہنچ گیا۔ اس کے بہت سے مسلح ساتھی اس کے ساتھ تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور وہ انتہائی چوکنا دکھائی دے رہے تھے۔

"باس۔ وہ بے ہوش افراد اس کمرے میں ہیں"...... شلکاک نے ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ پھر وہ دروازہ کھول کر اس کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے کرنل سیاف اور پھر دیگر افراد بھی کمرے میں داخل ہو گئے۔ کمرے میں چھ مرد اور ایک عورت بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عورت سوئس نژاد دکھائی دیتی تھی۔

"ہاہاہا۔ یہ ہیں دنیا کے عظیم ترین سیکرٹ ایجنٹ جو اب چوہوں کی مانند بے بس پڑے ہوئے ہیں۔ آئے دنیا دیکھے کہ کرنل سیاف نے دنیا کے نامور سیکرٹ ایجنٹوں کو کس طرح موت کے حوالے کیا ہے۔

ہاہاہا۔ گڈ بائی عمران۔ گڈ بائی پاکیشیا سیکرٹ سروس''...... کرنل سیاف نے متکبرانہ انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ کچھ دیر تک قہقہے لگانے کے بعد وہ چند قدم پیچھے ہٹا اور پھر اس نے راجاف کی طرف دیکھا۔

''فائر''...... کرنل سیاف نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھوں نے اپنی مشینوں گنوں کا رخ بے ہوش افراد کی طرف کیا اور کمرہ فائرنگ کی تیز آواز سے گونج اٹھا۔

وہ سب ایک ہی جیپ میں سوار ہو گئے تھے۔ جولیا جیپ میں پانی کا کین لائی تھی۔ پانی سب سے پہلے ضیانوف کے منہ میں ڈالا گیا۔ چند گھونٹ پانی پینے کے بعد ضیانوف کو ہوش آ گیا تھا۔ پھر اس نے کافی سارا پانی پیا۔ اس کے بعد دوسرے ساتھیوں نے بھی پانی پیا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ راستے میں ضیانوف نے ہی بتایا تھا کہ گولڈن کالونی میں بھی اس کی ایک کوٹھی ہے اور اس وقت اس کوٹھی میں جانا بہتر ہے۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا اور ضیانوف کی بات سن کر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ کافی دیر کی تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد وہ گولڈن کالونی پہنچ گئے۔ بی ایٹ کے گیٹ کو نمبروں والا تالا لگا ہوا تھا۔ ضیانوف نے نمبر بتائے تو تنویر نے نیچے اتر کر تالا کھولا اور پھر وہ کوٹھی میں داخل ہو گئے۔ کوٹھی کے کچن میں فریج موجود تھا جو کھانے پینے کی چیزوں سے بھرا ہوا تھا۔ چونکہ وہ سب بھوکے تھے اس لئے وہ کھانے پینے کی اشیاء پر ٹوٹ پڑے۔ صرف جولیا تھی جو ایک طرف

بیٹھی انہیں کھاتے پیتے دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر میں کھانے پینے کی وہ سب اشیاء ختم ہو گئیں اور انہیں ایسے محسوس ہوا جیسے ان میں نئی جان پڑ گئی ہو۔ اب ضیانوف بھی ہشاش بشاش ہو گیا تھا۔

"خاور۔ تم چھت پر چلے جاؤ"...... کھانے پینے سے فارغ ہونے کے بعد عمران نے خاور سے کہا تو وہ خاموشی سے اٹھا اور کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"عمران صاحب۔ ہم نے فائل کی واپسی کے لئے ایک ہفتے کا وعدہ کیا ہوا ہے اور آج چوتھا دن ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہمیں معلوم تو ہے کہ فائل صدارتی آفس میں موجود ہے۔ ہم نے ہر حال میں آج وہ فائل حاصل کرنی ہے"...... تنویر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب وہ فائل وہاں بھی نہیں ہو گی"...... عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس خیال کی وجہ"...... تنویر نے کہا۔

"جارجینا برآمد ہو چکی ہو گی اور اس نے بتا دیا ہو گا کہ جولیا نے اس سے کیا کیا پوچھا ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ احتیاطاً انہوں نے فائل کہیں اور شفٹ کر دی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"عمران۔ یہ تو تم اپنا اندازہ بیان کر رہے ہو نا"...... تنویر نے کہا۔

"اور تم یہ بات اچھی طرح جانتے ہو کہ عمران صاحب کے اندازے درست ہوتے ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر فائل کے سلسلے میں کیا کیا جائے۔ ہمارا بہت سا وقت ضائع

ہو چکا ہے''..... تنویر نے کہا۔

''ہمیشہ کی طرح اللہ اب بھی ہماری مدد کرے گا اور ہمیں کامیابی سے ہمکنار کرے گا''..... عمران نے کہا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور خاور کمرے میں داخل ہوا۔ سب نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

''عمران صاحب۔ بلیک سرکل کی تین جیپیں اس کوٹھی کے قریب پہنچ چکی ہیں اور وہ لوگ اس کوٹھی کو گھیرے میں لے رہے ہیں''۔ خاور نے کہا تو وہ سبھی چونک پڑے اور ساتھ ہی ان کے ہاتھ اپنی جیبوں میں چلے گئے۔

''انہیں آنے دو۔ مجھے یقین ہے کہ وہ پہلے ہمیں بے ہوش کریں گے اور اس کے بعد اندر داخل ہوں گے۔ ہم سب نے بے ہوش ہو جانا ہے۔ اگر وہ ہمیں اٹھا کر کہیں لے جانے لگیں تو چلے جانا لیکن اگر وہ ہمیں یہیں ختم کرنے لگیں تو پھر سوائے کرنل سیاف کے باقی سب کا خاتمہ کر دینا ہے''..... عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد ان سب کی سماعت باہر لگ گئی۔ کچھ ہی دیر میں انہیں سٹک سٹک کی انتہائی مدھم آواز سنائی دی۔ یہ آواز اتنی مدھم تھی کہ اگر وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے تو انہیں یہ آواز سنائی ہی نہ دیتی۔ اس آواز کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے سانس روک لئے اور اس انداز میں فرش پر لیٹ گئے جیسے وہ بے ہوش ہو گئے ہوں۔ پھر تقریباً تین منٹ گزرے ہوں گے کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور کرنل

سیاف اپنے ساتھیوں سمیت کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے قہقہے لگائے اور متکبرانہ جملے بولے۔ وہ اس طرح خوش دکھائی دے رہا تھا جیسے اسے کوئی خزانہ مل گیا ہو۔ اس کے بعد اس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ بے ہوش افراد کو اڑا دیا جائے۔ اس کے ساتھیوں نے مشین گنیں سیدھیں کیں اور ان کی انگلیاں ٹریگر پر پہنچ گئیں لیکن اس سے پہلے وہ فائرنگ کرتے، عمران کے ساتھیوں کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور کمرہ ان کی طرف سے کی گئی فائرنگ سے گونج اٹھا۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں کرنل سیاف کے تمام ساتھی خون میں لت پت ہو کر فرش پر پڑے ہوئے دکھائی دیئے۔ اپنے ساتھیوں کو تڑپتے دیکھ کر کرنل سیاف ساکت سا ہو گیا تھا اور اس کا چہرہ بگڑ سا گیا تھا۔ چند لمحے پہلے اس کے چہرے پر جو تکبر تھا وہ اب خاک میں مل چکا تھا۔

عمران فرش سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھا اور اس نے اس کی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ عمران کے ساتھ اس کے ساتھی بھی کھڑے ہو گئے تھے۔ جب عمران، کرنل سیاف کی جیب سے مشین پسٹل نکال چکا تو پھر وہ چونکا۔

''یہ۔ یہ۔ سب۔ کک۔ کیسے ہو گیا''...... کرنل سیاف نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔ اسے اب تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کے اتنے سارے ساتھی مارے گئے ہیں اور گیس سے بے ہوش ہونے والے ہوش میں آ گئے ہیں۔

''عمران صاحب۔ اس کے ساتھی پچھلی گلی میں اور دائیں بائیں کوٹھی میں موجود ہیں۔ وہ بھی کسی وقت کوئی کارروائی کر سکتے ہیں''...... خاور نے کہا تو عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا اور پھر ضیانوف کی طرف دیکھا۔

''سر۔ یہ بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اس کوٹھی میں ایک خفیہ راستہ ہے ہم وہاں سے نکل چلتے ہیں''...... ضیانوف نے کہا۔ اس کی بات سنتے ہی عمران کا مشین پسٹل والا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس سے پہلے کہ کرنل سیاف بچنے کی کوشش کرتا، مشین پسٹل کا دستہ اس کے سر پر لگا اور اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا۔ دوسری ضرب نے اسے مکمل اندھیرے میں دھکیل دیا اور وہ لہراتا ہوا فرش پر گر گیا۔

''چلو ضیانوف۔ تنویر تم کرنل سیاف کو اٹھا لو''...... عمران نے پہلے ضیانوف اور پھر تنویر سے کہا۔ پھر پانچ منٹ بعد ہی وہ دوسری کوٹھی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ بھی گولڈن کالونی کی بی لائن تھی اور اس کوٹھی کا نمبر ٹو زیرو تھا۔

''تنویر۔ کرنل سیاف کو باندھ دو''...... عمران نے تنویر سے کہا تو ضیانوف نے اسے رسی دی اور تنویر نے اسے اپنے طریقے سے باندھ دیا۔

''اب اسے ہوش میں بھی لے آؤ''...... عمران نے کہا تو تنویر کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ چٹاخ کی تیز آواز کمرے میں گونجی اور تنویر کا پورا ہاتھ کرنل سیاف کے چہرے پر ثبت ہو گیا۔ تنویر نے ایک کے بعد

دوسرا پھر تیسرا تھپڑ اسے مارا۔ تیسرے تھپڑ پر اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ چند لمحوں بعد وہ ہوش میں آ گیا اور لاشعوری طور پر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ چونکہ بندھا ہوا تھا اس لئے اٹھ نہ سکا۔ پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک بھی پیدا ہو گئی۔

"تم۔ تم آخر ہو کیا چیز۔ تمہاری شکست فتح میں کیسے بدل جاتی ہے۔ تمہاری طرف بڑھتی ہوئی موت پلٹ کیوں جاتی ہے۔ تمہاری رکی ہوئی سانسیں کیونکر بحال ہو جاتی ہیں۔ تم کون سا ایسا جادو جانتے ہو عمران کہ حالات یکدم بدل جاتے ہیں"...... کرنل سیاف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جادو میرے مذہب میں حرام ہے۔ جادوگر کافر ہوتا ہے اس لئے میرا جادو سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا اللہ مجھے ہمیشہ جادو سے بچائے۔ جہاں تک تمہارے حیرت بھرے سوالات ہیں ان کا جواب یہی ہے کہ ہم ہمیشہ سچ کے لئے کوشش کرتے ہیں اور سچ کے لئے کوشش کرنے والے اکثر کامیاب رہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اس بار تم سچ کے لئے کام نہیں کر رہے۔ جس فائل کے پیچھے تم آئے ہو وہ فائل روسیاہ کی تھی۔ وہ روسیاہ پہنچ گئی۔ اب تم اس کے لئے کیوں آئے ہو"...... کرنل سیاف نے کہا۔

"بے شک۔ وہ فائل روسیاہ کی ہے لیکن وہ ہمیں امانتاً دی گئی تھی اور اس وقت ہم نہیں جانتے تھے کہ یہ فائل روسیاہ کی ہے۔ اگر ہمیں معلوم ہوتا تو ہم یہ فائل لینے سے انکار کر دیتے۔ جب روسیاہی

ایجنٹوں نے اس فائل کو پاکیشیا سے چرا لیا تو پھر ہمیں معلوم ہوا کہ یہ فائل روسیاہ کی تھی۔ اب ہم نے وہ فائل واپس کرنی ہے کیونکہ ہم لوگ جس طرح امانت لیتے ہیں اسی طرح واپس کرتے ہیں۔ جب ہم وہ فائل ایکریمیا کو واپس کر دیں گے تو تم ایکریمیا سے چرا لانا"۔ عمران نے طویل بات کرتے ہوئے کہا۔

"اب اس فائل کی واپسی ممکن نہیں ہے۔ بہتر یہی ہے کہ تم اپنی جانیں بچا کر واپس چلے جاؤ"...... کرنل سیاف نے کہا تو عمران کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

"تمہاری زندگی کا باب بند ہونے والا ہے اور تم ہمیں مشورہ دے رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"روسیاہ کے پاس صرف کرنل سیاف ہی تو ایجنٹ نہیں ہے۔ مجھ سے اور رتھنا گوف سے کہیں بہتر روسیاہ میں سیکرٹ ایجنٹ موجود ہیں اور ان کی تعداد درجنوں، سینکڑوں میں نہیں بلکہ ہزاروں میں ہے۔ درجنوں تو سیکرٹ ایجنسیاں ہیں۔ تم کس کس سے بچو گے"...... کرنل سیاف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہمیں کسی سے بچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں بچانے والا موجود ہے۔ تم صرف اتنا بتاؤ کہ فائل یو اے وی اس وقت کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"فائل اس وقت صدارتی آفس میں موجود ہے۔ اگر ہمت ہے تو وہاں سے جا کر چرا لو"...... کرنل سیاف نے کہا۔

"فائل صدارتی آفس میں نہیں ہے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو"۔ عمران نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا۔

"تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں"...... کرنل سیاف نے کہا۔

"تمہاری آنکھیں اور تمہارا چہرہ تمہارے چہروں کا ساتھ نہیں دے رہے۔ مجھے لفظوں کو پرکھنے اور آنکھوں کو پڑھنے کا فن آتا ہے"۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا یہ فن جھوٹا ہے۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ فائل صدارتی آفس میں ہے"...... کرنل سیاف نے کہا۔

"او کے۔ تمہاری مرضی ہے۔ میں نے تو کوشش کی ہے کہ تم پر سختی نہ کروں لیکن اب اگر تم خود ہی نہیں چاہتے تو میں کیا کر سکتا ہوں"۔ عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور پھر اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا خنجر نظر آنے لگا۔ اس چھوٹے سے خنجر کو دیکھ کر، کرنل سیاف کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

"عمران۔ غلط بات ہے۔ میرا نام کرنل سیاف ہے اور میں بلیک سرکل کا چیف ہوں۔ تم خنجر تو میرے شایان شان استعمال کرو"۔ کرنل سیاف نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کرنل سیاف۔ تم پہلے بھی متکبرانہ باتیں کر کے اس کا انجام دیکھ چکے ہو اور اب بھی ویسی ہی بات کر رہے ہو"...... عمران نے کہا اور اس کا خنجر والا ہاتھ حرکت میں آیا۔ خنجر نے کرنل سیاف کی شرٹ کاٹ

دی اور اس کا سینہ نظر آنے لگا۔ عمران نے خنجر سے اس کے سینے پر ایک طویل کٹ لگایا اور ایک جگہ وہ تھپڑ مارنے لگا۔ چند سیکنڈوں میں اس کے سینے پر ایک رگ ابھر آئی۔ عمران نے اس رگ پر بھی ایک ہلکا سا کٹ لگایا تو کرنل سیاف کو اپنے دل میں سوئی چبھنے کا احساس ہوا۔ اس کے بعد عمران نے اس رگ پر انگلی کے ہک سے ہلکی سی ضرب لگائی۔ اس ضرب کے لگتے ہی کرنل سیاف کا چہرہ بگڑ گیا۔ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ اسے ایسے محسوس ہوا تھا جیسے اس کے دل پر کسی نے خنجر مار دیا ہو اور اس کے دل کے ٹکڑے ہو گئے ہوں۔ درد سمندر کی لہروں کی طرح اس کے پورے جسم میں دوڑنے لگا۔ عمران نے چند سیکنڈ انتظار کرنے کے بعد دوبارہ ابھری ہوئی رگ پر انگلی سے ضرب لگائی تو بے اختیار کرنل سیاف کے منہ سے چیخ بلند ہوئی۔ اس کا سارا جسم پسینے میں شرابور ہو گیا اور تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ بگڑ گیا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے اس کا دل ہاتھ میں پکڑ لیا ہو اور اسے دبا رہا ہو۔ درد کی شدت سے وہ اپنا سر ادھر ادھر مارنے لگا۔ عمران نے ایک بار پھر اس کے سینے پر ابھر آنے والی رگ پر ضرب لگائی تو کرنل سیاف کی چیخیں مسلسل بلند ہونے لگیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے شعور کی چمک بھی ختم ہو گئی۔

''بتاؤ۔ فائل یو اے وی اس وقت کہاں ہے''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''فائل یو اے وی اس وقت ڈاکٹر سٹارچ کے پاس ہے''۔ کرنل

سیاف نے لاشعوری انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

''کہاں رہتا ہے ڈاکٹر سٹارچ''...... عمران نے کرنل سیاف سے ایک اور سوال پوچھا۔

''ڈاکٹر سٹارچ اپنی لیبارٹری میں رہتا ہے''...... کرنل سیاف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کی لیبارٹری کا کیا نام ہے اور وہ کہاں ہے''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''اس کی لیبارٹری کا نام سٹارچ لیبارٹری ہے اور یہ سٹارچ لیبارٹری کہاں واقع ہے اس کا علم مجھے بھی نہیں ہے''...... کرنل سیاف نے عمران کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے انداز سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے اور اس وقت وہ لاشعوری حالت میں تھا۔ ایسی حالت میں انسان کا جھوٹ بولنا ممکن نہیں تھا۔

''ڈاکٹر سٹارچ سے رابطے کا کوئی طریقہ بتاؤ''...... عمران نے بدستور سخت لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ اس سے رابطے کا کوئی طریقہ مجھے معلوم نہیں۔ سٹارچ لیبارٹری انتہائی خفیہ مقام پر ہے''...... کرنل سیاف نے انکار کی صورت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ضیانوف۔ اسے آف کر کے کہیں پھینک آؤ''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ جیسے ہی عمران کا جملہ مکمل ہوا کرنل سیاف کی چیخ بلند ہوئی۔ ضیانوف نے اس کی گردن کی ہڈی توڑ دی تھی۔ کچھ دیر تڑپنے

کے بعد کرنل سیاف ساکت ہوا تو ضیانوف نے اسے اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور اس کے بعد وہ کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

''عمران۔ یہ تو کچھ بھی نہ ہوا۔ ایسا لگتا ہے کہ ہم وہیں کھڑے ہیں جہاں سے چلے تھے''...... جولیا نے کہا۔

''ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ ہماری مطلوبہ فائل اس وقت سٹارچ لیبارٹری میں ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن سٹارچ لیبارٹری کہاں ہے یہ تو ہمیں معلوم نہیں ہے''۔ تنویر نے کہا۔

''اگر سٹارچ لیبارٹری کا وجود ہے تو یہ بھی معلوم ہو جائے گا''۔ عمران نے کہا۔

''کیا آپ کو شک ہے کہ سٹارچ لیبارٹری نہیں ہے''...... خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرے کہنے کا ہرگز مقصد یہ نہیں ہے بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا مطلوبہ ٹارگٹ جو بھی ہے اور جہاں بھی ہے انشاء اللہ ہم اس تک لازماً پہنچیں گے اور صرف اس کیس میں ہی نہیں بلکہ آئندہ بھی''...... عمران نے کہا۔ عمران کی بات سن کر ان سب نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔

''پھر اب آپ سٹارچ لیبارٹری کیسے ٹریس کریں گے''...... صدیقی نے عمران سے پوچھا۔

اگر میں نہ ہوتا اور تمہیں سٹارچ لیبارٹری ٹریس کرنی پڑ جاتی تو تم

کیا کرتے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہم سائنس منسٹری کا آدمی تلاش کرتے اور اس سے معلومات حاصل کرتے"...... صفدر نے کہا۔

"تو کیا تم نے مجھے کند ذہن سمجھ لیا ہے کہ مجھے یہ خیال نہیں آ سکتا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہم جانتے ہیں کہ آپ ہم سب سے جینئس ہیں"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر تم جانتے ہو تو پھر یہ بات جولیا کو بھی بتا دو۔ وہ بے چاری اس بات سے لاعلم ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہمارے درمیان جو مقصد کی باتیں ہو رہی ہیں تم وہی باتیں کرو۔ فضول باتوں کی ضرورت نہیں ہے"۔ جولیا نے سخت لہجے میں کہا

"افسوس کہ تمہیں آج تک میرا مقصد ہی سمجھ نہیں آیا"...... عمران نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ وزارت سائنس و ٹیکنالوجی کے سیکرٹری کو لازماً معلوم ہوگا کہ سٹارچ لیبارٹری کہاں ہے"...... صفدر نے گفتگو کو واپس موضوع کی طرف لاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ہمیشہ اپنا ہی خیال رہتا ہے۔ کچھ تو مجھ غریب کا خیال بھی کر لو"...... عمران نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کا خیال۔ مگر کیسے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر تم نکاح کا خطبہ یاد کر لو تو میرا بھلا ہو جائے گا کہ نہیں''۔ عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ نکاح کا خطبہ یاد کرنا میرے لئے کیوں ضروری ہے۔ آپ کسی نکاح خواں سے رابطہ کیوں نہیں کر لیتے''...... اس مرتبہ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اللہ کے بندے۔ ہم جن حالات میں رہتے ہیں۔ کیا نکاح خواں ان حالات میں نکاح پڑھا سکتا ہے۔ ذرا تصور کرو کہ ایک طرف گولیاں چل رہی ہوں۔ ڈز ڈز۔ تڑتڑتڑ۔ اور دوسری طرف جولیا دلہن بنی بیٹھی ہو۔ گولیاں چلنے کی آواز سن کر تو جولیا کو بھی جوش آ جائے گا۔ نکاح خواں پوچھے گا۔ بیٹی بعوض شرعی حق مہر علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) ولد سر عبدالرحمٰن قبول ہے۔ جولیا جواب میں کہے گی مولوی صاحب ایک منٹ ٹھہریں میں دو تین بندے مار آؤں پھر جواب دیتی ہوں تو ایسی صورت میں نکاح خواں یا تو بے ہوش ہو جائے گا یا پھر بھاگ جائے گا''...... عمران نے کہا تو سوائے تنویر کے باقی سب ہنسنے لگے۔ جولیا کے چہرے پر بھی بہت گہری مسکراہٹ آ گئی تھی۔

''عمران۔ تم پکے شیطان ہو''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر کا منہ بگڑ گیا لیکن وہ خاموش رہا۔

''اچھا۔ اب ایک اور سچویشن ذہن میں لاؤ۔ ہم سب دشمنوں کی گولیوں کا شکار ہو چکے ہیں اور ہمارے بچنے کی ایک فیصد بھی امید

نہیں۔ بس ہماری آخری سانسیں چل رہی ہیں۔ ایسے وقت میں تو میں اپنا جنازہ جائز کرانا چاہوں گا۔ ایسے موقع پر بھی کوئی نکاح خواں نکاح پڑھانے نہیں آئے گا صرف تمہی میرے کام آؤ گے“...... عمران نے کہا۔

”صفدر۔ عمران صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اب تمہیں نکاح کا خطبہ یاد کر لینا چاہیئے“...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

”صفدر کو نکاح کا خطبہ یاد کر لینا چاہیئے۔ بڑا آیا عمران کا چمچہ“۔ تنویر نے منہ چڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے اس طرح بولنے پر سب نے ہی قہقہہ لگایا اور ان کا یہ قہقہہ کافی طویل ثابت ہوا۔ سب کو اس طرح ہنستے دیکھ کر تنویر جھینپ سا گیا اور اس نے منہ بھی بنا لیا۔

”عمران صاحب۔ آپ غالباً ضیانوف کی واپسی کا انتظار کر رہے ہیں“...... جب سب دل کھول کر ہنس چکے تو صدیقی نے عمران سے پوچھا۔

”روسیاہی منسٹری آف سائنس وٹیکنالوجی کی سیکرٹری ایک خاتون ہے۔ جس کا نام مادام شیلاشی ہے اور وہ آفیسرز کالونی کی کوٹھی نمبر سی نائن میں رہتی ہے“...... عمران نے کہا۔

”اگر وہ عورت ہے تو میں اس کے گھر جا کر اس سے پوچھ گچھ کر لوں گی“...... جولیا نے کہا۔

”ثابت ہو گیا کہ سیانے سچ کہتے ہیں کہ عورت ہی عورت کی دشمن ہوتی ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہم بہت ہنس چکے ہیں۔ اب مزید ہنسنے کی گنجائش نہیں ہے۔ پلیز سنجیدہ ہی رہیں"...... صفدر نے کہا۔

"صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ تم نے بہت وقت ضائع کر دیا ہے۔ اب مزید وقت ضائع کرنے کی گنجائش نہیں ہے"...... جولیا نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا۔

"اچھا بھئی۔ تم سب مجھ معصوم کے خلاف ایکا کر لیتے ہو"۔ عمران نے مسکین سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

"اب اس طرح کی ادائیں نہ دکھاؤ اور یہ بتاؤ کہ کرنا کیا ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"جو کچھ کرنا ہے تم نے کرنا ہے۔ میں بے چارہ کیا کر سکتا ہوں"...... عمران نے معصوم سی شکل بنا کر کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ میں نے کیا کرنا ہے"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم نے اپنا فرض ادا کرنا ہے۔ اچھے بھائیوں کی طرح بہن کو رخصت کرنا ہے"...... عمران نے کہا تو تنویر کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔

"بس۔ آئندہ تم نے مجھ سے بات نہیں کرنی"...... تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"لو جی۔ بھلائی کا دور ہی نہیں رہا۔ کسی کو نیک مشورہ دو تو وہ گلے پڑ جاتا ہے"...... عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔ اس

کی یہ بات سن کر تنویر ایک جھٹکے سے اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔
"تم اس بے چارے کو ہمیشہ ناراض کر دیتے ہو"...... جولیا نے بھی غصے سے کہا۔ جبکہ صفدر بھی اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ وہ تنویر کو منانے گیا تھا۔ چند منٹوں بعد صفدر، تنویر کو منا کر لے آیا لیکن تنویر کا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔
"عمران۔ اب اگر تم نے تنویر کو تنگ کیا تو میں تمہیں شوٹ کر دوں گی"...... جولیا نے غصے سے کہا۔
"بہن کو بھائی کا کتنا خیال ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تنویر کی حالت کے پیش نظر اس نے یہ بات بلند آواز میں نہیں کہی تھی۔ صدیقی اس کے قریب بیٹھا ہوا تھا اس نے تو سن لی تھی لیکن کسی اور کو اس کی بڑبڑاہٹ کی سمجھ نہیں آئی تھی۔
"کیا کہا ہے تم نے"...... جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل بھی نکال لیا۔
"مم۔ مم۔ میں نے تو کچھ نہیں کہا۔ میں تمہارے آرڈر کے خلاف بول سکتا ہوں"...... عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔
"عمران صاحب۔ ضیانوف کو گئے ہوئے کافی دیر نہیں ہو گئی"۔ صفدر نے عمران کی توجہ ضیانوف کی طرف کرتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ یہ بات تو میں بھی سوچ رہا ہوں۔ کہیں وہ کسی مشکل میں نہ پھنس گیا ہو"...... عمران نے کہا۔
"عمران۔ میں تو جاتی ہوں شیلاشی کی طرف۔ چار بج چکے ہیں۔

آفس سے تو اسے چھٹی ہو چکی ہو گی“...... جولیا نے کہا۔

”چار بجے شیلاشی دفتر سے چھٹی کرتی ہے اور چھ بجے وہ فلیش کھیلنے کوئین فلیش کلب جاتی ہے۔ اس کلب کے اردگرد اسے گھیرا جا سکتا ہے“...... عمران نے جولیا سے کہا۔

”تم نے اس کے معمولات کے بارے میں کب اور کیسے معلومات حاصل کر لیں“...... جولیا نے کہا۔

”شکی عورتوں کی طرح مجھ پر شک مت کرو جولیا۔ میں جب پاکیشیا سے روانہ ہو رہا تھا تو میں نے روسیاہ منسٹری آف سائنس کے چند آفیسرز کے بارے میں معلومات حاصل کر لی تھیں“...... عمران نے کسی اداکار کے انداز میں بولتے ہوئے کہا تو جولیا اسے گھور کر دیکھنے لگی۔

”عمران صاحب۔ کلب میں تو اس کے ساتھ اس کی سیکورٹی ہو گی اور آج کل تو سیکورٹی ہائی الرٹ ہو گی۔ انہیں بھی اندازہ ہو گا کہ ہم شیلاشی تک پہنچ سکتے ہیں“...... صدیقی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ سیکورٹی تو ہو گی لیکن سیکورٹی کے خوف کی وجہ سے ہم اپنی کارروائی تو نہیں روک سکتے“...... تنویر نے کہا۔

”کارروائی تو کسی بھی وجہ سے نہیں روکی جا سکتی۔ اب یہ بتاؤ کہ جولیا کے ساتھ کون جائے گا“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ جولیا کے ساتھ میں چلا جاتا ہوں“...... صفدر نے عمران سے کہا۔

''ہاں۔ تم چلے جاؤ۔ ایجاب وقبول بھی تو تمہی نے کرانے ہیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ایجاب وقبول۔ کیا مطلب''...... جولیا نے حیران ہو کر کہا جبکہ تنویر نے منہ بنا لیا۔

''کچھ نہیں۔ بس تم صفدر کے ساتھ چلی جاؤ۔ میں ضیانوف سے رابطہ کرتا ہوں''...... عمران نے کہا۔ پھر اس نے اپنی جیب سے سیل فون نکال لیا۔ ان کے پہلے سیل فونز تو بلیک سرکل نے نکال لئے تھے۔ اب ڈیتھ سنٹر سے واپس آ کر ضیانوف نئے سیٹ لے آیا تھا اور عمران نے بلیک زیرو کو کہہ کر ان سیٹوں کو ایکٹو کرا لیا تھا۔ جولیا اور صفدر تو کمرے سے باہر نکل گئے جبکہ عمران ضیانوف کے نمبر پریس کرنے لگا لیکن جلد ہی کمپیوٹر نے اسے بتا دیا کہ اس کا مطلوبہ نمبر آف ہے۔

''لگتا ہے ضیانوف ایک بار پھر پھنس چکا ہے''...... عمران نے سیل فون واپس جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اگر وہ پھنس چکا ہے تو پھر ہم بھی خطرے میں ہیں''...... خاور نے کہا۔

''تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ہم نے یہ رہائش فوری تبدیل کرنی ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے کھڑے ہوتے دیکھ کر تنویر، خاور اور صدیقی بھی کھڑے ہو گئے۔

ضیانوف نے کار ایک گلی کی نکڑ پر روکی۔ یہ کوٹھیوں کی عقبی گلی تھی۔ گلی میں کوڑے کے ڈرم رکھے تھے اور گٹروں کے ڈھکن دکھائی دے رہے تھے۔ گلی کی دونوں جانب رہائشی کوٹھیوں کے عقبی دروازے تھے۔ کار روکنے کے بعد ضیانوف نے آگے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ اپنی تسلی کر لینے کے بعد ضیانوف کار سے نیچے اترا۔ اس نے پچھلا دروازہ کھولا اور کرنل سیاف کی لاش کو باہر کھینچ لیا۔ اس کے بعد اس نے لاش گلی میں پھینکی اور واپس کار میں آ بیٹھا۔ اگلے ہی لمحے اس کی کار آگے بڑھی۔ وہ اپنی کوٹھی سے پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے فاصلے پر آ چکا تھا۔ دوسرے روڈ پر آنے کے بعد اس نے کار موڑی اور واپس جانے لگا۔ وہ تقریباً سات آٹھ کلو میٹر آگے آیا ہو گا کہ اسے سڑک پر چیک پوسٹ دکھائی دی۔ وہ پہلے بھی اس چیک پوسٹ کو کراس کر کے گیا تھا لیکن اس وقت کسی نے اسے نہیں روکا تھا لیکن اب اسے رکنے کا اشارہ کیا گیا۔ چیک پوسٹ

پر اب پولیس کے ساتھ ساتھ فوجی بھی دکھائی دے رہے تھے۔ ضیانوف نے ان کے قریب جا کر کار روک لی۔ تین فوجی اس کی کار کے قریب آئے اور اس کی کار کو غور سے دیکھنے لگے۔

''نیچے اتر آؤ''...... ایک فوجی نے درشت لہجے میں اس سے کہا تو وہ نیچے اتر آیا۔

''یہ کون سا طریقہ ہے بات کرنے کا''...... ضیانوف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ جیسے ہی اس کی بات مکمل ہوئی اس کے منہ پر فوجی کا تھپڑ پڑا۔ یہ تھپڑ اتنا زور دار تھا کہ ضیانوف لڑکھڑا کر ایک دو قدم پیچھے ہو گیا۔

''ایڈیٹ۔ تم قانون کی خلاف ورزی کر رہے ہو''...... ضیانوف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ملک دشمن عناصر کے لئے کوئی قانون نہیں ہوتا۔ سمجھے تم''۔ اس فوجی نے جو کہ اپنے بیج کے اعتبار سے کیپٹن تھا، غرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ملک دشمن عناصر۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... ضیانوف نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

''گرفتار کر لو اسے۔ تم میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو''...... اس کیپٹن نے پولیس آفیسر سے کہا تو پولیس آفیسر آگے بڑھا۔ اس کے ہاتھ میں ہتھکڑی تھی۔ وہ ضیانوف کو ہتھکڑی پہنانے لگا۔ ضیانوف نے حرکت کرنا چاہتا تھا لیکن اس کے اردگرد فوجی کھڑے ہو گئے تھے۔ جن کے

ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور ان مشین گنوں کا رخ ضیانوف کی طرف تھا۔ پولیس آفیسر نے ضیانوف کو ہتھکڑی پہنائی اور پھر ہتھکڑی ایک فوجی کو دے کر پیچھے ہٹ گیا۔

"لے چلو اسے"...... کیپٹن نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو فوجیوں نے اسے ایک فوجی گاڑی میں بٹھایا۔ اس کے ساتھ آٹھ دس فوجی بیٹھ گئے اور پھر گاڑی حرکت میں آئی۔ پانچ منٹ بعد گاڑی ایک بلڈنگ میں داخل ہوئی اور اس بلڈنگ کو دیکھ کر ضیانوف نے طویل سانس لیا کیونکہ یہ بلڈنگ بلیک سرکل کا ہیڈکوارٹر تھی۔ ہیڈکوارٹر پہنچ کر اس کی تلاشی لی گئی اور اس کی جیبوں میں سے سارا سامان نکال لیا گیا۔ اس کے بعد اسے ٹارچر روم میں ایک کرسی پر باندھ دیا گیا۔

"مجھے یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ تم نے مجھے اس طرح کیوں گرفتار کیا ہے۔ آخر میرا جرم کیا ہے"...... ضیانوف نے کیپٹن سے کہا۔ کیپٹن اسے کرسی پر جکڑنے کے بعد اس کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ابھی باس آ رہے ہیں۔ وہ تمہیں ہر بات سمجھا دیں گے"۔ کیپٹن نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ پھر تقریباً چند منٹ گزرے ہوں گے کہ ٹارچر روم کا دروازہ کھلا اور کرخت چہرے والا ایک روسیاہی ٹارچر روم میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ پانچ افراد اور بھی تھے۔ ان میں سے ایک نے کسی کو کاندھے پر اٹھا رکھا تھا۔ اسے دیکھتے ہی کیپٹن کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کا انداز مؤدبانہ ہو گیا جس سے ضیانوف نے اندازہ

لگایا کہ وہ باس ہے۔ ضیانوف کاندھے پر لدے آدمی کو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ وہ کرنل سیاف کی لاش تھی۔

"تم کیا سمجھ رہے تھے کہ بلیک سرکل کے چند افراد اور کو کرنل سیاف کے مرنے سے بلیک سرکل ختم ہو جائے گی۔ نہیں۔ بلیک سرکل بہت بڑی ایجنسی ہے۔ اس کے درجنوں چیف اور سینکڑوں کارکن بھی مر جائیں تو اسے کوئی فرق نہیں پڑے گا"...... اس کرخت چہرے والے نے کرخت لہجے میں کہا۔

"بلیک سرکل کے بارے میں صرف میں ہی نہیں پوری دنیا جانتی ہے کہ روسیاہ کی یہ سیکرٹ ایجنسی انتہائی خطرناک اور بہت بڑی ایجنسی ہے لیکن میں نے ایسا کون سا کام کیا ہے کہ تم لوگ مجھے اس طرح اٹھا لائے ہو"...... ضیانوف نے کہا۔

"تم اس ایجنسی کے چیف کرنل سیاف کو قتل کر کے اس کی لاش گلی میں پھینک کر آ رہے تھے اور ابھی پوچھ رہے ہو کہ میں نے ایسا کون سا کام کیا ہے۔ تم مجھے بن کر دکھا رہے ہو۔ مجھے بلیک سرکل کے چیف کرنل راجوف کو"...... باس نے طنز بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے تمہاری باتوں کی سمجھ نہیں آ رہی۔ ابھی تم کہہ رہے تھے کہ ایجنسی کے چیف سیاف کو قتل کر کے میں نے اس کی لاش کسی گلی میں پھینکی ہے۔ اب تم خود کو بلیک سرکل کا چیف کہہ رہے ہو"۔ ضیانوف نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جب تم نے گولڈن کالونی کی ایک کوٹھی میں بلیک سرکل کے چند

آدمیوں کو ہلاک کیا اور کرنل سیاف کے ساتھ غائب ہو گئے تو مجھے فوری طور پر بلیک سرکل کا چیف مقرر کیا گیا۔ میں اپنے چند خاص ماتحتوں کے ساتھ فوراً یہاں آ گیا اور دیکھو میں نے کس قدر تیزی سے کام کر کے کرنل سیاف کی لاش بھی دریافت کر لی ہے اور تمہیں بھی گرفتار کر لیا ہے۔ اب تم اپنے دیگر ساتھیوں کا ایڈریس بتاؤ گے تو میں انہیں بھی گرفتار کر لوں گا“...... کرنل راجوف نے اس مرتبہ کرخت لہجے میں کہا۔

”مجھے اب بھی تمہاری باتوں کی بالکل سمجھ نہیں آئی۔ میں بس اتنا سمجھا ہوں کہ کسی بہت بڑی غلط فہمی کی بنا پر مجھے گرفتار کیا گیا ہے اور اس غلطی کی بنا پر تمہیں کورٹ مارشل کا سامنا کرنا پڑے گا“۔ ضیانوف نے کہا۔

”تم بلیک سرکل کے اختیارات کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ ہم اگر غلط فہمی کی بنا پر ہی کسی وزیر کو بھی گرفتار کر کے اسے ہلاک کر دیں تو ہمیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ بہرحال ان باتوں کو چھوڑو اور مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارے دیگر ساتھی کہاں ہیں“...... کرنل راجوف نے کہا۔

”دیگر ساتھی۔ تم میرے کون سے ساتھیوں کی بات کر رہے ہو“۔ ضیانوف نے کہا۔

”میں تمہاری ٹائپ سمجھ گیا ہوں۔ میں تمہاری ٹائپ کے مطابق ہی تم سے سلوک کروں گا۔ کیپٹن“...... کرنل راجوف نے طنزیہ لہجے

میں ضیانوف سے کہا اور پھر اس نے کیپٹن کو آواز دی۔

''یس، باس''...... کیپٹن نے سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

''اسے ایم سکس انجکشن لگا دو''...... کرنل راجوف نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو کیپٹن الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری میں سے میڈیکل باکس نکالا اور ایک انجکشن تیار کر کے ضیانوف کی طرف آیا۔ اس نے انجکشن ضیانوف کو لگایا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ انجکشن لگنے کے چند سیکنڈ بعد ضیانوف کا چہرہ سرخ ہو گیا اور پھر اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا۔ وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

''اوہ۔ یہ بے ہوش کیوں ہو گیا ہے۔ ایم سکس شعور ختم کرتا ہے۔ انسان کو بے ہوش نہیں کرتا''...... کرنل راجوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے سوالیہ انداز میں کیپٹن کی طرف دیکھا۔

''باس۔ مجھے بھی نہیں معلوم کہ ایسا کیوں ہوا ہے''...... کیپٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر کو بلا کر لاؤ۔ ڈاکٹر بتائے گا کہ ایسا کیوں ہوا ہے''۔ کرنل راجوف نے کہا تو کیپٹن نے اپنے ایک ماتحت کی طرف دیکھا۔ وہ کیپٹن کا مطلب سمجھتے ہوئے فوراً ہی ٹارچر روم سے باہر نکل گیا۔ چند منٹوں کے بعد وہ واپس آیا تو بلیک سرکل کے ہیڈکوارٹر کا ڈاکٹر اس کے ہمراہ تھا۔ ڈاکٹر نے کرنل راجوف کو سلام کیا۔

''ڈاکٹر۔ ہم نے اس شخص کو انجکشن ایم سکس لگایا ہے۔ بجائے

اس کے کہ اس کا شعور ختم ہوتا یہ خود ـ بے ہوش ہو گیا ہے۔ ایسا کیوں ہوا ـ ہے''...... کرنل راجوف نے بارعب ـ لہجے میں کہا۔

''باس۔ ایسا تو اس آدمی کے ساتھ ہوتا ہے جس کا دماغ لاکڈ ہو''...... ڈاکٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اس کا دماغ لاکڈ ہے۔ لیکن ہم نے تو اس سے اہم معلومات حاصل کرنی ہیں۔ اب یہ ہوش میں کیسے آئے گا''۔ کرنل راجوف نے کہا۔

''باس۔ اب یہ دو گھنٹوں بعد خود بخود ہوش میں آجائے گا اور اگر دو گھنٹوں سے پہلے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی گئی تو اس کی موت واقع ہو جائے گی۔ باس۔ ہوش میں آنے کے بعد بھی آپ صرف اس پر تشدد کر کے اسے بولنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ مشین لگا کر اس کے لاشعور سے کچھ حاصل نہیں کر سکتے''...... ڈاکٹر نے کہا۔

''ہونہہ۔ او کے۔ تم تو جاؤ''...... کرنل راجوف نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا ڈاکٹر سلام کر کے ٹارچر روم سے باہر چلا گیا۔

''دو گھنٹے بہت زیادہ ہیں لیکن اس سے پوچھ گچھ کرنا بہت ضروری ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہم اس کے ساتھیوں کو ٹریس نہ کر سکیں۔ لہٰذا مجبوراً ہمیں اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنا پڑے گا پھر میرے تشدد کے سامنے اس کی جرأت ہی نہیں ہے کہ یہ زبان نہ کھولے''...... کرنل راجوف نے کہا۔

''یس باس۔ آپ نے بالکل ٹھیک سوچا ہے''...... کیپٹن نے

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ میں راؤنڈ پر جاتا ہوں۔ تم ہیڈکوارٹر میں رہو اور چوکنے رہو۔ دو گھنٹے بعد میں آ کر اس سے پوچھ گچھ کروں گا"...... کرنل راجوف نے تحکمانہ لہجے میں کیپٹن سے کہا اور پھر وہ ٹارچر روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔

صفدر اور جولیا مقامی میک اپ میں تھے۔ ان کی کار کوئین فلیش کلب کی پارکنگ میں رکی تو ایک پارکنگ بوائے دوڑتا ہوا ان کی کار کے قریب آ گیا۔ کوئین فلیش کلب جوئے کا بہت بڑا کلب تھا۔ روسیاہ کے امراء اور اعلیٰ افسران یہاں آ کر جواء کھیلتے تھے۔ جوئے کے علاوہ یہاں خالی تاش بھی کھیلے جا سکتے تھے۔

"سر۔ مادام آپ کو تو پہلی بار یہاں دیکھا ہے"...... پارکنگ بوائے نے ان کی کار پر اسٹیکر لگاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہم یہاں پہلی بار آئے ہیں"...... صفدر نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"سر۔ آپ کلب کی ممبر شپ حاصل کئے بغیر کلب میں داخل نہیں ہو سکتے"...... پارکنگ بوائے نے کہا۔

"اوہ۔ ہمیں تو اس بات کا علم نہیں ہے۔ ممبر شپ کیسے حاصل کی جا سکتی ہے"...... صفدر نے کہا۔

''سر۔ ممبر شپ فارم پر کرنا ہوتا ہے پھر ممبر شپ فیس ہے اور آپ کے ممبر شپ فارم پر کلب کے دو ممبران کے دستخط ہونا ضروری ہیں''۔ پارکنگ بوائے نے کہا۔

''ہمیں تو دارالحکومت میں شفٹ ہوئے ابھی ایک ہفتہ ہوا ہے۔ کلب کے ممبران میں سے تو کوئی بھی ہمارا واقف نہیں ہوگا''...... اس مرتبہ جولیا نے کہا۔ اس کے انداز سے پریشانی ظاہر ہو رہی تھی۔

''مادام۔ اگر آپ مجھے سو ڈالرز دیں تو میں آپ کی کچھ مدد کر سکتا ہوں''...... پارکنگ بوائے نے کہا۔ جولیا نے فوراً ہی اپنا پرس کھولا اور اس میں سے دو سو روسیاہی ڈالرز نکال کر پارکنگ بوائے کو دے دیئے۔

''آپ فارم آفس سے حاصل کریں اور کلب سے ملحقہ دائیں گلی کے مکان نمبر اکیس میں چلے جائیں۔ اس مکان میں دو بھائی رہتے ہیں۔ اشلاف اینڈ گراف۔ وہ دونوں کافی لالچی ہیں۔ معقول رقم کے عوض وہ آپ کے فارم پر دستخط کر دیں گے۔ وہ دونوں اس کلب کے پرانے ممبر ہیں''...... پارکنگ بوائے نے کہا۔

''اور یہ فارم آفس کہاں ہے''...... صفدر نے پارکنگ بوائے سے پوچھا۔

''وہ جو سامنے آپ کو کلب کے ہال کا دروازہ نظر آ رہا ہے۔ اس کے قریب کھڑکی ہے۔ وہاں سے آپ کو فارم مل جائے گا''۔ پارکنگ بوائے نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''او کے تھینک یو''...... جولیا نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ ہال کی طرف بڑھے۔ اس وقت ساڑھے پانچ بجے تھے اور شیلاشی کے آنے میں ابھی آدھ گھنٹہ باقی تھا۔ وہ باوقار انداز میں چلتے ہوئے کھڑکی تک گئے۔

''یس مادام''...... کھڑکی کی دوسری جانب بیٹھی ہوئی روسیاہی لڑکی نے انہیں دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''ممبر شپ فارم چاہئیں''...... جواب میں جولیا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تو اس لڑکی نے اپنی میز کی دراز کھولی۔

''مادام۔ میاں بیوی کے لئے ایک ہی فارم کافی ہے اور اگر آپ میاں بیوی نہیں دوست ہیں تو پھر آپ کو الگ الگ فارم پر کرنا ہو گا''...... اس لڑکی نے بدستور کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہمیں ایک ہی فارم چاہئے''...... جولیا نے کہا تو اس لڑکی نے ایک فارم جولیا کی طرف بڑھایا۔

''تھینک یو''...... جولیا نے فارم لینے کے بعد اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ کلب کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھے۔ اس کے بعد انہوں نے پارکنگ بوائے کے کہنے پر عمل کیا۔ اشلاف اور گراف دونوں کافی لالچی تھے۔ انہوں نے پانچ ہزار روسیاہی ڈالرز کے عوض فارم پر دستخط کر دیئے۔ دستخط کر کے وہ واپس کھڑکی تک پہنچے۔

''مادام۔ اشلاف اور گراف کب سے آپ کے واقف ہیں''۔ لڑکی نے فارم پر دفتری کارروائی کرنے کے دوران پوچھا۔

''گراف میرا سکول فیلو ہے۔ وہ مجھ سے تین سال سینئر تھا لیکن اس کے باوجود میری اس سے دوستی تھی''...... جولیا نے کہا تو اس لڑکی نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔ فارم پر دفتری کارروائی کے بعد اس نے جولیا سے ممبرشپ فیس طلب کی اور پھر انہیں دو کارڈ بنا دیئے۔

''مبارک ہو سر اینڈ مادام۔ اب آپ کوئین فلیش کلب فیملی کا حصہ ہیں''......لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو''...... جولیا نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر انہوں نے ہال گیٹ کی طرف دیکھا۔ گیٹ پر دربان کے ساتھ ساتھ چار مسلح افراد بھی گیٹ کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔ فارم کارروائی کے دوران جولیا اور صفدر نے دیکھا تھا کہ ایک مسلح آدمی کسی کسی کا کارڈ چیک کر رہا تھا۔ زیادہ تر افراد بغیر کارڈ چیک کرائے اندر جا رہے تھے۔ ان کے اندازے کے مطابق یہ کلب کے پرانے اور روز آنے والے ممبر ہو سکتے تھے۔ جولیا نے اپنا اور صفدر کا کارڈ اس مسلح آدمی کی طرف بڑھایا۔

''مادام۔ آپ کے پاس یا سر کے پاس اسلحہ تو نہیں ہے''۔ سیکورٹی گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ہمارا اسلحہ سے کیا کام۔ ہم کوئی ڈاکہ ڈالنے نہیں آئے ہیں''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سوری مادام۔ آپ کو میری بات بری لگی۔ چونکہ یہ اصول ہے کہ ممبر اپنے ساتھ اسلحہ نہیں لائیں گے اور آپ نئے ممبر ہیں اس لئے

میں نے آپ کو بتانا ضروری سمجھا۔ آپ کو برا لگا میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں"...... سیکورٹی گارڈ نے پہلے سے بھی زیادہ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اٹس او کے۔ آؤ"...... جولیا نے پہلے سیکورٹی گارڈ اور پھر صفدر سے کہا۔ صفدر اور وہ آگے بڑھے تو دربان نے انہیں سلام بھی کیا اور ان کے لئے دروازہ بھی کھولا۔ وہ ہال میں داخل ہو گئے۔ یہ بہت بڑا ہال تھا۔ ہال میں درجنوں میزیں لگی ہوئی تھیں اور میزوں کے گرد قیمتی صوفے رکھے ہوئے تھے۔ ان صوفوں پر مرد و خواتین کی بہت بڑی تعداد موجود تھی۔ جوئے کے ساتھ ساتھ وہاں شراب بھی پی جا رہی تھی۔ شراب پیش کرنے والی ویٹرس مختصر سے لباس میں تھی۔ دیواروں کے قریب چاروں طرف مسلح افراد کھڑے ہوئے تھے جو گہری نظروں سے سارے ہال کا جائزہ لے رہے تھے۔ داخلی دروازے کے قریب ہی ایک کاؤنٹر موجود تھا۔ کاؤنٹر پر دو نوجوان روسیاہی لڑکیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ ان کے لباس بھی انتہائی مختصر سے تھے۔ ان دو لڑکیوں کے علاوہ کاؤنٹر کے قریب دو مسلح آدمی بھی کھڑے ہوئے تھے۔

"مادام۔ ٹوکن چاہئیں"...... جولیا نے کاؤنٹر گرل سے کہا۔

"کتنی مالیت کے ٹوکن ہوں مادام"...... کاؤنٹر گرل نے مؤدبانہ لہجے میں جولیا سے پوچھا تو جولیا نے اسے رقم بتا دی۔ اس نے رقم لے کر ٹوکن جولیا کو دے دیئے۔

"یہاں مادام شیلاشی آیا کرتی ہیں اور سنا ہے کہ انہیں ہرانا آسان

ہیں ہے۔ میں انہیں ہرانے کا عزم لے کر آئی ہوں''...... جولیا نے
اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔
''مادام شیلاشی اس کلب کی ہر دلعزیز ممبر ہیں۔ اس وقت ٹیبل نمبر پندرہ پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ آپ انہیں ہرانے کی کوشش کر کے دیکھ لیں''...... کاؤنٹر گرل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ صفدر اور جولیا نے ایک بار پھر ہال کا جائزہ لیا۔ ہر میز کے اوپر فانوس لٹکا ہوا تھا اور فانوس پر نمبر لکھا تھا۔ جلد ہی انہیں پندرہ نمبر نظر آ گیا۔ وہ اس کی طرف بڑھے۔ پندرہ نمبر پر دو عورتیں اور دو مرد بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک عورت ادھیڑ عمر کی تھی جبکہ دوسری جوان تھی جبکہ مرد دونوں ہی ادھیڑ عمر تھے۔
''میں مادام شیلاشی کو ہرانے آئی ہوں''...... جولیا نے ان کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔
جولیا کی بات سن کر ادھیڑ عمر عورت کی آنکھوں میں اشتیاق جبکہ جوان عورت کی آنکھوں میں طنز کے تاثرات ابھر آئے جس سے جولیا اور صفدر نے اندازہ لگایا کہ وہ جوان عورت شیلاشی ہے۔
''یہ حسرت لے کر تو بہت سے لوگ آئے ہیں مادام''...... اس جوان عورت نے طنزیہ لہجے میں کہا۔
''مادام اناطی۔ میرا نام اناطی ہے اور یہ میرے دوست ہیں روشوف''...... جولیا نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔
''او کے۔ تم بیٹھو۔ ہم یہ بازی مکمل کر لیں اس کے بعد میں تمہاری حسرت پوری کرتی ہوں''...... شیلاشی نے کہا تو صفدر اور جولیا

ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ کچھ دیر میں ہی ان کی بازی مکمل ہو گئی۔ انہیں تاش کی نئی گڈی فراہم کی گئی پھر جتنی بھی گیم ہوئی وہ سب جولیا نے جیتی۔ شیلاشی کا سرخ چہرہ اور زیادہ سرخ ہو گیا۔ اس قسم کی شکست اسے شاید کبھی پہلے نہیں ہوئی تھی۔

"شیلاشی۔ اگر تمہارے پاس رقم ختم ہو گئی ہے تو تم مجھ سے ٹوکن ادھار لے سکتی ہو"...... جولیا نے آفر کی۔

"ہاں۔ دے دو۔ اگر میں ہار گئی تو اپنے گھر سے رقم اٹھا دوں گی"...... شیلاشی نے کہا۔

"نو پرابلم۔ تم مجھے اپنی دوست سمجھو"...... جولیا نے اس سے کہا اور پھر اس نے کچھ ٹوکن اسے دے دیئے۔ شیلاشی وہ ٹوکن بھی ہار گئی۔ جولیا نے اس کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

"بس۔ اب تم میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں تمہاری رقم لوٹا دوں"...... شیلاشی نے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

"او کے"...... جولیا نے کہا اور پھر وہ کھڑے ہو گئے۔ جولیا نے کیش کاؤنٹر پر ٹوکن دے کر کیش حاصل کیا اور پھر وہ پارکنگ میں آ گئے۔ پارکنگ میں شیلاشی کی کار کے ساتھ اس کا ڈرائیور اور ایک سیکورٹی گارڈ کھڑا ہوا تھا۔ شیلاشی کو پارکنگ کی طرف آتے دیکھ کر ڈرائیور فوراً ہی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"مادام اناطی۔ تم اپنی گاڑی میں آؤ گی یا میری گاری میں بیٹھو گی"...... شیلاشی نے پوچھا۔

''میں تمہارے ساتھ تمہاری گاڑی میں بیٹھوں گی''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہارا خیال ہو گا کہ کہیں موقع پاتے ہی میں بھاگ نہ جاؤں''۔ شیلاشی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''احتیاط اچھی چیز ہے نا شیلاشی ڈیئر۔ تمہاری طرف بہت بڑی رقم ہے''...... جولیا نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''او کے بیٹھو''...... شیلاشی نے کہا تو اس کے سیکورٹی گارڈ نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا۔ وہ دونوں کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئیں۔ سیکورٹی گارڈ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ پھر کار سڑک پر آ گئی۔ صفدر کی کار ان کے پیچھے تھی۔ جولیا نے ریسٹ واچ میں وقت دیکھا۔ رات کے دس بج چکے تھے۔ شیلاشی کی کار تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑ رہی تھی۔

''اوہ۔ ڈرائیور، کار سائیڈ پر کر کے روکنا''...... اچانک ہی جولیا نے کہا تو ڈرائیور نے کار کو سڑک سے نیچے لے آیا۔

''کیا ہوا مادام اناطی''...... شیلاشی نے جولیا سے پوچھا۔

''مجھے ایک اہم کام یاد آ گیا ہے۔ رقم کا حساب ہم کل کر لیں گے۔ اس وقت میں تمہاری کار سے اتر رہی ہوں''...... جولیا نے کہا تو شیلاشی نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔ کار آہستہ ہو کر رک رہی تھی کہ جولیا نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ایک کیپسول دبایا اور اسے نیچے پھینک دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا سانس بھی روک لیا۔ اس دوران ڈرائیور نے گاڑی روک لی اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیچھے مڑ کر

دیکھنا چاہا لیکن پیچھے مڑ کر اسے دیکھنے کی مہلت ہی نہ ملی ۔ اسے چکر آیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن اندھیروں میں گم ہوتا چلا گیا۔ سیکورٹی گارڈ اور شیلاشی بھی بے ہوش ہو گئے تھے۔

جولیا نے سانس روکے روکے ڈرائیور کو کالر سے پکڑ کر سیٹ سے اٹھایا اور سیکورٹی گارڈ کے اوپر ڈال د۔ اس کے بعد وہ کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتری اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ صفدر کی کار اس کار کے پیچھے رک گئی تھی۔ جولیا نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہی کار آگے بڑھائی اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ گولڈن کالونی پہنچ گئے۔

''لو عمران۔ شیلاشی حاضر ہے''...... جولیا نے شیلاشی کو عمران کے سامنے قالین پر پٹختے ہوئے کہا۔

''اسے ہوش میں تو لے آؤ''...... عمران نے جولیا سے کہا تو جولیا الماری کی طرف بڑھی۔ الماری میں میڈیکل باکس رکھا ہوا تھا۔ جولیا نے میڈیکل باکس میں سے سرنج اور انجکشن نکالا اور شیلاشی کو لگا دیا۔

''عمران۔ ضیانوف سے کوئی رابطہ ہوا''...... انجکشن لگانے کے بعد جولیا نے عمران سے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ رابطے سے آؤٹ ہے''...... عمران نے کہا اور شیلاشی کی طرف دیکھا جس میں اب حرکت کے آثار پیدا ہو رہے تھے۔

''عمران صاحب۔ اس کا مطلب ہے کہ ضیانوف خطرے میں ہے''...... صفدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ وہ واقعی خطرے میں ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ بلیک

سرکل کے آدمیوں کے ہاتھ لگ گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ پھر تو ہم بھی خطرے میں ہیں۔ بلیک سرکل اس سے یہاں کا ایڈریس معلوم کر کے ہم پر حملہ آور ہو سکتی ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ ضیانوف آسانی سے زبان کھولنے والا نہیں ہے اور اس کے لاشعور سے کچھ حاصل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ چیف نے اس کے دماغ اور لاشعور کو لاکڈ کر دیا تھا"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے شیلاشی کی طرف دیکھا جو اب مکمل ہوش میں آ چکی تھی۔

"عمران صاحب۔ ہمیں ضیانوف کو بچنا چاہئے۔ بلیک سرکل اسے نقصان پہنچا سکتی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہم نے آج رات مشن مکمل کرنا ہے۔ اب تم کوئی تجویز دو کہ ہم بیک وقت مشن بھی مکمل کر لیں اور ضیانوف کو بھی بلیک سرکل سے چھڑا لیں"...... عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہمیں دو گروپ بنانے ہوں گے۔ ایک گروپ مشن مکمل کرے اور دوسرا ضیانوف کو بلیک سرکل کی قید سے چھڑائے۔ ضیانوف ہمارا ساتھی ہے اور ہم اپنے کسی ساتھی کو مصیبت میں نہیں چھوڑ سکتے"...... صفدر نے کہا۔

"اوکے۔ پھر تمہی گروپ بنا دو جو بلیک سرکل کے ہیڈ کوارٹر سے ضیانوف کو چھڑائے گا"...... عمران نے کہا۔

"میں اور خاور اس کام کے لئے کافی رہیں گے۔ کیوں خاور، تم

کیا کہتے ہو''...... صفدر نے خاور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔ عمران صاحب اگر حکم دیں گے تو ہم ایسا ہی کریں گے''...... خاور نے کہا۔

''او کے۔ تم دونوں بلیک سرکل کے ہیڈکوارٹر چلے جانا''...... عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

انہوں نے چونکہ گفتگو پاکیشیائی زبان میں کی تھی اس لئے انہیں یقین تھا کہ شیلاشی کو ان کی باتوں کی سمجھ نہیں آئی ہوں گی۔ ان باتوں کے بعد ان سب نے شیلاشی کی طرف دیکھا جو خاموشی سے انہیں باتیں کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات بھی دکھائی دے رہے تھے۔

''آپ فکر نہ کریں مادام شیلاشی۔ اگر آپ نے ہمارے سوالوں کے جوابات صحیح صحیح دے دیئے تو ہم آپ کو کچھ نہیں کہیں گے جبکہ دوسری صورت میں آپ کو اندازہ تو ہو گا کہ آپ کے ساتھ نہایت ہی بہیمانہ سلوک ہوسکتا ہے''...... عمران نے نہایت ہی نرم لہجے میں شیلاشی سے کہا تو اس کا خوف کچھ کم ہو گیا۔

''کک۔ کیا پوچھنا ہے تم نے''...... شیلاشی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''سوال تو بہت سے ہیں۔ پہلے تو یہ بتاؤ کہ سٹارچ لیبارٹری کہاں ہے''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''سٹارچ لیبارٹری۔ یہ کون سی لیبارٹری ہے''...... شیلاشی نے حیرت

کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ عمران اس کے انداز سے سمجھ گیا کہ اس کی حیرت مصنوعی ہے جس کا واضح مطلب یہ تھا کہ وہ سٹارچ لیبارٹری کے بارے میں جانتی ہے۔

”میں نے تو تمہارے ساتھ نرمی کی تھی لیکن تم نرمی کے قابل نہیں ہو“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ڈبیہ نکال لی۔ اس نے ڈبیہ کھولی تو اس میں ایک کریہہ صورت کیڑا تھا۔

”شیلاشی۔ یہ کیڑا دیکھ رہی ہو۔ جب یہ تمہارے بدن پر رینگے گا تو تم کیسا محسوس کرو گی“...... عمران نے ڈبیہ اس کے سامنے کرتے ہوئے کہا تو شیلاشی جھرجھری لے کر رہ گئی۔ اس کے چہرے پر خوف اور کراہت کے ملے جلے تاثرات پیدا ہو گئے۔ لیکن اس نے عمران کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

”مادام۔ تم یہ کیڑا ڈبیہ سے نکالو اور شیلاشی کے کالر سے یہ کیڑا اس کی گردن میں ڈال دو“...... عمران نے وہ ڈبیہ جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو جولیا کے چہرے پر بھی کراہت کے تاثرات ابھر آئے۔

”پیچھے کرو۔ پیچھے کرو اسے نانسنس“...... جولیا نے کراہت آمیز لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

”اوکے۔ اگر تم بھی بے چارے اس کیڑے کو ہاتھ نہیں لگانا چاہتیں تو یہ کام میں خود کر لیتا ہوں۔ تم صرف اتنا کرو کہ مادام شیلاشی

کو قابو کر لو کیونکہ تم نے اسے باندھا نہیں ہے''...... عمران نے جولیا سے کہا تو جولیا نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے اس کے بال پکڑ لئے اور دوسرے ہاتھ سے اس کی گردن۔

''اب اگر اس نے کوئی مزاحمت کی تو میں اس کی گردن توڑ دوں گی''...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

''میں اب یہ کیڑا اس کی گردن میں ڈالنے لگا ہوں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے شیلاشی کی شرٹس کے کالر کو کھینچا اور شیلاشی نے شور مچا دیا۔

''روکو۔ روکو اسے۔ پیچھے ہٹو۔ پیچھے ہٹاؤ اسے۔ میں بتاتی ہوں''۔ اس نے چیختے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہاں بتاؤ۔ سٹارچ لیبارٹری کہاں ہے''...... عمران نے اس کا کالر چھوڑا اور اس کے سامنے آتے ہوئے بولا۔ عمران سامنے آیا تو جولیا نے اس کی گردن چھوڑی اور وہ شیلاشی کی پشت پر آ گئی۔

''سٹارچ لیبارٹری دارالحکومت کے نیشنل پارک کے نیچے بنائی گئی ہے۔ نیشنل پارک کی سائیڈ گلی میں گندم کا گودام ہے۔ گودام کے روم نمبر تین سے راستہ جاتا ہے لیکن یہ راستہ اندر سے ڈاکٹر سٹارچ ہی کھولتا ہے۔ باہر سے اسے کوئی نہیں کھول سکتا''...... شیلاشی نے کہا۔

''سٹارچ لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات کی تفصیل بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''لیبارٹری میں جی زیڈ سیکورٹی سسٹم موجود ہے۔ یہ روسیاہ کا جدید

ترین سیکورٹی سسٹم ہے"...... شیلاشی نے کہا۔

"میں جانتا ہوں اس سسٹم کو۔ تم یہ بتاؤ کہ باہر کیا انتظامات ہیں"...... عمران نے کہا۔

"فوج کا ایک دستہ ہر وقت گودام میں موجود رہتا ہے۔ کسی بھی عام آدمی کو اس گودام میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اگر کوئی اس گودام میں داخل ہو جائے تو اسے فوراً ہی گولی مار دی جاتی ہے"...... شیلاشی نے کہا۔ اب وہ عمران کے سوالوں کے جواب اس طرح دے رہی تھی جیسے وہ عمران کی معمول ہو۔

"فائل یو اے وی اسی سٹارچ لیبارٹری میں ہے نا"۔ عمران نے اس سے پوچھا۔

"ہاں۔ فائل یو اے وی ڈاکٹر سٹارچ کے پاس ہے"۔ شیلاشی نے کہا۔

"تم کتنی بار اس لیبارٹری میں گئی ہو"...... عمران نے شیلاشی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں کئی بار گئی ہوں۔ تعداد تو مجھے یاد نہیں۔ سرکاری دورے پر تو جانا ہی پڑتا ہے"...... شیلاشی نے کہا۔

"اگر تمہیں اس وقت جانا پڑے تو پھر تم کیسے جاؤ گی"...... عمران نے پوچھا۔

"اس وقت تو ممکن ہی نہیں ہے۔ میں صرف آفس ٹائم ہی وہاں جاسکتی ہوں۔ وہ بھی ڈاکٹر سٹارچ کی اجازت ملنے پر"...... شیلاشی نے

کہا۔

"اجازت کے لئے تم ڈاکٹر سٹارچ کو فون کرتی ہو"...... عمران نے پوچھا تو شیلاشی نے اثبات میں سر ہلایا۔

"کیا نمبر ہے ڈاکٹر سٹارچ کا"...... عمران نے کہا تو شیلاشی نے ڈاکٹر سٹارچ کا نمبر بھی بتا دیا۔

"شیلاشی۔ تم نے چونکہ ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اس لئے ہم تمہیں مکمل آف نہیں کر رہے البتہ ہاف آف ضرور کریں گے۔ جولیا اسے طویل بے ہوشی کا انجکشن لگا دو"...... عمران نے پہلے شیلاشی سے اور پھر جولیا سے کہا۔ جولیا، شیلاشی کے پیچھے کھڑی ہوئی تھی۔ عمران کا حکم سن کر وہ ایک بار پھر الماری کی طرف بڑھی۔ اس مرتبہ اس نے بے ہوش کر دینے والا انجکشن تیار کیا اور شیلاشی کے بازو میں لگا دیا۔ انجکشن لگنے کے چند سیکنڈ بعد ہی شیلاشی بے ہوش ہو گئی۔

"عمران صاحب۔ آپ نے نقلی کیڑے سے بے چاری شیلاشی کو اچھا ڈرایا"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا یہ نقلی کیڑا ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ کیا آپ کو نہیں معلوم"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ مجھے نہیں معلوم۔ لیکن کیڑے میں تو حرکت محسوس ہو رہی تھی"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی تو میرا کمال ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ لیبارٹری میں کیسے داخل ہوں گے''...... صفدر نے کہا۔

''وہ پروگرام تو میں بتاتا ہوں تم فوراً اپنے مشن پر روانہ ہو جاؤ''...... عمران نے کہا۔

''جی بہتر عمران صاحب۔ آؤ خاور۔ تھوڑی سی تیاری کر لیں پھر ہم چلتے ہیں''...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے جبکہ عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔ جیسے ہی دوسری طرف بیل جانے لگی تو عمران کا لاؤڈر کا بٹن بھی دبا دیا۔

''یس سٹارچ لیبارٹری''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''پی اے ٹو پریذیڈنٹ آف روسیاہ اسپیکنگ''...... عمران نے بارعب آواز میں کہا۔

''یس سر۔ حکم فرمائیے''...... دوسری طرف سے اس مرتبہ مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''صدر مملکت ڈاکٹر سٹارچ سے بات کریں گے''...... عمران نے بدستور بارعب آواز میں کہا۔

''اوکے سر۔ میں انہیں لائن دیتا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''یس ڈاکٹر سٹارچ اسپیکنگ''...... چند سیکنڈ بعد دوسری طرف سے ایک نئی آواز سنائی دی۔

''پی اے ٹو پریذیڈنٹ آف روسیاہ۔ سر۔ صدر مملکت سے بات کیجئے''...... عمران نے کہا اور خاموش ہو گیا۔

''پریذیڈنٹ آف روسیاہ اسپیکنگ''...... چند سیکنڈ کی خاموشی کے بعد عمران نے بھاری اور بارعب آواز میں کہا۔

''یس سر۔ ڈاکٹر سٹارچ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر سٹارچ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر صاحب۔ اس وقت ایک اہم مسئلہ درپیش آ گیا ہے۔ آپ کو اس کے بارے میں بتانے کے لئے مادام شیلاشی ایک سائنس دان کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہی ہے۔ پلیز انہیں تھوڑا سا وقت دے دیں''...... عمران نے بارعب لہجے میں کہا۔

''سر۔ اگر آپ کا حکم ہے تو میں ان سے مل لیتا ہوں۔ ویسے میں تو اس وقت سونے کی تیاری کر رہا تھا''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر سٹارچ کی آواز سنائی دی۔

''تھینک یو ڈاکٹر صاحب۔ چونکہ یہ قومی مسئلہ ہے اس لئے آپ کو اس وقت زحمت دی ہے۔ بصورت دیگر ہم کبھی بھی آپ کو اس وقت تکلیف نہ دیتے''...... عمران نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے سر۔ آپ انہیں بھیج دیں۔ میں انتظار کر رہا ہوں''۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر سٹارچ کی آواز سنائی دی۔ عمران نے روسیاہی صدر

کی آواز میں ایک بار پھر اس کا شکریہ ادا کیا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے جولیا کی طرف دیکھا تو وہ شیلاشی کا میک اپ کر رہی تھی۔ جولیا میک اپ کر چکی تو عمران نے بھی میک اپ کیا۔ اب وہ ایک بوڑھے روسیاہی کے میک اپ میں تھا۔

"تم لوگ کچھ دیر آرام کر لو۔ میں اور جولیا سٹارچ لیبارٹری سے ہو آئیں"...... عمران نے تنویر اور صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر تم نے ہمیں ساتھ نہیں لے جانا تھا تو پہلے بتاتے۔ ہم صفدر کے ساتھ ہی چلے جاتے"...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"اس وقت ذہن میں یہ پلان تو نہیں تھا۔ یہ تو حالات کے مطابق ایسا ہو گیا۔ بہرحال اگر تم بلیک سرکل کے ہیڈ کوارٹر جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ اس طرح تم صفدر اور خاور کو بیک اپ دے سکتے ہو"۔ عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ ہم صفدر اور خاور کے پیچھے جا رہے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

عمران، جولیا کے ساتھ کمرے سے باہر آ گیا اور پھر تھوڑی سی تیاری کے بعد وہ شیلاشی کی کار میں بیٹھے نیشنل پارک کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جولیا تھی اور چونکہ وہ کئی بار روسیاہ کے دارالحکومت آ چکے تھے اس لئے یہاں کے ہر علاقے سے واقف تھے۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد وہ نیشنل پارک پہنچ گئے۔ پارک کی دائیں دیوار کے ساتھ ایک بہت بڑا میدان تھا جبکہ بائیں دیوار کے

ساتھ گلی تھی۔ گلی کی ایک سائیڈ پر تو نیشنل پارک کی دیوار تھی جبکہ دوسری سائیڈ پر گندم کا گودام دکھائی دے رہا تھا۔ گلی کے آغاز میں ہی دو مسلح فوجی بیٹھے ہوئے تھے۔ جیسے ہی ان کی کار گلی میں داخل ہوئی وہ بنچ سے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے انہیں رکنے کا اشارہ کیا۔ جولیا نے ان کے قریب کار روک دی۔ دونوں فوجی ڈرائیونگ سائیڈ پر آ گئے۔

''میرا نام شیلاشی ہے''...... جولیا نے شیشہ نیچے گراتے ہوئے بارعب لہجے میں فوجیوں سے کہا۔

''یس مادام۔ آپ تشریف لے جا سکتی ہیں''...... ایک فوجی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر ان دونوں فوجیوں نے جولیا کو سیلوٹ بھی کیا۔ جولیا نے کار آگے بڑھائی۔ چند میٹرز کے فاصلے پر گودام کا مین گیٹ تھا۔ گیٹ پر چار مسلح فوجی کھڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے جولیا کو دیکھ کر اسے سیلوٹ کیا اور پھر اس کی کار کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔ جولیا نے کار آگے بڑھائی۔ یہ ایک بہت بڑا گودام تھا۔ گودام کی دیوار تقریباً دس فٹ بلند تھی اور پھر دیواروں کے اوپر خاردار تاریں لگی ہوئی تھیں۔ گودام میں کئی پلاٹ تھے اور ہر پلاٹ میں گندم کی بوریاں ترتیب سے رکھی ہوئی تھیں۔ پلاٹوں کے بعد بڑے بڑے کمرے دکھائی دے رہے تھے۔ گودام کے اندر بھی درجنوں کی تعداد میں فوجی موجود تھے۔ ان فوجیوں کے پاس بھی مشین گنیں تھیں۔ جولیا کار کو کمروں کے قریب لائی اور پھر اس نے کار ایک جگہ روک دی۔

کمرے بڑے ہال نما تھے اور ان کے اوپر نمبرز بھی درج تھے۔ جولیا نے جہاں کار روکی تھی وہاں دس نمبر لکھا ہوا تھا۔ جولیا اور عمران کار سے نیچے اترے اور نو نمبر کی طرف چلنے لگے۔ نو کے قریب سے گزرتے ہوئے وہ تین نمبر کمرے تک پہنچ گئے۔ اس دوران چند فوجی بھی ان کے قریب سے گزرے تھے اور ان فوجیوں نے ان دونوں کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا تھا۔

وہ کمرہ نمبر تین میں داخل ہوئے تو انہیں اس کمرے میں ایک دیوار کے قریب میز کرسی دکھائی دی۔ کرسی پر ایک فوجی بیٹھا ہوا تھا جس کے بیج اسے کیپٹن ظاہر کر رہے تھے۔ میز پر ایک کمپیوٹر، ایک ٹیلی فون اور چند دوسری چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھے ہوئے کیپٹن کے علاوہ تین چار فوجی اور بھی وہاں موجود تھے۔ ان کے پاس بھی مشین گنیں تھیں اور وہ بتوں کی مانند ساکت کھڑے ہوئے تھے۔ عمران اور جولیا میز کے قریب پہنچے تو کیپٹن کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ اس نے ان دونوں کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔

''سیکورٹی انچارج راجرکاف بول رہا ہوں''...... رابطہ ملنے پر کیپٹن نے کہا۔

''سر سے بات کراؤ''...... چند سیکنڈ خاموش رہنے کے بعد کیپٹن نے دوبارہ بولتے ہوئے کہا۔

''میں کیپٹن راجرکاف بول رہا ہوں۔ مادام شیلاشی تشریف لے آئی

ہیں اور ان کے ساتھ ایک معزز شخصیت بھی ہے۔ اوکے سر''...... اس نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد کہا اور رسیور جولیا کی طرف بڑھایا۔

''مادام۔ سر سے بات کریں''...... اس نے مؤدبانہ لہجے میں جولیا سے کہا۔

''سر کی موجودگی میں، میں کیسے بات کر سکتی ہوں۔ سر کی بات کراؤ''...... جولیا نے کیپٹن سے کہا تو کیپٹن نے ٹیلی فون کا رسیور عمران کی طرف بڑھایا۔ عمران نے اس سے رسیور لے لیا۔

''ہیلو۔ ڈاکٹر گوربا ٹیروف بول رہا ہوں''...... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر صاحب۔ میں ڈاکٹر سٹارچ بول رہا ہوں۔ فرمایئے۔ کیسے آنا ہوا''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''مجھے تو صدر مملکت نے حکم دیا ہے کہ میں مادام شیلاشی کے ساتھ آپ سے ملوں۔ مادام شیلاشی جانتی ہیں کہ ہم کس لئے حاضر ہوئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''صدر صاحب کا فون آیا تھا۔ اوکے۔ میں آپ کے لئے راستہ کھولتا ہوں۔ آپ رسیور کیپٹن کو دیں''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر سٹارچ کی آواز سنائی دی۔

''اوکے ڈاکٹر صاحب''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور کیپٹن کی طرف بڑھایا۔ کیپٹن نے عمران سے رسیور لے کر کان لگایا

اور دو تین بار ''یس سر'' کہا اور اس کے بعد اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ رسیور رکھنے کے بعد اس نے کی بورڈ سے دو تین بٹن پریس کئے تو عمران اور جولیا پر سرخ رنگ کی روشنی پڑی۔ وہ خاموش کھڑے رہے۔ پھر چند سیکنڈ بعد میز کے قریب ہی دیوار پر دو لکیریں ظاہر ہوئیں اور پھر وہاں سے دیوار غائب ہو گئی اب وہاں ایک طویل سرنگ دکھائی دے رہی تھی۔ سرنگ کے نمودار ہوتے ہی جولیا اور عمران اس سرنگ میں داخل ہو گئے۔ جب وہ سرنگ میں داخل ہو گئے تو ان کے پیچھے دیوار میں بننے والا خلا غائب ہو گیا۔ خلا کے غائب ہو جانے کے باوجود سرنگ میں اندھیرا نہیں ہوا تھا۔ سرنگ میں روشنی اور ہوا کا انتظام کیا گیا تھا۔ وہ دونوں آگے بڑھنے لگے۔ سرنگ کا اختتام سیڑھیوں پر ہوا۔ سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ انہوں نے سیڑھیوں پر قدم رکھے اور نیچے اترنے لگے۔ ابھی وہ دو ہی سیڑھیاں اترے تھے کہ ان کے سر بری طرح چکرانے لگے۔ پھر وہ اپنے پاؤں پر کھڑے نہ رہ سکے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔ وہ لڑکھڑائے اور پھر وہ سیڑھیوں پر گرے اور تیزی سے گھومتے ہوئے نیچے گرنے لگے۔

''کرنل راجوف صاحب۔ آپ روسیاہی فوج کے اہم شعبے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ سیکرٹ فیلڈ کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ آپ نے درجنوں ممالک میں سیکرٹ مشن کامیابی سے مکمل کئے ہیں۔ انہی باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے آپ کو بلیک سرکل کا چیف مقرر کیا ہے لیکن ابھی تک آپ نے بھی کسی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کیا''۔ روسیاہی صدر نے خشک لہجے میں کرنل راجوف سے کہا جو ان کے سامنے سر جھکائے بیٹھا تھا۔

''سر۔ آپ کی بات بالکل درست ہے۔ میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ مجھے بلیک سرکل کا چارج سنبھالے تھوڑا وقت ہوا ہے لیکن اس کے باوجود میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ کل صبح ہونے سے پہلے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو زندہ یا مردہ گرفتار کر لوں گا''...... کرنل راجوف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کرنل صاحب۔ کہیں یہ خالی دعویٰ ہی ثابت نہ ہو''...... صدر

صاحب نے گھمبیر لہجے میں کہا۔
''نو سر۔ یہ میرا دعویٰ نہیں ہے۔ علی عمران کا ایک ساتھی میری قید میں ہے۔ وہ اپنے باقی ساتھیوں کی نشاندہی کرے گا اور ہم اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیں گے''...... کرنل راجوف نے کہا۔
''عمران کا ایک ساتھی تمہاری قید میں ہے تو پھر تم نے اب تک اس سے پوچھ گچھ کیوں نہیں کی''...... اس مرتبہ صدر صاحب نے غصیلے لہجے میں کہا۔
''سر۔ عمران کا ساتھی کچھ دیر پہلے ہی گرفتار ہوا ہے۔ وہ ابھی بے ہوش تھا اور ہم اسے ہوش میں لا رہے تھے کہ آپ کا حکم ملا اور مجھے فوری طور پر یہاں آنا پڑا''...... کرنل راجوف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
''اوکے۔ اب یہ میٹنگ اختتام پذیر ہوتی ہے۔ آپ فوراً اپنے ہیڈکوارٹر پہنچیں اور صبح تک مجھے کامیابی کی رپورٹ دیں۔ اب میں ناکامی کا ایک لفظ بھی سننا نہیں چاہتا''...... صدر صاحب نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
''اوکے سر''...... کرنل راجوف نے کہا اور ساتھ ہی وہ کھڑا ہو گیا۔
''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... صدر صاحب نے کہا تو راجوف ان کے کمرے سے باہر آ گیا۔ پھر اس کی کار ہوا سے باتیں کرتی ہوئی اپنے ہیڈکوارٹر پہنچ گئی۔ وہ کار سے نیچے اترا اور ٹارچر روم کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ راستے میں ہی تھا کہ اس کا ایک ماتحت بھاگتا ہوا

اس کے پاس آیا۔ اس کے ہاتھ میں ٹیلی فون کا کارڈ لیس سیٹ تھا۔

''باس۔ آفیسرز کالونی کے سیکورٹی چیف کی کال ہے۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے''...... ماتحت نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اسے کیا تکلیف ہو گئی کہ وہ مجھ سے بات کرنا چاہتا ہے''۔ کرنل راجوف نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے کارڈ لیس سیٹ ماتحت کے ہاتھ سے لے لیا۔

''کرنل راجوف دی چیف آف بلیک سرکل اسپیکنگ''...... اس نے کرخت لہجے میں کہا۔

''سر۔ میں آفیسرز کالونی کا سیکورٹی چیف بول رہا ہوں''۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''تعارف کرانے میں میرا وقت ضائع نہ کرو نانسنس۔ جو بات کہنی ہے جلدی کہو۔ میں ایک ایمرجنسی کام میں مصروف ہوں''...... کرنل راجوف نے پہلے سے بھی زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

''سر۔ سائنس منسٹری کی سیکرٹری مادام شیلاشی خلاف معمول آج اپنے گھر نہیں پہنچیں۔ ہم نے کوئین فلیش کلب فون کر کے ان کے بارے میں پوچھا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ معمول کے مطابق واپس چلی گئی تھیں۔ جاتے وقت ایک اجنبی عورت اور مرد ان کے ساتھ تھے اور ہمیں چونکہ ہدایت ہے کہ آج کل حالات خراب ہیں۔ اگر ہم کالونی میں کوئی خلاف معمول بات دیکھیں تو فوراً آپ کو رپورٹ کریں اسی لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے سر''...... دوسری طرف

سے طویل بات کرتے ہوئے کہا گیا۔

''اوہ۔ مادام شیلاشی کیا اکیلی کلب جاتی ہے''...... کرنل راجوف نے چونکتے ہوئے کہا۔

''نو سر۔ ان کے ساتھ ان کا ڈرائیور اور ایک سیکورٹی گارڈ بھی ہوتا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''آفیسر۔ تم نے اچھا کیا ہے کہ مجھے رپورٹ کی ہے۔ اوکے۔ میں دیکھتا ہوں کہ مادام شیلاشی کہاں گئی ہے اور کیوں گئی ہے''۔ کرنل راجوف نے کہا اور پھر اس نے کال منقطع کر دی۔ اس کے بعد وہ ایک بار پھر ٹارچر روم کی طرف بڑھنے لگا۔ جیسے ہی وہ ٹارچر روم کے دروازے پر پہنچا اس کے ہاتھ میں موجود کارڈ لیس سیٹ کی گھنٹی بجنے لگی۔

''یس۔ کرنل راجوف، دی چیف آف بلیک سرکل اسپیکنگ''۔ اس نے سیٹ کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''میں ڈاکٹر سٹارچ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو کرنل راجوف اچھل پڑا۔ یہ کال تو اس کے لئے بالکل ہی غیر متوقع تھی۔

''یس سر۔ فرمایئے۔ کیسے فون کیا ہے آپ نے''...... کرنل راجوف نے اس مرتبہ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کرنل صاحب۔ ابھی چند منٹ پہلے مجھے جناب صدر نے فون کیا اور بتایا کہ مادام شیلاشی ایک سائنس دان کے ساتھ میری لیبارٹری

میں آ رہی ہیں۔ میں ان سے لازماً ملوں۔ یہ میرے سونے کا وقت تھا لیکن چونکہ صدر صاحب کا حکم تھا اس لئے میں نے ان سے ملنے پر آمادگی ظاہر کی۔ جب ہماری بات مکمل ہوگئی اور کال منقطع ہوگئی تو مجھے خیال آیا کہ میں نے صدر صاحب سے شیلاشی کے ساتھ آنے والے سائنس دان کا نام تو پوچھا نہیں۔ نام پوچھنے کے لئے جب میں نے صدر صاحب کو فون کیا تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے مجھے فون کیا ہی نہیں اور ساتھ ہی انہوں نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں فوراً آپ سے بات کروں۔ سو ان کی ہدایت پر میں آپ کو کال کر رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کرنل سٹارچ نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ روسیاہ آئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک ایجنٹ ایسا ہے جو کسی کے بھی لب و لہجے کی ہو بہو نقل کر لیتا ہے۔ میں ابھی آپ کے پاس آ رہا ہوں۔ مزید باتیں میں وہیں آ کر کروں گا"...... کرنل راجوف نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے کارڈ لیس سیٹ واپس اپنے ماتحت کو دیا اور وہیں سے واپس مڑا۔ وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا پارکنگ تک پہنچا اور پھر اس کی کار تیز رفتاری سے نیشنل پارک کی طرف بڑھنے لگی۔ نیشنل پارک، بلیک سرکل کے ہیڈکوارٹر سے دس منٹ کی ڈرائیو پر تھا لیکن انتہائی تیز رفتاری کی وجہ سے کرنل راجوف پانچ منٹ میں ہی نیشنل پارک پہنچ گیا۔ سٹارچ لیبارٹری میں جو فوجی سیکورٹی پر تعینات

تھے وہ کرنل راجوف کے ہی ماتحت تھے۔ اس لئے جیسے ہی کرنل راجوف کی گاڑی گندم کے گودام میں پہنچی ہر طرف سے سیلوٹ کی آوازیں سنائی دیں۔ کرنل راجوف نے ان فوجی سیلوٹوں پر کوئی توجہ نہ دی۔ وہ گاڑی سے اتر کر تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا کمرہ نمبر تین میں پہنچ گیا۔ کمرہ نمبر تین میں ایک میز کرسی رکھی ہوئی تھی اور کرسی پر ایک کیپٹن بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر ٹیلی فون سیٹ، کمپیوٹر اور دیگر چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ کیپٹن نے کرنل راجوف کو اس طرف آتے دیکھا تو وہ بوکھلا کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے فوراً ہی اسے سیلوٹ کیا۔ کرنل راجوف نے اس کے سیلوٹ کو بھی نظر انداز کر دیا اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر ڈاکٹر سٹارچ کے نمبرز پریس کرنے لگا پھر تین منٹ سے بھی کم وقت میں وہ ڈاکٹر سٹارچ کے پاس پہنچ گیا۔

"میں بہت پریشان ہوں۔ یہ کیا ہو رہا ہے"...... ڈاکٹر سٹارچ نے پریشان لہجے میں کہا۔

"آپ پریشان نہ ہوں۔ میں آ گیا ہوں۔ میں سب سنبھال لوں گا۔ آپ مجھے تفصیل سے اس کال کے بارے میں بتائیں"...... کرنل راجوف نے ڈاکٹر سٹارچ کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ پھر ڈاکٹر سٹارچ نے اسے تفصیل بتا دی۔ کرنل راجوف نے سر ہلایا اور پھر اس نے ڈاکٹر سٹارچ کے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور گودام سیکورٹی انچارج کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

"یس سر"...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے کیپٹن کی مؤدبانہ

آواز سنائی دی۔

''کیپٹن۔ میں کرنل راجوف بول رہا ہوں''...... کرنل راجوف نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے کیپٹن کی پہلے سے بھی زیادہ مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کیپٹن۔ مادام شیلاشی ایک معزز سائنس دان کے ساتھ تشریف لانے والی ہیں۔ تم نے انہیں مکمل پروٹوکول دینا ہے اور جیسے ہی وہ یہاں پہنچیں تم نے ہمیں فوراً اطلاع دینی ہے''...... کرنل راجوف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے سر''...... دوسری طرف سے کیپٹن کی آواز سنائی دی تو کرنل راجوف نے رسیور رکھ دیا۔

''کرنل صاحب۔ جب آپ کو معلوم ہے کہ وہ دشمن ایجنٹ ہیں تو پھر آپ انہیں لیبارٹری میں آنے کا موقع کیوں دے رہے ہیں''۔ ڈاکٹر سٹارچ نے حیرت اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔

''سر۔ یہاں سیکورٹی کے مکمل انتظامات ہیں اور میں بھی یہاں ہوں اس لئے آپ بالکل پریشان نہ ہوں۔ آپ کی یہ لیبارٹری دشمن ایجنٹوں کے لئے چوہے دان بن جائے گی''...... کرنل راجوف نے ایک بار پھر ڈاکٹر سٹارچ کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اگر کچھ ہو گیا تو وہ آپ کی ذمہ داری ہو گی۔ میں صدر

مملکت سے کہہ دوں گا''...... ڈاکٹر سٹارچ نے کہا۔

''جی۔ جی ڈاکٹر صاحب۔ آپ میری شکایت صدر صاحب سے کر دیجئے گا۔ صدر صاحب کو مجھ پر اعتماد ہے اس لئے تو انہوں نے مجھے بلیک سرکل جیسی ایجنسی کا چیف مقرر کیا ہے اور مجھے اختیارات بھی دیئے ہیں''...... کرنل راجوف نے فخریہ اور طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ مجھے بھی صدر صاحب نے کہا ہے کہ میں آپ کے ساتھ تعاون کروں۔ اب آپ بتائیں کہ میں آپ کے ساتھ کیا تعاون کر سکتا ہوں''...... ڈاکٹر سٹارچ نے کرنل راجوف سے کہا۔

''فی الحال تو ہم کنٹروم روم میں چل کر بیٹھتے ہیں کیونکہ دشمن ایجنٹ کسی بھی لمحے یہاں پہنچ سکتے ہیں''...... کرنل راجوف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے کھڑا بھی ہو گیا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر ڈاکٹر سٹارچ بھی اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا پھر وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے دوسرے کمرے میں آ گئے۔ اس کمرے میں بڑی میز رکھی ہوئی تھی۔ میز پر دو کمپیوٹر رکھے ہوئے تھے۔ ان دو کمپیوٹر کے سامنے ایک ہی آپریٹر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ڈاکٹر سٹارچ اور کرنل راجوف کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھا تو وہ فوراً ہی کرسی سے کھڑا ہو گیا اور ساتھ ہی اس نے دونوں کو مؤدبانہ انداز میں سلام بھی کیا لیکن کرنل راجوف نے سلام کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھا۔ وہ آگے بڑھ کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''آپ بھی تشریف رکھیں ڈاکٹر صاحب''...... کرنل راجوف نے

ڈاکٹر سٹارچ سے کہا تو وہ دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرنل راجوف نے کمپیوٹر کا کی بورڈ اپنی طرف کھینچا اور پھر وہ کی بورڈ پر مصروف ہو گیا۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ کرنل راجوف اور ڈاکٹر سٹارچ یکدم چونک پڑے۔ کمپیوٹر کی سکرین پر انھوں نے گلی میں ایک کار کو داخل ہوتے دیکھا۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر مادام شیلاشی بیٹھی ہوئی تھی جبکہ فرنٹ سیٹ پر ایک بوڑھا سا آدمی دکھائی دے رہا تھا۔

''کیا یہ مادام شیلاشی نہیں ہے''...... ڈاکٹر سٹارچ نے حیرت بھرے لہجے میں ہا۔

''جی ہاں۔ یہ مادام شیلاشی نہیں ہے بلکہ اس کے میک اپ میں خطرناک لیڈی ایجنٹ ہے''...... کرنل راجوف نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''کمال ہے۔ اتنی مشابہت تو جڑواں پیدا ہونے والے بچوں میں بھی نہیں ہوتی''...... ڈاکٹر سٹارچ نے کہا۔

''سر۔ آج کل میک اپ ٹیکنالوجی نے بہت ترقی کر لی ہے۔ اور آپ لوگ ہی تو سائنس کو ترقی دیتے ہیں''...... کرنل راجوف نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ اس لڑکی نے تو شیلاشی کا میک اپ کیا ہے لیکن جس شخص نے صدر مملکت کے لہجے میں مجھ سے بات کی ہے اس نے کون سی سائنسی ٹیکنیک استعمال کی ہے''...... ڈاکٹر سٹارچ نے کہا۔

''یہ بھی ایک فن ہے ڈاکٹر صاحب۔ اور اس فن پر دسترس رکھنے

والے اس دنیا میں دو چار افراد ہی ہوں گے۔ ان پاکیشیائی ایجنٹوں میں ایک ہی ایجنٹ ایسا ہے جو اس فن میں مہارت رکھتا ہے"۔ کرنل راجوف نے کہا۔

"کرنل صاحب۔ حقیقت میں یہی شخص دنیا کا خطرناک ترین انسان ہے"...... ڈاکٹر سٹارچ نے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ درست فرما رہے ہیں"...... کرنل راجوف نے کہا۔ اس دوران ان کی نظریں کمپیوٹر سکرین پر لگی رہی تھیں۔ وہ دونوں دشمن ایجنٹ اب کمرہ نمبر تین میں پہنچ گئے تھے۔ کیپٹن انہیں دیکھ کر احتراماً اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کے بعد اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔

"سیکورٹی انچارج راجر کاف بول رہا ہوں"...... کیپٹن کی آواز سنائی دی۔

"یس کیپٹن صاحب۔ فرمایئے"...... کمپیوٹر سکرین پر ایک کونے میں ڈاکٹر سٹارچ کا پی اے دکھائی دے رہا تھا اور یہ آواز اس کی تھی۔

"سر سے بات کراؤ"...... کیپٹن راجر کاف نے ڈاکٹر سٹارچ کے پی اے سے کہا۔

"چند سیکنڈ ہولڈ کریں"...... پی اے نے کہا اور پھر اگلے لمحے ان کے سامنے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ڈاکٹر سٹارچ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا جبکہ کرنل راجوف نے کمپیوٹر کا سپیکر والیوم کم کر دیا۔

"یس"...... ڈاکٹر سٹارچ نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ سیکورٹی انچارج کیپٹن راجر کاف آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے پی اے نے کہا۔

"اوکے۔ کراؤ بات"...... ڈاکٹر سٹارچ نے کہا تو ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ ڈاکٹر سٹارچ اسپیکنگ"...... کلک کی آواز سننے کے بعد ڈاکٹر سٹارچ نے کہا۔

"سر۔ کیپٹن راجر قاف بول رہا ہوں۔ مادام شیلاشی تشریف لے آئی ہیں اور ان کے ساتھ ایک معزز شخصیت بھی موجود ہے"...... کیپٹن راجر کاف کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مادام شیلاشی سے بات کراؤ"...... ڈاکٹر سٹارچ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے سر"...... کیپٹن راجر کاف نے کہا پھر انہوں نے کمپیوٹر سکرین پر کیپٹن کو رسیور شیلاشی کے میک اپ میں موجود لڑکی کی طرف بڑھاتے ہوئے دیکھا۔

"مادام۔ سر سے بات کریں"...... کیپٹن نے لڑکی سے کہا۔

"سر کی موجودگی میں، میں کیسے بات کر سکتی ہوں۔ سر سے بات کراؤ"...... اس لڑکی نے کیپٹن راجر کاف سے کہا تو کیپٹن نے رسیور بوڑھے آدمی کی طرف بڑھایا جو شکل و صورت سے سائنس دان ہی دکھائی دیتا تھا۔

''ہیلو۔ ڈاکٹر گوربا ئیروف بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے بوڑھے آدمی کی آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر صاحب۔ میں ڈاکٹر سٹارچ بول رہا ہوں۔فرمایئے۔ کیسے آنا ہوا''...... ڈاکٹر سٹارچ نے کہا۔

''مجھے تو صدر مملکت نے حکم دیا ہے کہ میں مادام شیلاشی کے ساتھ آپ سے ملوں۔ مادام شیلاشی جانتی ہیں کہ ہم کس لئے حاضر ہوئے ہیں''...... دوسری طرف سے بوڑھے جس نے اپنا نام گوربا ئیروف بتایا تھا، کی آواز سنائی دی۔

''صدر صاحب کا فون آیا تھا۔ اوکے۔ میں آپ کے لئے راستہ کھولتا ہوں۔ آپ رسیور کیپٹن کو دیں''...... ڈاکٹر سٹارچ نے کہا۔ اس دوران اس کی نظریں مسلسل کمپیوٹر اسکرین پر لگی ہوئی تھیں۔

''اوکے ڈاکٹر صاحب''...... گوربا ئیروف نے کہا اور پھر اس نے رسیور کیپٹن کی طرف بڑھایا۔

''لیس سر''...... کیپٹن راجر کاف نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں ان کے لئے لیبارٹری کا راستہ اوپن کر رہا ہوں۔تم ان کی چیکنگ بھی کر لو۔ اس کے بعد انہیں لیبارٹری میں بھیج دو''...... ڈاکٹر سٹارچ نے کیپٹن سے کہا تو کیپٹن نے لیس سر کہا اور ڈاکٹر سٹارچ نے رسیور کریڈل پر رکھ کر کرنل راجوف کی طرف دیکھا۔ اس نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔

انہوں نے کمپیوٹر سکرین پر دیکھا۔ کیپٹن راجر کاف نے اپنے کمپیوٹر کے ''کی بورڈ'' کے چند بٹن پریس کئے تھے اور ان دونوں ایجنٹوں پر سرخ رنگ کی روشنی پڑی۔ ڈاکٹر سٹارچ اپنے سامنے رکھے ہوئے کمپیوٹر کو بھی غور سے دیکھ رہا تھا۔ سرخ روشنی کے بعد اس کے کمپیوٹر پر بھی او کے کے الفاظ ابھرے اور غائب ہو گئے۔

''حیرت ہے۔ کمپیوٹر چیکنگ بتا رہی ہے کہ یہ دونوں میک اپ میں نہیں ہیں''...... ڈاکٹر سٹارچ نے کہا۔

''سر۔ مجھے پہلے سے اسی رزلٹ کی امید تھی۔ یہ بہت ایڈوانس لوگ ہیں۔ بہرحال آپ راستہ اوپن کریں''...... کرنل راجوف نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ڈاکٹر سٹارچ کمپیوٹر پر مصروف ہو گیا۔ اس نے کمپیوٹر پر ''وے'' نامی فائل اوپن کی، پاس ورڈ دیا اور انٹر کا بٹن پریس کرنے کے بعد ''کی بورڈ'' کرنل راجوف کی طرف بڑھا دیا کیونکہ اب اس کا کام ختم ہو گیا تھا۔ اب جو کچھ کرنا تھا کرنل راجوف نے کرنا تھا۔

کمپیوٹر سکرین پر لیبارٹری کا راستہ اوپن ہو چکا تھا۔ اس کمرے میں سرخ رنگ کا ایک بلب بھی جلنے بجھنے لگا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ دونوں افراد لیبارٹری کے راستے پر چلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ڈاکٹر سٹارچ اور کرنل راجوف دونوں ہی سانس روکے انہیں لیبارٹری کے راستے پر چلتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ وہ دونوں سرنگ میں چلتے چلتے سیڑھیوں تک پہنچ گئے اور پھر جیسے ہی انہوں نے سیڑھیوں پر قدم رکھا

کرنل راجوف کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آئے۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے کی بورڈ کے چند بٹن پریس کئے۔ جیسے ہی بٹن پریس ہوئے انہوں نے ان دونوں افراد کو چکراتے ہوئے دیکھا۔ انہیں چکراتے دیکھ کر ڈاکٹر سٹارچ اور کرنل راجوف کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ پھر اگلے ہی لمحے وہ دونوں لڑکھڑائے اور سیڑھیوں سے نیچے گرنے لگے۔

''ہاہاہا۔ مارے گئے۔ دشمن ایجنٹ مارے گئے۔ اب انہیں دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی۔ آئیں ڈاکٹر صاحب۔ رسمی کارروائی کرتے ہوئے میں اپنے مشین پسٹل کی گولیاں ان کے جسموں میں اتار دوں''...... کرنل راجوف نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور پھر وہ کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ ڈاکٹر سٹارچ بھی اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ کرنل راجوف کو یقین تھا کہ لیبارٹری میں عورت کے ساتھ آنے والا مرد عمران ہی ہے کیونکہ عمران ہی ہر قسم کے لب و لہجے میں بات کر سکتا ہے اور اس نے عمران کے فوری خاتمے کا فیصلہ کیا تھا۔

بلیک سرکل کے ہیڈکوارٹر کے مین گیٹ سے اندر جانا آسان کام نہیں تھا اس لئے صفدر اور خاور نے فیصلہ کیا کہ وہ عقبی طرف سے ہیڈکوارٹر میں داخل ہوں گے۔ انہوں نے اپنی کار ہیڈکوارٹر سے کچھ فاصلے پر کھڑی کی اور پیدل ہی بلیک سرکل کے ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھنے لگے۔ ہیڈکوارٹر کا مین گیٹ بند تھا۔ اس کی بلند و بالا دیوار کے اوپر خار دار تاریں لگی ہوئی تھیں۔ انہیں معلوم تھا کہ ان تاروں میں انتہائی طاقتور برقی رو دوڑ رہی ہے۔ وہ مین گیٹ سے کافی فاصلے سے ہی گزرتے چلے گئے اور تھوڑی دیر بعد وہ ہیڈکوارٹر کی عقبی سمت میں پہنچ گئے۔ یہ سائیڈ بالکل ہی سنسان تھی اور اردگرد کوئی بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ بلیک سرکل کی عقبی گلی میں پہنچنے سے پہلے صفدر نے کوٹ کی جیب سے ایم مشین نکال کر آن کر لی۔ یہ جدید ترین مشین تھی جو نصف کلو میٹر کے ایریئے میں ہر قسم کے سائنس سیکورٹی سسٹم کو جام کر دیتی تھی۔ ایم مشین کو آن کر کے

صفدر نے اسے واپس جیب میں رکھا اور پھر وہ گلی میں داخل ہو گئے۔ گلی میں چار مسلح آدمی ٹہل رہے تھے۔ جیسے ہی وہ دونوں گلی میں داخل ہوئے وہ چاروں چونکے اور پھر انہوں نے اپنی اپنی مشین گنیں سیدھی کرنی چاہیں۔ انہیں ہدایت تھی کہ گلی میں داخل ہونے والے کو بغیر وارننگ دیئے فوراً گولی مار دی جائے اور انہوں نے اس ہدایت پر عمل بھی کرنا چاہا لیکن ان کے سامنے صفدر اور خاور تھے جو ان سے کئی گنا تیز تھے۔ لہٰذا یکے بعد دیگرے ٹھک ٹھک کی چار دھیمی آوازیں سنائی دیں اور وہ چاروں چیخ مارے بغیر زمین پر گرے اور تڑپنے لگے۔ گولیاں ان کے دلوں میں جا لگی تھیں جس کی وجہ سے انہیں چیخنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔ انہیں ہلاک کرنے کے بعد خاور نے اوپر دیکھا پھر اس نے جیب سے ایک رسی کا بنڈل نکالا۔ اس کے ایک سرے پر لوہے کا ایک رنگ لگا ہوا تھا۔ خاور نے رسی کھولی اور پھر اس نے رنگ کو اوپر اچھال دیا۔ خاردار تاروں کو سہارا دینے کے لئے دیواروں پر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر لوہے کی سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ رنگ ہوا میں بلند ہوتا ہوا ایک سلاخ پر جا لگا اور اس میں پھنس گیا۔ خاور کی پہلی کوشش کامیاب ہو گئی تھی۔

خاور نے صفدر کی طرف دیکھا تو صفدر نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا پھر اس نے رسی پکڑی اور اگلے ہی لمحے وہ کسی بندر کی طرح اوپر چڑھنے لگا۔ خاردار تاروں کے قریب پہنچ کر صفدر رکا پھر

اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کٹر نکال لیا۔ کٹر سے اس نے چاروں تاریں کاٹ دیں۔ اس کے بعد وہ دیوار پر آ گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد خاور بھی اس کی مدد سے اوپر آ گیا۔ دیوار پر کھڑے ہو کر انہوں نے دور دور تک نظریں دوڑائیں۔ وہاں کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ خاور نے رسی اندرونی طرف لٹکائی اس کے بعد اس نے جیب سے گیس پسٹل نکالا۔ ان دونوں نے اپنے سانس روکے اور خاور نے چار کیپسول اندر فائر کر دیئے۔ کیپسول فائر کرنے کے بعد وہ دو منٹ تک دیوار پر اپنے سانس روکے بیٹھے رہے۔ دو منٹ کے بعد وہ رسی کی مدد سے نیچے اترے اور اصل عمارت کی طرف بڑھنے لگے۔ ابھی وہ آٹھ دس قدم ہی چلے تھے کہ انہیں خطرے کا احساس ہوا۔ اس احساس کے ساتھ ہی انہوں نے برق رفتاری سے خود کو زمین پر گرایا اور رولنگ کرنے لگے۔ یہ ان کی چھٹی حس تھی جس نے انہیں خطرے سے آگاہ کر دیا تھا۔ اگر انہوں نے خود کو زمین پر نہ گرایا ہوتا تو وہ اس وقت سینکڑوں گولیوں کا شکار ہو چکے ہوتے۔ جھاڑیوں میں سے اچانک چھ مسلح افراد ظاہر ہوئے تھے اور انہوں نے مشین گنوں سے ان پر فائرنگ کر دی تھی۔ رولنگ کرتے کرتے صفدر اور خاور نے اپنے مشین پسٹل کا رخ ان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ان کے مشین پسٹل سے بغیر دھماکوں کے گولیاں نکلیں اور وہ تمام افراد زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔

انہوں نے یہاں گیس کیپسول فائر کیے تھے اس لئے انہیں توقع

ہی نہیں تھی کہ یہاں کوئی ہوش میں ہو سکتا تھا لیکن یہ چھ افراد نہ صرف ہوش میں تھے بلکہ انہوں نے ان پر فائرنگ بھی کی تھی۔ اگر یہ ہوش میں تھے تو اس کا مطلب تھا کہ ان کے اور ساتھی بھی بے ہوش نہیں ہوئے تھے۔ گولیوں کا شکار ہو کر وہ سب تڑپ رہے تھے کہ خاور اور صفدر ان کے قریب پہنچ گئے۔

''تم بے ہوش کیوں نہیں تھے۔ بولو۔ جلدی بولو'' ...... صفدر نے ایک آدمی سے پوچھا جو آخری سانسیں لے رہا تھا۔

''سس۔ سس۔ سب۔ نن۔ نے۔ ان۔ ٹی۔ گگ۔ گیس''۔ وہ اتنا ہی کہہ سکا کہ اس نے دم توڑ دیا لیکن وہ جان گئے کہ ہیڈکوارٹر میں موجود تمام افراد نے انٹی گیس کیپسول کھائے ہیں اس لئے وہ بے ہوش نہیں ہوئے تھے۔ وہ دونوں ان لاشوں کے قریب سے ہٹ ہی رہے تھے کہ انہیں دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ تیزی سے جھاڑیوں میں دبک گئے۔

گو کہ رات کا وقت تھا لیکن لاتعداد بلب روشن ہونے کی وجہ سے اندھیرے کا نام و نشان نہیں تھا۔ دور دور تک صاف دکھائی دے رہا تھا۔ انہوں نے دس افراد کو دیکھا جو اندھا دھند دوڑتے ہوئے اس طرف آ رہے تھے پھر جیسے ہی وہ رینج میں آئے۔ انہوں نے مشین پسٹل سے ان پر فائرنگ شروع کر دی۔ فائرنگ سے چار پانچ آدمی تو فوراً ہی ہٹ ہو گئے جبکہ باقیوں نے ادھر ادھر چھلانگیں لگا دیں۔ چھلانگیں لگا کر وہ درختوں کی اوٹ میں ہو گئے اور ساتھ

ہی انہوں نے صفدر اور خاور پر فائرنگ بھی شروع کر دی۔ صفدر اور خاور نے پہلے مرتے ہوئے آدمیوں کی مشین گنیں اٹھا لیں اور وہ بھی جوابی فائرنگ کرتے ہوئے درختوں کی اوٹ میں ہو گئے۔ اب ان کے درمیان باقاعدہ مقابلہ شروع ہو چکا تھا۔

صفدر اور خاور سامنے فائرنگ کر ہی رہے تھے کہ ان کی دائیں جانب سے بھی فائرنگ ہونے لگی۔ گولیاں ان کے قریب سے گزر گئیں۔ انہوں نے اس طرف دیکھا تو انہیں وہاں بھی آٹھ دس انسانی سر دکھائی دیئے۔ صفدر نے تو سامنے ہی فائرنگ جاری رکھی جبکہ خاور نے دائیں جانب مشین گن کا رخ کر کے فائر کھول دیا۔ اس فائرنگ کی آواز میں ہی دو تین چیخیں بھی ابھریں۔ ان چیخوں کے ساتھ ہی باقی انسانی سر یکدم غائب ہو گئے۔ غالباً باقی افراد زمین پر گر گئے۔ وہاں باڑ بھی لگی ہوئی تھی اور وہ اسی باڑ کے پیچھے چھپ گئے تھے۔ خاور نے دو تین سروں کو باڑ میں غائب ہوتے دیکھ لیا تھا اس لئے اس نے اس طرف فائرنگ کی۔ اس فائرنگ کے ہوتے ہی مزید دو تین چیخیں بلند ہوئیں جس کا واضح مقصد تھا کہ مزید دو تین آدمی ہٹ ہو گئے تھے۔

صفدر بھی سامنے موجود دو تین آدمیوں کو ہٹ کر چکا تھا۔ اس وقت انہیں بائیں جانب سے بھی تیز فائرنگ کی آواز سنائی دی۔ درجنوں گولیاں اب بھی ان کے قریب سے گزر گئیں۔

''صفدر۔ ہمیں چاروں طرف سے گھیرا جا رہا ہے''...... خاور نے

دھیمی آواز میں کہا۔

''ہاں۔ اب آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ یہاں رکے رہے تو یہ ہمارے لئے زیادہ خطرناک بات ہو گی''...... صفدر نے کہا اور پھر انہوں نے فائرنگ تیز کر دی۔

وہ اس درخت سے آگے بڑھنے کا سوچ رہے تھے کہ انہیں مزید دس بارہ افراد ایک طرف سے دوڑ کر آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ وہ دوڑنے کے ساتھ ساتھ اندھا دھند فائرنگ بھی کر رہے تھے۔ پھر ان میں سے ایک آدمی نے دوڑتے دوڑتے اپنا ہاتھ بلند کیا۔ صفدر اور چوہان کو فضا میں ایک ہینڈ گرنیڈ نظر آیا جو انہی کی طرف آ رہا تھا۔ صفدر اچانک ہی اپنی جگہ سے عقاب کی مانند اڑا۔ اس نے فضا میں ہی ہینڈ گرنیڈ کو پکڑا اور واپس اچھال دیا۔ ہینڈ گرنیڈ ان دس بارہ افراد کے قریب جا کر پھٹ گیا۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور ان تمام افراد کے جسم ہوا میں بکھر گئے۔ اس دھماکے کے بعد یکدم سناٹا چھا گیا۔ غالباً ان پر فائرنگ کرنے والے افراد اپنے ساتھیوں کا یہ انجام دیکھ کر ساکت ہو گئے تھے۔ صفدر اور خاور نے اس سناٹے کو زیادہ دیر قائم نہ رہنے دیا۔ انہوں نے دوبارہ فائرنگ شروع کر دی۔ اس فائرنگ کے ساتھ بھی انہیں تین چار چیخیں سنائی دیں۔ صفدر اور خاور فائرنگ کرتے کرتے فضا میں بلند ہوئے اور بہت دور جا گرے۔ ان دونوں کو اس طرف جاتے دیکھ کر کچھ آدمی درختوں سے نکل کر فائرنگ کرتے ہوئے ان کی طرف بڑھے۔ وہ

زگ زیگ انداز میں بڑھ رہے تھے اور ان کی رفتار بھی بہت تیز تھی۔ صفدر اور خاور نے رولنگ جاری رکھی اور رولنگ کے دوران ہی انہوں نے فائر بھی کئے۔ زگ زیگ کے انداز میں بھاگتے ہوئے تمام افراد ہی ان کی فائرنگ کی زد میں آ گئے۔ ان کی دلدوز چیخیں بلند ہوئیں اور وہ مرغ بسمل کی مانند تڑپنے لگے۔ صفدر اور خاور نے اصل عمارت کی طرف بڑھنا جاری رکھا۔ ان کے پیچھے فائرنگ بھی جاری رہی۔ دو، دو، تین، تین کر کے کئی آدمی ان کی گولیوں کا شکار ہو گئے۔ وہ اصل عمارت کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ایک فلک شگاف دھماکہ ہوا۔ صفدر اور خاور نے محض ایک ساعت پہلے طویل ترین چھلانگ لگا لی تھی۔ کیونکہ دونوں نے ہی ایک گرنیڈ کو خود سے چند فٹ آگے زمین پر گرتے دیکھ لیا تھا۔ وہ چھلانگیں لگا کر دور دور جا گرے اور گرتے ہی انہوں نے رولنگ بھی کی کیونکہ اب چھت پر سے ان پر فائرنگ ہو رہی تھی اور اس فائرنگ سے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے چھت پر سینکڑوں آدمی موجود ہوں۔ صفدر اور خاور رولنگ کر رہے تھے۔ وہ چھت پر فائرنگ بھی کرنا چاہتے تھے لیکن انہیں موقع نہیں مل رہا تھا۔ وہ برق رفتاری سے رولنگ کر رہے تھے پھر انہوں نے ایک کمرے کا دروازہ کھلتے دیکھا اور اس دروازے میں سے پانچ آدمی برآمد ہوئے۔ یہ آدمی بھی مسلح تھے۔ کمرے سے نکلتے ہی انہوں نے ستونوں کی آڑ لے لی۔ ستونوں کی آڑ لے کر وہ بھی صفدر اور خاور پر فائرنگ کرنے لگے۔ پھر ان میں

سے کسی ایک نے ان کے درمیان ہینڈ گرنیڈ پھینک دیا۔ اس مرتبہ گرنیڈ کو فضا میں زیادہ بلند نہیں اچھالا گیا تھا۔ صفدر اور خاور نے بھی اس گرنیڈ کو اپنی طرف آتے دیکھ لیا تھا۔ اس مرتبہ خاور زمین سے فضا میں بلند ہوا اور اس کا ہاتھ گرنیڈ پر پڑا اور گرنیڈ واپس برآمدے میں جا گرا اور زور دار دھماکے کے ساتھ پھٹ گیا۔ اس دھماکے میں انسانی چیخیں بھی شامل تھیں۔ لیکن بم کے زور دار دھماکے میں وہ انسانی چیخیں دب گئی تھیں۔

ہینڈ گرنیڈ کو واپس اچھالنے کے بعد جونہی خاور زمین پر گرا اور اس نے برق رفتاری سے کروٹ بدلی لیکن جیسے ہی اس نے کروٹ بدلی اسے ایسا محسوس ہوا جیسے گرم گرم کئی سلاخیں اس کی کمر میں اتر گئی ہوں۔ وہ زمین پر گر گیا اور اس کے دماغ پر اندھیروں نے یلغار کر دی۔ صفدر نے اسے ہٹ ہوتے دیکھ لیا تھا۔ اس نے فائرنگ تیز کی اور خاور کی طرف بڑھا۔ لیکن ابھی وہ خاور سے دو تین قدم دور تھا کہ اسے بھی اپنے کندھے اور کمر پر شعلے سے گھستے ہوئے محسوس ہوئے۔ اس کے ہاتھ سے مشین گن چھوٹ گئی اور اس کا دماغ بھی اندھروں میں ڈوبتا چلا گیا۔

تنویر اور صدیقی نے کار بلیک سرکل کے ہیڈکوارٹر سے کچھ پہلے روک لی۔ وہ دونوں کار سے نیچے اترتے تو انہیں ہیڈکوارٹر سے شدید فائرنگ کی آواز سنائی دی۔ فائرنگ کی آواز سنتے ہی ان کے چہرے پتھروں کی مانند سخت ہو گئے۔ فائرنگ ہونے کا واضح مطلب یہ تھا کہ اندر صفدر اور خاور بلیک سرکل کے آدمیوں سے لڑ رہے ہیں۔

سڑک پر اچھی خاصی ٹریفک رواں دواں تھی لیکن کوئی بھی اس فائرنگ کا نوٹس نہیں لے رہا تھا اور اس کی وجہ شاید یہی تھی کہ یہ عمارت ایک ایجنسی کا ہیڈکوارٹر تھی اور یہاں فائرنگ ہونی کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ شاید بلیک سرکل کے آدمی پریکٹس کے طور پر بھی یہاں فائرنگ کرتے رہتے ہوں گے۔ عام لوگوں کو بے شک اس فائرنگ کی پرواہ نہیں تھی لیکن تنویر اور صدیقی کے لئے یہ عام بات نہیں تھی۔

''تنویر۔ مین گیٹ سے اندر داخل ہوا جائے یا عقبی سمت سے''۔ صدیقی نے پوچھا۔

''پلاننگ کرنے کا وقت تو نہیں ہے۔ اندر صفدر، خاور اور ضیانوف جنگ کر رہے ہیں۔ ہم یہاں کھڑے ہو کر پلاننگ کرتے رہے یا عقبی سمت میں جا کر اندر جانے کا کوئی طریقہ سوچتے رہے تو ہمیں تاخیر بھی ہو سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ ہماری یہ تاخیر ہمارے ساتھیوں کے لئے نقصان دہ ہو لہٰذا یہ وقت ڈائریکٹ ایکشن کا ہے''...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ آؤ پھر''...... صدیقی نے بھی تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں بلیک سرکل کے ہیڈکوارٹر کے مین گیٹ کی طرف بڑھے۔ ان کی رفتار کافی تیز تھی۔ وہ لمحوں میں مین گیٹ پر پہنچ گئے۔ مین گیٹ بند دکھائی دیا۔ تنویر نے اس پر دباؤ ڈالا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ ان دونوں نے جمپ لگائے اور ہوا میں اڑتے ہوئے اندر جا گرے۔ جمپ کے دوران ہی انہوں نے اپنے اپنے مشین پسٹل نکال لئے تھے۔

اندر آ کر گرنے کے بعد انہوں نے قلابازیاں کھائیں اور پھر ایک درخت کے پیچھے پہنچ گئے۔ فائرنگ اصل عمارت میں ہو رہی تھی جو کہ یہاں سے کافی فاصلے پر تھی۔ ان کی تیز نظریں سرچ لائٹ کی طرح چاروں طرف گھومیں اور انہوں نے دور دور تک کا جائزہ لے لیا۔ مین گیٹ پر اس وقت کوئی بھی موجود نہیں تھا جس کا

مطلب تھا کہ یہاں موجود افراد بھی اصل عمارت کی طرف چلے گئے تھے۔ اصل عمارت کی چھت پر سے فائرنگ ہو رہی تھی۔ مختلف درختوں کی اوٹ سے اور کمروں کے سامنے بنے برآمدے کے ستونوں کے پیچھے سے بھی فائرنگ ہو رہی تھی۔ انہیں صفدر اور خاور بھی نظر آ گئے تھے جو بجلی بنے ہوئے تھے۔

''ہمیں چھت پر پہنچ کر چھت پر موجود افراد کا خاتمہ کرنا ہو گا''۔ صدیقی نے کہا۔

''تو پھر دیر کس بات کی ہے''...... تنویر نے کہا۔

''میں چاہتا ہوں کہ ہم اس طرح چھپ پر پہنچیں کہ ہمارے دشمنوں کو کانوں کان خبر نہ ہو''...... صدیقی نے کہا۔

''تم طریقے ہی سوچتے رہنا۔ بلیک سرکل کے یہاں سینکڑوں آدمی موجود ہیں۔ صفدر اور خاور کب تک ان کا مقابلہ کریں گے''۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ صدیقی نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔ وہ لڑتے ہوئے آدمیوں کا جائزہ لینے لگا۔ وہ جائزہ لے ہی رہا تھا کہ بم کا زور دار دھماکہ ہوا اور پھر انہوں نے خاور کو ہٹ ہوتے دیکھا۔ خاور کو ہٹ ہوتے دیکھ کر ان دونوں کی یکدم آنکھیں سرخ ہو گئیں اور وہ باڑ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ اسی دوران خاور کی طرح صفدر بھی ہٹ ہو گیا۔

دشمنوں کی نظروں میں صرف وہی دو تھے اس لئے جیسے ہی وہ ہٹ ہوئے۔ درجنوں آدمی درختوں کے عقب سے نکل آئے۔ آٹھ

دس افراد چھت سے بھی نیچے آ گئے۔ نیچے آ کر وہ سب صفدر اور خاور کی طرف بڑھے جو فرش پر بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ جیسے ہی وہ آدمی ان دونوں کی طرف بڑھے تنویر اور صدیقی نے ان پر فائر کھول دیا۔ یہ حملہ ان کے لئے انتہائی غیر متوقع تھا۔ ان کے خیال کے مطابق تو صرف یہی دو آدمی ان کے ہیڈکوارٹر میں داخل ہوئے تھے لہٰذا وہ سبھی تنویر اور صدیقی کی فائرنگ کی زد میں آ گئے۔ ان میں سے چند نے بچنے کی کوشش بھی کی لیکن تنویر پر تو جنون سوار ہو چکا تھا۔ اس نے کسی کو بچنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ محض چند سیکنڈوں میں درجنوں افراد زمین پر گر چکے تھے اور تڑپ رہے تھے۔

ان سب کے ہٹ ہو جانے کے بعد تنویر اور صدیقی ان دونوں کی جانب بڑھے۔ ان دونوں کی ظاہری حالت بتا رہی تھی کہ زندگی سے ان کا رشتہ ٹوٹ چکا ہے۔ تنویر، خاور پر جھک گیا اور صدیقی صفدر پر۔

"صفدر ابھی زندہ ہے تنویر"...... صدیقی نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"خاور بھی زندہ ہے لیکن نبض ڈوب رہی ہے۔ ان دونوں کو فوری طبی امداد کی ضرورت ہے"...... تنویر نے بھی جوشیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے خاور کی نبض بھی چھوڑ دی۔

"تنویر۔ میں ان دونوں کو سامنے والی ویگن میں پہنچاتا ہوں تم

ٹارچر روم میں جا کر میڈیکل باکس لے آؤ۔ امید ہے ضیانوف بھی ٹارچر روم میں موجود ہوگا''...... صدیقی نے تنویر سے کہا اور پھر اس نے صفدر کو اٹھایا اور ویگن کی طرف بڑھنے لگا جو وہاں سے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی جبکہ تنویر ایک طرف دوڑا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے پر لگ گئے ہوں۔

چند سیکنڈوں میں ہی صدیقی نے صفدر کو ویگن کی ایک سیٹ پر لٹایا اور دوڑتا ہوا خاور کے پاس آ گیا۔ اس نے خاور کو بھی اٹھایا اور ویگن کی دوسری سیٹ پر لٹا دیا۔ اسی وقت تنویر اور ضیانوف بھی وہاں پہنچ گئے۔ تنویر کے ہاتھ میں میڈیکل باکس تھا۔ وہ صدیقی کی طرف بڑھا جبکہ ضیانوف ویگن کی ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آ گیا۔ اس نے ویگن اسٹارٹ کی اور پھر ویگن مین گیٹ کی طرف بڑھی۔

''بلیک سرکل کے چیف کرنل راجوف کا ایک ماتحت کیپٹن یہاں سے فرار ہو گیا ہے۔ وہ کسی بھی وقت اپنے آدمیوں کے ساتھ واپس آ سکتا ہے لہٰذا جلد از جلد ہمیں یہاں سے نکلنا ہے''۔ ضیانوف نے کہا اور پھر اس نے ویگن روک لی کیونکہ ویگن مین گیٹ پر پہنچ گئی تھی۔ صدیقی انجکشن تیار کر رہا تھا اس لئے تنویر چھلانگ لگا کر ویگن سے نیچے اترا اور اس نے گیٹ کھول دیا۔ گیٹ کھولنے کے بعد وہ واپس ویگن آ بیٹھا اور ویگن سڑک پر آ گئی۔ صدیقی نے صفدر کو انجکشن لگا دیا تھا۔ اب وہ دوبارہ انجکشن تیار کر رہا تھا۔

''تنویر۔ تم صفدر کو مصنوعی سانس دو''...... صدیقی نے تیز لہجے

میں تنویر سے سے کہا تو تنویر نے صفدر کے منہ سے اپنا منہ لگا دیا جبکہ صدیقی نے خاور کو انجکشن لگایا اور پھر اس نے بھی خاور کے منہ سے منہ لگایا۔

''ضیانوف۔ اگر ہم پانچ منٹوں تک کسی ہسپتال نہ پہنچے تو ہم ان دونوں کو نہیں بچا سکیں گے''...... صدیقی نے ضیانوف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ قریب ہی ایک ہسپتال ہے۔ ہم دو منٹوں میں وہاں پہنچ جائیں گے''...... ضیانوف نے کہا۔ پھر واقعی دو منٹوں میں وہ ایک ہسپتال پہنچ گئے۔ ضیانوف نے ویگن ایمرجنسی کے سامنے روکی۔ ویگن کو اس طرح اندر آتے دیکھ کر ہسپتال کا عملہ سمجھ گیا کہ کوئی ایمرجنسی آ گئی ہے لہذا جیسے ہی ویگن وہاں پہنچی عملہ ویگن کے قریب آ گیا۔ ان کے پاس اسٹریچر بھی تھا۔

''یہ بلیک سرکل کے آدمی ہیں۔ دشمن ایجنٹوں نے انہیں گولیاں مار دی ہیں۔ جلدی سے ان کے آپریشن کرو۔ اگر انہیں کچھ ہو گیا تو یہ روسیاہ کا بہت بڑا نقصان ہو گا''...... ضیانوف نے تیز لہجے میں ڈاکٹر سے کہا۔

ویگن پر چونکہ بلیک سرکل کا مخصوص نشان موجود تھا اس لئے ضیانوف نے فوری طور پر یہ بات بنائی تھی۔ اس کی بات سن کر عملے نے بہت تیزی دکھائی اور ان دونوں کو آپریشن تھیٹر میں پہنچا دیا گیا اور پھر آپریشن تھیٹر کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

''ضیانوف صاحب۔ آپ ویگن کو یہاں سے دور چھوڑ آئیں کیونکہ اس ویگن کی وجہ سے بلیک سرکل کے آدمی یہاں فوراً پہنچ جائیں گے جبکہ یہ ویگن کہیں اور ہو گی تو انہیں تلاش میں کچھ وقت لگ جائے گا اور ہمیں تھوڑا سا وقت ہی چاہئے۔ صفدر اور خاور کے آپریشن ہو جائیں پھر کوئی بھی آ جائے ہمیں پرواہ نہیں''...... صدیقی نے ضیانوف سے کہا۔

''اوکے سر۔ میں ویگن کو دور چھوڑ آتا ہوں''...... ضیانوف نے کہا اور پھر وہ ویگن میں بیٹھ کر چلا گیا۔ اس کی واپسی تقریباً آدھے گھنٹے بعد ہوئی۔ ڈاکٹرز ابھی تک آپریشن میں مصروف تھے۔

''سر۔ صفدر صاحب اور خاور صاحب کی کوئی اطلاع''۔ ضیانوف نے قریب آتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹرز ابھی تک آپریشن میں مصروف ہیں۔ آپریشن تھیٹر سے کوئی بھی آدمی باہر نہیں آیا''......تنویر نے کہا۔

''سر۔ اللہ اپنا کرم کرے گا۔ یہ دونوں بچ جائیں گے''۔ ضیانوف نے کہا۔

''انشاء اللہ''...... صدیقی نے کہا اور پھر کی نظر گیٹ کی طرف گئی۔ گیٹ پر ایک گاڑی نمودار ہوئی تھی اور اس گاڑی کو دیکھتے ہی صدیقی کے دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔

''تنویر۔ دشمن آ پہنچے ہیں''...... صدیقی نے دھیمے لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے بھی ان گاڑیوں کو دیکھ لیا ہے۔ یہ بلیک سرکل کی گاڑیاں ہیں''...... تنویر نے کہا۔ کیونکہ اب اس ایک گاڑی کے پیچھے دو اور گاڑیاں بھی نظر آ گئی تھیں۔

''سر۔ اب کیا ہو گا۔ صفدر صاحب اور خاور صاحب کا آپریشن ہو رہا ہے''...... ضیانوف نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم انہیں روکتے ہیں۔ تم صفدر اور خاور کو یہاں سے نکال کر لے جاؤ۔ آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھل گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ ان دونوں کا آپریشن ہو چکا ہے''...... صدیقی نے کہا تو ضیانوف نے چونک کر آپریشن تھیٹر کی طرف دیکھا۔

''ٹھیک ہے سر۔ ہاٹ کالونی لیکن اس بار نمبر ہے بی فائیو سکس''۔ ضیانوف نے آپریشن تھیٹر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جبکہ تنویر اور صدیقی گاڑیوں کی طرف بڑھے۔ گاڑیاں گیٹ کے قریب ہی رک گئی تھیں اور ان گاڑیوں میں سے کئی آدمی نیچے اتر رہے تھے۔

''اے مسٹر۔ ادھر آؤ''...... فوج کی وردی میں ملبوس ایک آدمی نے صدیقی سے بارعب لہجے میں کہا۔ فوجی کے سٹار اسے کیپٹن ظاہر کر رہے تھے۔

''یس سر''...... صدیقی نے اس کے قریب پہنچتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کون ہو تم دونوں''...... کیپٹن نے ان دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں ایمرجنسی وارڈ کا سینئر کلرک ہوں اور یہ جونیئر کلرک ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''آیئے ڈاکٹر صاحب۔ یہ بتایئے کہ کیا یہاں دو ایسے افراد لائے گئے ہیں جنہیں گولیاں لگی ہوئی ہیں''...... کیپٹن نے کہا تو صدیقی اور تنویر نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ایک ڈاکٹر ان کے قریب پہنچ چکا تھا۔

''یس کیپٹن۔ بلیک سرکل کے دو آدمی یہاں لائے گئے ہیں جو شدید زخمی ہیں۔ انہیں کئی گولیاں لگی ہوئی تھیں لیکن آپریشن کر کے ان کی گولیاں نکال لی گئی ہیں اور اب وہ خطرے سے باہر ہیں''۔ ڈاکٹر نے کیپٹن سے کہا۔

''اوہ۔ آپ سے کس نے کہہ دیا ہے کہ وہ بلیک سرکل کے آدمی ہیں۔ وہ تو دشمن ایجنٹ ہیں۔ ہم انہیں گرفتار کرنے آئے ہیں''۔ کیپٹن نے اس مرتبہ سرد لہجے میں کہا۔

''سوری کیپٹن۔ میں انہیں آپ کو لے جانے کی اجازت نہیں دے سکتا کیونکہ ان کی حالت ایسی نہیں ہے کہ انہیں کہیں لے جایا جا سکے''...... ڈاکٹر نے خشک لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ آپ مجھے منع نہیں کر سکتے۔ وہ دونوں مجرم ہیں''۔ کیپٹن نے اس مرتبہ غصیلے لہجے میں کہا۔

''مجرم وہ عدالت میں ہوں گے یہاں نہیں۔ یہ ہسپتال ہے اور ہسپتال میں جو داخل ہوتا ہے وہ مریض ہوتا ہے۔ صرف اور صرف مریض''...... ڈاکٹر نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ آپ کو نہیں معلوم کہ وہ کتنے خطرناک لوگ ہیں۔ آپ میرے راستے میں مت آئیں میں انہیں لے کر ہی جاؤں گا''۔ کیپٹن نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ کتنے ہی خطرناک کیوں نہ ہوں۔ یہاں وہ مریض ہیں اور پلیز اب آپ چلے جائیں۔ دو دن بعد آ کر آپ ان سے بیان لیجئے گا اور اس کے بعد آپ نے جو قانونی کارروائی کرنی ہو گی کیجئے گا''...... ڈاکٹر نے اس مرتبہ خشک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑنے لگا۔

''سنیئے ڈاکٹر صاحب''...... کیپٹن نے کہا تو ڈاکٹر مڑتے مڑتے رک گیا اور اس نے کیپٹن کی طرف دیکھا۔

''جی۔ اب کیا بات ہے''...... ڈاکٹر نے کہا۔

''اچھا۔ آپ اتنا تو بتا دیں کہ ان زخمیوں کو جو لوگ لائے تھے وہ کہاں ہیں''...... کیپٹن نے کہا۔

''ان میں سے دو تو ابھی یہاں کھڑے ہوئے تھے''...... ڈاکٹر نے اس طرف دیکھتے ہوئے کہا جہاں تنویر اور صدیقی کھڑے تھے لیکن اب وہ دونوں غائب تھے۔ کیپٹن اور ڈاکٹر کی باتوں کے دوران دونوں ہی وہاں سے کھسک گئے تھے۔

''دونوں آدمی جو یہاں کھڑے ہوئے تھے وہاں کہاں گئے''۔ کیپٹن نے چیختے ہوئے کہا۔

''سس۔ سس۔ سر۔ وہ تو۔ وہ تو باہر نکل گئے ہیں''...... اس کے ایک ماتحت نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ایڈیٹ۔ نانسنس۔ دفع ہو جاؤ۔ انہیں تلاش کرو اور انہیں دیکھتے ہی بھون ڈالو''...... کیپٹن نے بدستور چیختے چلاتے ہوئے کہا۔ اسی وقت ایمرجنسی وارڈ کی طرف سے ہسپتال کا ایک ملازم دوڑتا ہوا آیا۔

''سر۔ وہ۔ وہ''...... اس نے ڈاکٹر سے کچھ کہنا چاہا لیکن ہانپنے کی وجہ سے وہ اپنی بات مکمل نہ کر سکا۔

''کیا بات ہے۔ تم اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں ہو''...... ڈاکٹر نے اس سے پوچھا۔

''ڈ۔ ڈاکٹر صاحب۔ وہ دونوں زخمی آپریشن تھیٹر سے غائب ہو گئے ہیں''...... اس آدمی نے کہا۔

''وہاٹ''...... کیپٹن اور ڈاکٹر نے بیک آواز چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ایمرجنسی وارڈ کی طرف دوڑنے لگے۔

عمران کو پہلے سے ہی خدشہ تھا کہ لیبارٹری میں داخلے کے وقت ان کے خلاف کوئی کارروائی ہو سکتی ہے۔ شعاعوں کے اثرات سے بچنے کے لئے اس نے خود کو اور جولیا کو انجکشن لگا لیا تھا جبکہ گیس سے بچنے کے لئے انہوں نے انٹی گیس کیپسول کھا لئے تھے۔ سیڑھیوں پر قدم رکھتے ہی عمران اور جولیا نے گیس کی بو محسوس کر لی تھی۔ یہ بو محسوس کر کے ہی انہوں نے خود کو سیڑھیوں سے نیچے گرا دیا تھا۔ تقریباً دس بارہ سیڑھیوں کے بعد وہ فرش پر جا گرے۔ سیڑھیوں سے گرنے کی وجہ سے انہیں چوٹیں تو لگیں لیکن یہ نہایت ہی معمولی چوٹیں تھیں۔ فرش پر گرنے کے بعد انہوں نے جسموں کو اس طرح ڈھیلا چھوڑ دیا جیسے وہ بے ہوش ہوں۔ وہ جہاں گرے تھے وہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ کمرے میں فرنیچر کا نام و نشان نہیں تھا البتہ فرش پر قالین بچھا ہوا تھا۔ عمران اور جولیا کسی کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ انہیں انتظار کرتے ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی

کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور دو آدمی کمرے میں داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک جوان اور دوسرا بوڑھا تھا۔

''ہاہاہا۔ ڈاکٹر صاحب یہ جو بوڑھے آدمی کے میک اپ میں بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ یہ کوئی معمولی انسان نہیں ہے۔ یہ دنیا کا خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے، اسرائیل اور ایکریمیا کے اعلیٰ حکام اس کا ذکر کرتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ علی عمران کا ذکر کیا جائے اور وہ سامنے آ جائے۔ اب دیکھو یہ کس طرح بے ضرر کینچوے کی طرح پڑا ہوا ہے۔ ہاہاہا۔ علی عمران''...... جوان آدمی نے پہلے قہقہہ لگایا اور پھر فخریہ لہجے میں ڈاکٹر سے بات کی اور پھر دوبارہ قہقہہ لگایا۔

''کرنل راجوف صاحب۔ اگر یہ اتنا ہی خطرناک ہے تو پھر اسے جلد سے جلد یہاں سے لے جائیں''...... ڈاکٹر نے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ یہ ڈاکٹر سٹارچ ہے۔

''ڈاکٹر صاحب۔ پریشان ہونے یا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اس وقت کرنل راجوف کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں اور صدر صاحب نے مجھے، یعنی کرنل راجوف کو یونہی بلیک سرکل کا چیف نہیں بنا دیا''...... کرنل راجوف نے کہا۔

''آپ ہی بتا رہے تھے کہ یہ اتنے خطرناک انسان ہیں کہ انہوں نے بلیک سرکل کے دو چیفس کو ہلاک کر دیا ہے''...... ڈاکٹر سٹارچ نے کہا تو کرنل راجوف نے ایک بار پھر قہقہہ لگایا۔

”ڈاکٹر صاحب۔ اگر آپ بچوں کی طرح خوفزدہ ہو رہے ہیں تو پھر میں اس عمران کا خاتمہ ابھی کئے دیتا ہوں۔ اس لڑکی کو میں اپنے ہیڈکوارٹر لے جا کر اس سے اس کے باقی ساتھیوں کا پوچھ کر ان کا بھی خاتمہ کر دوں گا“...... کرنل راجوف نے کہا اور پھر اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا لیکن ابھی اس نے مشین پسٹل کا رخ عمران کی طرف نہیں کیا تھا کہ عمران اپنی جگہ سے کسی اسپرنگ کی مانند اچھلا اور کرنل راجوف سے جا ٹکرایا۔ کمرہ چھوٹا سا تھا۔ عمران کے ٹکرانے سے کرنل راجوف اچھل کر دیوار سے جا لگا۔

ڈاکٹر سٹارچ کے لئے یہ منظر اپنی زندگی کا حیران کن منظر تھا۔ لیبارٹری کی طرف آنے والی سیڑھیوں میں جی گیس کا انتظام کیا گیا تھا اور جی گیس ایک ایسی گیس تھی جو انسان کو نہ صرف بے ہوش کر دیتی تھی بلکہ اس کے اعصاب کو سن بھی کر دیتی تھی۔ ہوش میں آنے کے بعد بھی انسان کم از کم دس بارہ گھنٹے حرکت نہیں کر سکتا اور یہ دشمن ایجنٹ عمران نہ صرف خود بخود ہوش میں آ گیا تھا بلکہ اس نے کرنل راجوف پر حملہ بھی کر دیا تھا۔ حیرت کی زیادتی کی وجہ سے ڈاکٹر سٹارچ ساکت ہو کر رہ گیا تھا۔ پھر جب اس کی حیرت ٹوٹی تو وہ دروازے کی طرف مڑا لیکن مڑتے ہی وہ ایک بار پھر ساکت ہو گیا کیونکہ اس کے سامنے وہ لڑکی کھڑی ہوئی تھی جو ابھی بے ہوش فرش پر پڑی ہوئی تھی اور اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل بھی تھا۔ جولیا کے ہاتھ میں کرنل راجوف کا مشین پسٹل تھا جو اس کے ہاتھ

سے نکل کر فرش پر گر گیا تھا۔

''بھاگ کہاں رہے ہو ڈاکٹر''...... جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر سٹارچ کے منہ پر ایک تھپڑ بھی رسید کر دیا۔ ڈاکٹر تھپڑ کھا کر چیخا اور ذلت کے احساس کی وجہ سے اس کا سرخ چہرہ اور زیادہ سرخ ہو گیا۔ پوری زندگی اسے کسی نے تھپڑ نہیں مارا تھا۔ تھپڑ تو بڑی بات تھی اس سے کبھی کسی نے تیز لہجے میں بھی بات نہیں کی تھی۔ اس کے سرخ و سفید چہرے پر جولیا کی انگلیوں کے نشان بھی ثبت ہو گئے تھے۔

کرنل راجوف دیوار سے ٹکرانے کے بعد کسی فٹ بال کی مانند اچھلا اور عمران کی طرف آیا لیکن عمران ایک سیکنڈ کے بھی ہزارویں حصے میں فرش پر گر گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی ٹانگ بھی حرکت میں آئی جو اڑتے ہوئے کرنل راجوف کی پسلیوں میں لگی اور وہ پہلے سے زیادہ تیزی سے دوسری دیوار سے جا ٹکرایا اور دھپ سے فرش پر گر گیا۔ فرش پر گرتے ہی وہ اچھل کر کھڑا ہوا لیکن اس کے کھڑے ہونے سے پہلے عمران اس کے سر پر پہنچ چکا تھا۔ عمران کی ٹانگ ایک مرتبہ پھر حرکت میں آئی اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا کرنل راجوف ایک بار پھر فرش پر گر گیا۔ عمران کی ٹھوکر اس کی پسلیوں میں لگی تھی اور اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔ درد کی تیز لہریں اس کے سارے جسم میں دوڑنے لگیں لیکن اس کے باوجود فرش پر گرتے ہی اس کا جسم پھرکی کی مانند گھوما اور پھر عمران کی ٹانگوں پر اس کی

ٹانگ لگی اور عمران لڑکھڑا گیا۔ عمران کے لڑکھڑاتے ہی کرنل راجوف کا جسم توپ سے نکلے ہوئے گولے کی مانند عمران سے آ ٹکرایا اور اس مرتبہ عمران دیوار سے جا ٹکرایا۔ اسے اپنی کمر دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔ عمران جیسے ہی فرش پر گرا، کرنل راجوف نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ عمران کے دونوں پاؤں فوراً حرکت میں آئے۔ کرنل راجوف کا جسم عمران کے پیروں سے ٹکرایا اور اڑتا ہوا دیوار سے جا لگا۔ اس مرتبہ وہ اپنے سر کو دیوار سے ٹکرانے سے نہ بچا سکا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سر پاش پاش ہو گیا ہو۔ بے اختیار اس کے منہ سے چیخ بلند ہوئی۔ وہ فرش پر گرا اور گرنے کے بعد اٹھنے کی کوشش کرنے لگا لیکن اس سے اٹھا نہیں جا رہا تھا۔ کافی کوشش کے بعد کھڑا ہونے میں کامیاب ہوا اور چندھیائی ہوئی آنکھوں سے عمران کو دیکھا جو اس کے بالکل قریب کھڑا ہوا تھا۔ عمران کو دیکھتے ہی اس کا ہاتھ تیزی میں حرکت میں آیا۔ اس نے عمران کو مکا مارنے کی کوشش کی لیکن عمران نے اس کی کلائی پکڑ لی۔ کلائی پکڑنے کے بعد عمران نے اسے جھٹکا دیا اور گھمایا تو اس کی کمر عمران کے سینے سے آ لگی۔ عمران نے اپنا دوسرا بازو اس کی گردن میں ڈالا اور جھٹکا دے دیا۔ اس جھٹکے سے کرنل راجوف کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور اس کی کربناک چیخ بلند ہوئی۔ عمران نے اسے چھوڑا تو وہ فرش پر گر گیا اور تڑپنے لگا۔

اس کے بعد عمران نے ڈاکٹر سٹارچ کی طرف دیکھا جو حیرت

اور خوف کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ عمران اور کرنل راجوف کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ عمران نے اسے خونی نظروں سے دیکھا تو وہ باقاعدہ کانپنے لگا۔

''ڈاکٹر۔ اگر تم نے ہمارے ساتھ تعاون نہ کیا تو تمہارا انجام کرنل راجوف سے زیادہ عبرتناک ہو گا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو ڈاکٹر سٹارچ کا کپکپانا اور زیادہ ہو گیا۔

''مم۔ مم۔ میں نے۔ کک۔ کیا تعاون۔ کک۔ کرنا ہے''۔ ڈاکٹر سٹارچ نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''فائل یو اے وی تمہارے پاس ہے''...... عمران نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔

''آں۔ ہاں۔ ہاں۔ میرے ہی پاس ہے''...... ڈاکٹر سٹارچ نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میرے آفس کے لاکر میں ہے اور لاکر کمپیوٹر سے کھلتا ہے''۔ ڈاکٹر سٹارچ نے کہا۔

''نو پرابلم۔ میں اس لاکر سے فائل اٹھا لوں گا۔ تم لاکر کھولنے کا پاس ورڈ بتاؤ''...... عمران نے کہا لیکن ڈاکٹر سٹارچ خاموش رہا۔ عمران کا ہاتھ فوراً ہی حرکت میں آیا۔ اس کا بھرپور تھپڑ ڈاکٹر کے منہ پر پڑا اور وہ چیختا ہوا فرش پر گر گیا۔ اس کے دو تین دانت ہل گئے تھے جس کی وجہ سے اس کے منہ سے خون بہنے لگ تھا۔

عمران نے آگے بڑھ کر اسے کالر سے پکڑ کر اٹھایا اور اسے گھور کر دیکھا۔

"تم نے پاس ورڈ بتانا ہے یا تمہاری گردن بھی توڑ ڈالوں۔ کرنل راجوف کو دیکھو وہ اب ٹھنڈا بھی ہو چکا ہے"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ڈاکٹر سٹارچ کا منہ کرنل راجوف کی لاش کی طرف کیا۔ اس کی لاش دیکھ کر ڈاکٹر سٹارچ کے چہرے کی رنگت زرد پڑ گئی۔ پھر عمران نے اس کی گردن پر اپنا ہاتھ رکھا تو وہ یکدم ہی چیخ اٹھا۔

"مم۔ مجھے مت مارنا۔ مم۔ میں بتاتا ہوں"...... ڈاکٹر سٹارچ نے خوفزدہ لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"بتاؤ۔ جلدی بتاؤ"...... عمران نے بدستور کرخت لہجے میں کہا تو ڈاکٹر سٹارچ نے اسے پاس ورڈ بتا دیا۔

"سوچ لو ڈاکٹر سٹارچ۔ اگر تم نے غلط پاس ورڈ بتایا ہے تو پھر اذیت ناک موت سے تم بچ نہیں سکو گے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر سٹارچ کی گردن بھی دبائی۔

"مم۔ مم۔ میں۔ سس۔ سچ۔ کک۔ کہہ رہا ہوں"...... ڈاکٹر سٹارچ نے بمشکل بولتے ہوئے کہا۔

"تمہارا آفس کہاں ہے"...... عمران نے ہاتھ کی گرفت اس کی گردن پر کم کرتے ہوئے کہا۔

''اس کمرے سے نکلتے ہی گیلری ہے۔ گیلری کے دونوں جانب کمرے ہیں۔ دائیں ہاتھ کا تیسرا کمرہ میرا آفس ہے''...... ڈاکٹر سٹارچ نے کہا۔

''اس وقت تمہارے آفس میں کون کون ہو گا''...... عمران نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔

میرا پورا عملہ اس وقت سویا ہوا ہے۔ ہم سب سارا دن کام کرتے ہیں اور رات کو جلد سو جاتے ہیں''...... ڈاکٹر سٹارچ نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ لیبارٹری میں اس وقت صرف تم جاگ رہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں''...... ڈاکٹر سٹارچ نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کی جانیں بچ گئیں''۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''اور میری جان''...... ڈاکٹر سٹارچ نے جلدی سے کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

اگر تمہاری باتیں درست ثابت ہوئیں تو تم بھی بچ جاؤ گے۔ لیکن اگر تم نے کوئی جھوٹ بولا ہے تو پھر تم بھی نہیں بچ سکو گے''۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ نہیں۔ میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ جو کچھ تم نے پوچھا

ہے میں نے سچ سچ بتا دیا ہے۔ کرنل راجوف بتا رہا تھا کہ تم دنیا کے خطرناک ترین انسان ہو۔ تمہارے سامنے میں کیسے جھوٹ بول سکتا ہوں''...... ڈاکٹر سٹارچ نے کہا۔

''جولیا۔ اسے ہاف آف کر دو''...... عمران نے جولیا سے کہا تو جولیا کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ اس مشین پسٹل کا دستہ ڈاکٹر سٹارچ کے سر کے پچھلے حصے پر پڑا اور وہ چیختا ہوا فرش پر گرا اور اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔

''آؤ جولیا''...... عمران نے جولیا سے کہا اور پھر وہ دونوں اس کمرے سے باہر آ گئے۔

باہر واقعی ایک گیلری تھی جس کی دونوں جانب کمرے تھے۔ انہوں نے اردگرد کا جائزہ لیا۔ وہاں مکمل سناٹا تھا۔ کوئی ذی روح نظر نہیں آ رہا تھا۔ مشین پسٹل جولیا کے ہاتھ میں تھا اور اس کی نظریں ادھر ادھر گردش کر رہی تھیں۔ اس کی قوت سماعت بھی اس وقت بہت بڑھ گئی تھی۔ معمولی سی آواز کو بھی وہ سن سکتی تھی۔

وہ تیسرے دروازے پر پہنچ کر رکے۔ عمران نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ وہ دونوں کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہ واقعی آفس تھا۔ کمرے کے ایک کونے میں ایک آفس ٹیبل رکھی ہوئی تھی۔ ٹیبل پر ٹیلی فون، کمپیوٹر اور چند دوسری اشیاء رکھی ہوئی تھیں۔ ٹیبل کی دوسری جانب کرسی رکھی ہوئی تھی۔ کرسی کے پیچھے جو دیوار تھی اس دیوار میں ایک بڑا لاکر نصب تھا۔ عمران کرسی پر بیٹھ گیا اور

پھر وہ کمپیوٹر کو چیک کرنے لگا۔ تقریباً پانچ منٹوں تک وہ کمپیوٹر پر مصروف رہا۔ پھر اس نے ڈاکٹر سٹارچ کا بتایا ہوا پروگرام اوپن کیا اور پھر پاس ورڈ انٹر کیا۔ پاس ورڈ دینے کے بعد عمران کرسی سے اٹھا اور اس نے لاکر کا ہینڈل گھمایا۔ ہینڈل گھماتے ہی لاکر کھل گیا۔ اندر چند فائلیں رکھی ہوئی تھیں۔ عمران وہ فائلیں دیکھنے لگا۔ جلد ہی اسے یو اے وی کی فائل نظر آ گئی کیونکہ یہ فائل اس کی دیکھی ہوئی تھی اس لئے عمران نے اسے فوراً ہی پہچان لیا۔ عمران نے وہ فائل کھول کر چیک کی اور اس کے بعد اس نے وہ فائل اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لی۔

''آؤ جولیا۔ واپس چلیں''...... عمران نے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔

''کیا مشن مکمل ہو گیا ہے''...... جولیا نے عمران کے پیچھے چلتے ہوئے کہا تو عمران رک گیا۔

''تم میرا ساتھ دو گی۔ قبول ہے، قبول ہے، قبول ہے کہو گی تو ہمارا مشن مکمل ہو گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو میں نے کب انکار کیا ہے۔''...... جولیا نے نظریں جھکاتے ہوئے اور لبوں پر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا تو عمران کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گیا اور وہ انگلی سے سر کو کھجانے لگا۔

ختم شد